وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللهِ اَمْوَاتٌ
بَلْ أَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (القرآن)

اَلْاَنْبِيَاءُ أَحْيَآءٌ فِي قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ (الحدیث)

سَیفِ اُوَیسِیَّہ
بر
عَقائدِ نامَرضِیَّہ

از افادات:
حضرت العلّام مولانا اللہ یار خان رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ:
جناب حافظ عبدالرزاق (ایم اے)

حضرت العلام مولانا اللہ یار خانؒ

مرتبہ:
حافظ عبدالرزاق

ناشر:
ادارہ نقشبندیہ اویسیہ دارالعرفان منارہ ضلع چکوال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفصیلی فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(حرفے چند)

حضرت مولانا اللہ یار چکڑالوی رحمہ اللہ

پیدائش: ۱۹۰۴ء ...... وفات: ۱۸ فروری ۱۹۸۴ء

موصوف نامور مجاہد عالم دین تھے۔ بعد میں تصوف کے سلسلہ اویسیہ میں شناوری کی۔ خوب بھرپور محنتی انسان تھے۔ چکڑالہ میانوالی کے دور دراز قدیمی قصبہ میں پیدا ہوئے۔ بڑا نام پایا۔ ان کے افادات پر مشتمل کئی کتابیں ہیں۔ ان میں ایک "سیف اویسیہ بر عقائد نامرضیہ" بھی ہے جسے ایک متوسل حافظ عبدالرزاق نے مرتب کیا۔ اسے بھی اس مجموعہ میں شامل اشاعت کیا جارہا ہے۔ (ناشر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

دین اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور حیات مرکب ہے عقیدہ اور عمل سے، اس لئے اس ضابطہ حیات کے اجزائے ترکیبی تین ہیں۔

اوّل: کتاب اللہ کی طرف سے اس کے آخری رسول محمد رسول اللہ ﷺ پر بذریعہ وحی نازل کی گئی اس کتاب کے الفاظ کی حقیقی تفسیر دین کی بنیاد ہے۔

دوم: کتاب اللہ کی علمی تشریح اور اس کے الفاظ کا صحیح مفہوم جو اس کتاب کے لانے اور بندوں تک پہنچانے والے نے بیان فرمایا۔ رسول کریم ﷺ کتاب اللہ کے پہلے اور حقیقی مفسر ہیں۔ کیونکہ آپ نے قرآنی الفاظ کا وہی مفہوم پیش کیا جو کتاب کے نازل کرنے والے نے آپ کو سمجھایا۔ "کما قال تعالی: انا انزلنا الیک الکتاب لتحکم بین الناس بما اراک اللہ" (النساء:۱۰۵)

سوم: اس کتاب الٰہی کے الفاظ اور ان کے مفہوم کی عملی تعبیر جو اس معاشرے سے معلوم ہوتی ہے جو مزکی اور مربی نے اپنی تربیت سے خود تیار کیا۔ ان تینوں اجزاء کے اصطلاحی نام یہ ہوئے، کتاب اللہ، سنت رسول اللہ اور تعامل امت۔ ان تینوں اجزاء میں باہم توافق اور تطابق ضروری ہے اور واقعی وہ موجود ہے۔ لہٰذا کتاب اللہ وہی ہے جسے محمد ﷺ نے کتاب اللہ کے عنوان سے اپنی نگرانی میں قلمبند کرایا اور جس کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود لیا۔ اگر اس کتاب کے علاوہ جو ہمیں تواتر سے پہنچی۔ کسی اور کتاب کو کتاب اللہ کے نام سے پیش کیا جائے تو وہ مردود ہے۔

اسی طرح اس کتاب کی مستند علمی تفسیر وہی ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ نے خود فرمائی۔ قرآن کے ان الفاظ کی جو تفسیر اس نبوی تفسیر سے ذرا بھی مختلف ہوگی وہ تفسیر نہیں تحریف ہے۔ لہٰذا مردود ہے۔ اسی طرح قرآنی الفاظ اور نبوی تفسیر کی روشنی میں اعمال کی جو صورت متعین ہوئی اور جس ہیئت میں اس مزکی اعظم نے ایک معاشرہ تیار کیا اس کے خلاف کوئی عملی تعبیر قابل قبول نہ ہوگی اور وہ مردود شمار ہوگی۔

تعامل امت کے پھر تین درجے خود نبی کریم ﷺ نے متعین فرمادیئے: "خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم" بہترین زمانہ میرا عہد ہے۔ پھر میرے صحابہ کا پھر "ثم الذین یلونھم" وہ زمانہ جو صحابہ کے زمانے سے متصل ہو۔ ان تینوں زمانوں کے بعد جمہور مجتہدین کا دور ہے جس کو سواد اعظم نے اختیار کیا اور اس کی حفاظت کی۔

تعامل امت ہی ایک مستقل تواتر ہے جس کو تواتر توارث کہا جاتا ہے۔ قرآن کے الفاظ ان الفاظ کا حقیقی مفہوم اور اس کی عملی تعبیر ہمیں اکابر اور اسلاف سے بطور توارث ملا ہے۔ اس ورثہ کو نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے لیا اور آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس میراث کا امین بنا کر ان کے سپرد کیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کتاب اللہ کے الفاظ کی نبوی تفسیر دونوں کی حفاظت کی اور پوری دیانت داری سے دوسری نسل کو یہ ورثہ منتقل کیا۔

اس حقیقت کی نشان دہی کرتے ہوئے صاحب تفسیر مظہری نے زیر آیت "واعتصموا بحبل اللہ جمیعاًالخ" ارشاد فرمایا: "بحبل اللہ جمیعا اذ کان حال من فاعل واعتصموا معناہ حال کونکم مجتمعین فاعل واعتصموا فی الاعتصام یعنی خلوا فی تفسیر کتاب اللہ وتاویلہ ما اجتمع علیہ الامۃ ولا تذھبوا الی خبط آرائکم علی خلاف الاجماع"

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا میں جمیعا جب فاعل واعتصموا سے حال واقع ہو تو معنی یہ ہوں گے کہ سب مل کر چنگل لگاؤ یعنی اللہ کی کتاب کی تفسیر اور مطلب وہ لو جس پر پوری امت کا اجماع اور اتفاق ہو چکا ہے اور اسی پر عمل کرو۔ اجماع امت کے خلاف اپنی خود رائی کے خبط کا شکار ہونے سے بچو۔

مراد یہ ہے کہ کتاب اللہ کے الفاظ کی تفسیر اور مفہوم کی عملی تعبیر جو اجماع امت سے تواتر کے طور پر عہد بہ عہد منتقل ہوتی چلی آرہی ہے۔ اس سے ہٹ کر قرآن کے الفاظ کی تفسیر کرنا یا عمل کی کوئی تعبیر کرنا خبطی اور خود رائی ہونے کی دلیل ہے۔

اس تفصیلی حقیقت کا خلاصہ کیا خوب بیان کیا گیا ہے: "ھا انا بری من مقالتہ صورت مخالفتہ لایتہ من ایات اللہ او سنت قائمۃ من رسول اللہ ﷺ واجماع القرون المشھود لھا بالخیر ومختارہ جمھور المجتھدین ومعظم سواد المسلمین" خبردار کان کھول کر سن لو میں ہر اس قول سے بری ہوں جو کسی آیت قرآنی کے مخالف صادر ہوا ہو یا صحیح سنت رسول ﷺ کے مخالف ہو یا ان سلف صالحین کے اجماع کے خلاف ہو جن کے خیر پر ہونے اور مستند ہونے کی خبر خود رسول کریم ﷺ نے دی ہے اور اس کو جمہور مجتہدین اور سواد اعظم نے اختیار کیا۔

اسلام کو سمجھنے کے لئے اور اسلام کے مطابق صحیح عملی زندگی بسر کرنے کے لئے یہ بنیادی رہنما اصول ہے جس کی خاصی وضاحت کر دی گئی ہے۔ اس اصول سے ہٹنے کی دو ہی صورتیں ہیں۔ اوّل الحاد: (۱) "الملحد ھم الذین یؤلون فی ضروریات الدین لاجراء اھواھم" ملحد وہ ہیں جو ضروریات دین میں تاویل کریں تا کہ ان کی دل پسند طبع صورت کے مطابق دین کی شکل بن سکے۔ (فیض الباری ج ۴ ص ۴۷۳)

یعنی اپنی خواہش کے مطابق ایک عقیدہ تیار کر لینا پھر اس عقیدے کو ثابت کرنے کے لئے قرآنی آیات کی من مانی تاویلیں کرنا۔ اس عمل کا نام الحاد ہے اور ایسا کرنے والا ملحد ہے۔

(۲) "وان اعترف ظاھرا وباطنا لکنہ تفسیر بعض مالبت بالضرورۃ بخلاف ماتفسرہ الصحابۃ والتابعون واجتمعت الامۃ علیہ فھو زندیق" اگر قرآن کو ظاہر اور باطن ماننے کا اعتراف کرتا ہے لیکن قرآن کی تفسیر وہ کرتا ہے جو اس تفسیر کے خلاف ہو جو صحابہ نے اور تابعین نے کی اور امت کا اس پر اجماع ہو تو ایسا کرنے والا زندیق ہے۔ (فیض الباری ج ا ص ۷۱)

اصول دین یہ ہے کہ قرآن کے الفاظ کو اللہ تعالیٰ کا کلام تسلیم کرے۔ ان الفاظ کی تفسیر جو صحابہ رضی اللہ عنہم نے نبی کریم ﷺ سے سیکھ کر بیان کی اسے سند تسلیم کرے اور اس کی تفسیر اور عملی تعبیر جو صحابہ نے سکھائی اور امت کا اس پر اجماع ہوا ہے اسے سند تسلیم کرے تو وہ مسلمان ہے اور اگر قرآن کے الفاظ کو من جانب اللہ ہونے کا اعتراف تو کرے۔ مگر ان الفاظ کی تفسیر اپنی من پسند کرے اور وہ بھی ایسی ہو جو نہ تو نبی کریم ﷺ نے کی نہ صحابہ نے کی، نہ اس

پر اجماع امت ہوا بلکہ تینوں کے مخالف ہو تو عمل زندقہ ہے اور ایسا کرنے والا زندیق ہے۔

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ صرف یہ دعویٰ کر دینا اور اس بات پر مطمئن ہو جانا کہ میں قرآن بیان کر رہا ہوں اور یہ نہ دیکھنا کہ جس پر قرآن نازل ہوا اس نے کیا بیان کیا تھا اور جن لوگوں کی اس نے تربیت کی ان کو کیا سمجھایا تھا اور جمہور اس کا مطلب کیا سمجھتے رہے۔ بلکہ یہ سمجھنا کہ قرآن یہی ہے جو میں سمجھ رہا ہوں۔ یہ دراصل قرآن پر ایمان نہیں بلکہ اپنی سمجھ پر ایمان ہے اور یہ رسول پر ایمان نہیں بلکہ اپنے آپ کو رسالت کے مقام پر کھڑا کرنے کے مترادف ہے اور نبی کریم ﷺ کے تیار کردہ معاشرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی راہ سے الگ اپنی ایک راہ متعین کر لینا۔ دراصل نبی کریم ﷺ کی تربیت پر عدم اعتماد کا ثبوت ہے۔ حالانکہ خود اللہ کی کتاب اس طرز عمل کو اختیار کرنے والوں کو ایسی وعید سناتی ہے کہ کلیجہ کانپ جاتا ہے۔

ارشاد باری ہے: ”ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدی ویتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ما تولی ونصله جهنم وساءت مصیرا (المائدة: ۱۱۵)“ ہدایت کے واضح ہو جانے کے بعد جس نے رسول خدا کی اور اہل ایمان کی راہ ترک کر کے نئی راہ نکال لی تو ہم اسے اسی راہ پر چلنے دیں گے جس پر وہ چل رہا ہے مگر اسے جہنم میں داخل کریں گے جو بہت برا ٹھکانہ ہے۔

ظاہر ہے کہ مثالی اور معیاری سبیل المؤمنین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا راستہ ہے اور قرآن کا جو مطلب رسول کریم ﷺ نے سمجھایا اس کے خلاف معنی پہنانا رسول کی مخالفت کے سواء کیا ہے۔ مگر اس کا نتیجہ وہی جو کافر کے لئے مقرر ہو چکا ہے تو ایسا کرنا دائرہ اسلام سے نکل جانا نہیں تو اور کیا ہے۔ یہ طرز عمل مجموعہ ہے قرآن کی مخالفت، رسول ﷺ کی مخالفت، صحابہ رضی اللہ عنہم کی مخالفت اور اجماع امت کی مخالفت کا، ان چاروں مخالفتوں کے ہوتے ہوئے جہنم سے بچنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

بڑے دکھ کی بات ہے کہ مسلمانوں کا ایک طبقہ ایک گروہ بڑے اہتمام سے منظم ہو کر یہ جارحانہ خطرہ مول لے رہا ہے اور ستم ظریفی یہ کہ اس الحاد اور زندقہ کو اصلی اور ٹکسالی اسلام قرار دے کر ان تمام مسلمانوں کو مشرک اور کافر قرار دیئے چلا جا رہا ہے۔ جو رسول اللہ ﷺ کو قرآن کا مستند مفسر اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو رسول کریم ﷺ کی تیار کردہ مثالی جماعت قرار دیتا ہے اور لطف یہ کہ اس کام کو تجدیدی کارنامہ سمجھا جا رہا ہے اور یہ حضرات اپنے آپ کو مجددین سمجھ رہے ہیں۔ ہاں! ایک لحاظ سے یہ درست ہے کہ کام تو تجدیدی ہے مگر تجدید الحاد اور زندقہ کی ہو رہی ہے جو کوئی قابل تعریف کوشش نہیں کہی جا سکتی اور اگر ان حضرات کی تصانیف اور بیانات کا تجزیہ کیا جائے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے الحاد اور زندقہ پر ہی اکتفاء نہیں کیا بلکہ کئی باطل فرقوں کے عقائد جمع کر کے ایک ملغوبہ تیار کیا ہے اور اس پر ایک نظر فریب لیبل چسپاں کر دیا۔ اشاعت توحید وسنت، بلکہ اپنے آپ کو توحیدی کہلانے لگے۔ ان کے عقائد کا کچھ اجمالی تذکرہ کیا جاتا ہے۔ ممکن ہے ان کے نہاں خانہ دل کے کسی گوشہ میں اللہ کے خوف اور آخرت کی جوابدہی کے عقیدہ کی کوئی رمق باقی ہو تو شاید اپنے رویے پر نظر ثانی کرنے پر آمادہ ہو جائیں۔

۱...... اس گروہ کے بطل جلیل محمد حسین نیلوی اور محمد امیر صاحب کی کتاب (شفاء الصدور ص ۱، ۲، ۳) پر ان کا بنیادی عقیدہ بیان ہوا ہے۔

عقیدہ نمبرا: "ویعلم ان الحجة هی قول النبی ﷺ او فعله او تقریره دون اقوال الرجال والهامهم وکشوفهم وقیاسهم ومنامهم اقوال الرجال ومنها منامهم ثم منها موضوعة ومنها منکرة واما اخبار الرسول الصحیحة جدا فان العواتر وتلک القلیلة ایضاً ساقطة او مؤلة اذهی تخالف النصوص وعمل الصحابة"

معلوم ہے کہ حجت ہے قول رسول ﷺ یا فعل رسول ﷺ یا تقریر رسول ﷺ اس کے علاوہ دوسرے لوگوں کے اقوال ان کے الہام، کشف، قیاس اور خوابیں جن کا ہم نے اس بات میں ذکر کیا ہے حجت نہیں ہیں وہ یا تو لوگوں کے اقوال ہیں یا افعال ہیں یا کشف ہیں یا خوابیں ہیں پھر ان میں سے بعض موضوع ہیں بعض منکر ہیں۔ رہی بات حدیث رسول ﷺ کی صحیح حدیثیں پہلے تو تعداد میں نہایت قلیل ہیں۔ لہٰذا تواتر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور وہ قلیل حدیثیں بھی ساقط الاعتبار ہیں کیونکہ وہ نصوص اور عمل صحابہ کے خلاف ہیں۔

اس بیان میں بڑی دانش وارانہ فنکاری سے کام لیا ہے اور حصول تدریج سے خوب فائدہ اٹھایا گیا ہے وہ یوں کہ ابتداء اس سے کی کہ: دین میں حجت تو صرف نبی کریم ﷺ کا قول وفعل اور تقریر ہے اور بس اس سے یہ تاثر ملتا ہے کہ بزرگوار کے دل میں نبی کریم ﷺ کے صحیح مقام اور منصب کا پورا پورا احساس موجود ہے۔

۲...... نبی کریم ﷺ سے صحیح احادیث نہایت قلیل ہیں جس سے یہ تاثر دیا گیا کہ نبی کریم ﷺ کے قول وفعل اور تقریر کی نشان وہی حضور ﷺ کی احادیث سے ہی ہو سکتی ہے۔ یہی واحد ذریعہ ہیں مگر ساتھ یہ شوشا چھوڑ دیا کہ صحیح حدیثیں تعداد میں نہایت قلیل ہیں تاکہ قاری یہ سمجھے کہ اس وجہ سے ہم مجبور ہیں ان قلیل حدیثوں سے سارا دین کیسے اخذ کر سکتے ہیں۔

۳...... پھر فرمایا کہ جب صحیح حدیثیں نہایت قلیل ہیں تو تواتر کہاں سے آئے گا۔ ظاہر ہے کہ دین تواتر سے ہی ہم تک پہنچا ہے اور ان قلیل حدیثوں کی وجہ سے تواتر مفقود ہے۔ لہٰذا حدیث سے دین کیوں کر اخذ کیا جا سکتا ہے۔

۴...... اگلا قدم یہ ہے کہ جو نہایت قلیل تعداد میں صحیح حدیثیں موجود ہیں وہ بھی ساقط الاعتبار ہیں قاری کو یہاں پہنچا کر یہ تاثر دیا جا رہا ہے کہ حدیث رسول اس قابل ہی نہیں کہ اس سے دین اخذ کیا جائے۔

اس امر کا امکان تھا کہ کسی کے ذہن میں اگر سوال ابھرے کہ اگر حدیثیں صحیح ہیں تو ساقط الاعتبار کیوں؟ یا انہیں صحیح نہ کہو یا ساقط الاعتبار نہ کہو۔ دوسرا سوال یہ ابھرتا ہے کہ صحیح حدیثیں جب ساقط الاعتبار ہیں تو کیا غلط حدیثیں قابل اعتبار سمجھی جائیں۔

۵...... اس متوقع خطرہ سے بچنے کے لئے فرمایا کہ چونکہ یہ صحیح حدیثیں نصوص کے خلاف ہیں اور عمل صحابہ رضی اللہ عنہم کے خلاف ہیں۔ اس لئے ساقط الاعتبار ہیں۔ یہاں قاری کو یہ تاثر دیا گیا ہے کہ دین میں حجت صرف نصوص اور عمل صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں۔ عام قاری کا ذہن مطمئن ہو جاتا ہے کہ یہ لوگ واقعی بڑی ٹھوس بنیاد پر عقائد کی بنیاد رکھتے ہیں۔

مگر یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ نصوص سے کیا مراد ہے؟ اگر نص سے مراد قرآن حکیم ہے تو کس نے بتایا کہ یہ اللہ کا کلام ہے۔ ظاہر ہے کہ وہی بتا سکتا ہے جس پر قرآن نازل ہوا، لیکن اس کی اخبار صحیحہ تو نہایت قلیل ہیں۔ اس وجہ سے تواتر کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ لہٰذا یہ ثابت ہوا کہ قرآن تواتر سے ہم تک نہیں پہنچا۔ پھر یہ کہ وہ صحیح احادیث ساقط الاعتبار ہیں تو نبی کریم ﷺ کی احادیث اگر موجود ہوں کہ یہ وہی قرآن ہے جو اللہ نے مجھ پر نازل

کیا۔ یہ حدیثیں ساقط الاعتبار ہیں۔ لہٰذا قرآن کا کلام الٰہی ہونا ساقط الاعتبار ٹھہرا۔ پھر نصوص کہاں سے آ گئیں اور اگر نصوص کے دائرے میں قول وفعل وتقریر رسول ﷺ کو بھی لے آئیں تو حضرت پہلے فرما گئے ہیں کہ وہ ساقط الاعتبار ہیں پھر وہ نصوص کون سی ہیں جن کو معیار بنا کر کھرے کھوٹے کا فیصلہ کیا جائے۔ انہی مخالف النصوص سے یہ راز کھلا کہ ملاحدہ کے نزدیک اللہ کے نبی ﷺ نے عمر بھر ایک ہی شغل رکھا کہ اللہ کی کتاب کی مخالفت کرتا ہے۔ (معاذ اللہ) یعنی اللہ نے رسول کیا بھیجا اپنا ایک مخالف پیدا کر دیا۔ پھر یہ راز کھلا کہ العیاذ باللہ کہ رسول ﷺ کی حدیث یعنی قول وفعل، تقریر تینوں قرآن کی مخالفت کی منظم کوشش ہے۔

آخر میں جس فنکاری کا اظہار کیا ہے وہ یہ کہ عمل صحابہ رضی اللہ عنہم کھوٹے میں تمیز کرنے کا ایک مستند ذریعہ ہیں۔ اس سے یہ تاثر دینا مطلوب ہے کہ ہمارے دلوں میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا صحیح مقام موجود ہے۔ حالانکہ اوپر کے بیان سے صحیح نتیجہ نکلتا ہے کہ:

۱...... رسول ﷺ کی بات قابل اعتبار نہیں۔

۲...... چونکہ وہ بات صحابہ رضی اللہ عنہم کی زبان سے آگے منتقل ہوئی اور ساقط الاعتبار ہے تو صحابہ رضی اللہ عنہم لازماً ساقط الاعتبار ہیں۔

۳...... قرآن کریم اللہ کی کتاب نہیں کیونکہ اس کے ناقل رسول ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں جب ان دونوں کی بات ساقط الاعتبار ہے تو قرآن پر ایمان کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

یہ عقیدہ ان حضرات نے منکرین حدیث سے لے کر اس پر اپنی طرف سے گلکاری کر کے اپنا لیا ہے۔ ان بزرگوں کے بیان میں ساقطہ اور مؤلہ کو اگر منطقی نقطہ نگاہ سے دیکھا جائے تو یہ قضیہ مانعۃ الخلو ہے۔ مانعۃ الجمع نہیں ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ رسول کریم ﷺ کی احادیث مؤل اور ساقط الاعتبار ہیں یعنی پہلے ان مجددین نے احادیث کی تاویل کی پھر اسے ساقط قرار دے دیا۔

خلاصہ یہ ہوا کہ حدیث رسول ﷺ ساقط اعتبار۔ لہٰذا قرآن ساقط الاعتبار، گویا پورا دین ساقط الاعتبار۔

یہ جو عمل صحابہ رضی اللہ عنہم کو قرار دے دیئے گئے ہیں وہ بھی ایک وقتی ضرورت تھی ورنہ اس ضمن میں ان کا عقیدہ نیلوی اور بندیالوی حضرات نے ''تسکین الصدور'' کا جواب لکھتے ہوئے اپنی معرکۃ الآراء تصنیف ''ندائے حق'' میں (ص ۱۹) پر فرمایا:

عقیدہ نمبر ۲: ''مولانا موصوف کو تسکین لکھتے وقت یہ قاعدہ بھول گیا تھا کہ صحابی کا قول وفعل حجت نہیں۔''

اب تو یہ حقیقت سامنے آ گئی کہ پہلے عقیدہ میں عمل صحابہ رضی اللہ عنہم کا بیان ایک وقتی ضرورت تھی۔ اصل عقیدہ یہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا قول وفعل حجت نہیں۔ یہ عقیدہ ان مجددین الحاد نے روافض سے لیا ہے۔ یہ عقیدہ تو ان بزرگوں نے جہاں سے لیا انہیں مبارک مگر اس سے ایسے سوالات ابھرتے ہیں جن کے جواب دینے سے انسانی عقل عاجز ہے۔ ممکن ہے یہ حضرات اپنی فنکارانہ صلاحیتوں سے کام لے کر کوئی جواب بنا لیں۔

سب سے پہلا سوال یہ ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے نبوت کا دعویٰ کیا، قرآن حکیم کے منزل من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس دعویٰ کے عینی شاہد کون تھے؟ تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کے سامنے تین گروہ تھے اول اہل

کتاب، یہود و نصاریٰ، دوم مشرکین عرب، سوم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم۔ اگر آپ نے محمد ﷺ کو اللہ کا آخری رسول ﷺ تسلیم کیا۔ قرآن کو اللہ کی کتاب اور اسلام کو دین حق تو ان تینوں میں سے کس کے قول کو حجت قرار دے کر یہ اقدام کیا؟ صحابہ رضی اللہ عنہم کا قول و فعل تو آپ کے نزدیک حجت نہیں۔

اب فرمائیں کہ آپ نے مشرکین کے قول کو حجت قرار دے کر رسالت کا اقرار کیا یا اہل کتاب کے قول کو سند بنا کر قرآن کو اللہ کی کتاب تسلیم کیا۔ اگر آپ نے اسلام، رسالت اور قرآن کا سرے سے اقرار کیا ہی نہیں یہ سب آپ ایکٹنگ ہی کر رہے ہیں تو اس سوال کو آگے بڑھانے کی ضرورت ہی نہیں۔ ہاں اتنا ضرور عرض کریں گے کہ آپ نے بہت مدت تک یہ ڈرامہ رچالیا، ایکٹنگ کرلی۔ اب اپنے اصل روپ میں سامنے آئیں اور اگر آپ نے ان حقائق کا اقرار کیا ہے جن کی توقع کم ہی ہے تو اس بات کی وضاحت فرما دیجئے کہ آپ نے یہ سب کچھ مشرکین کی پیروی میں کیا یا اہل کتاب کی بات مانی۔ کیونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے تو آپ کا کوئی تعلق نہیں۔ اس لئے ان کا قول و فعل تو آپ کے نزدیک حجت نہیں۔ اگر آپ نے مشرکین کے نقش قدم پر چلنا ہی مستند سمجھا تو ظاہر ہے کہ آپ محمد رسول اللہ کو نبی اور رسول قطعاً تسلیم نہیں کرتے۔ بلکہ آپ حضور ﷺ کو معاذ اللہ ساحر اور کاہن ہی سمجھتے ہوں گے۔ کیونکہ مشرکین یہی کہتے تھے اور آپ کے نزدیک مشرکین عرب کا قول حجت ہے تو رسالت پر آپ کے ایمان کا طول و عرض معلوم ہو گیا۔

اور اگر آپ نے اہل کتاب کے قول و فعل کو حجت مان کر یہ سوانگ بھرا ہے تو پھر آپ حضرات (معاذ اللہ) محمد رسول اللہ کو دجال سمجھتے ہوں گے اور اپنا سخت دشمن جانتے ہوں گے۔ کیونکہ اہل کتاب حضور ﷺ کو یہی کچھ کہتے اور سمجھتے تھے۔

محمد رسول اللہ ﷺ کو رسول تسلیم کیا تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے، قرآن کو اللہ کی آخری کتاب تسلیم کیا تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے، اسلام کو دین برحق تسلیم کیا اور آپ کے نزدیک صحابہ رضی اللہ عنہم کا قول و فعل حجت نہیں۔ لہٰذا صاف ظاہر ہے کہ آپ کو رسول سے کوئی تعلق، نہ قرآن سے کوئی واسطہ، نہ اسلام سے کوئی رشتہ آپ بس توحیدی ہیں۔ آپ کی یہ توحید یت بھی ایک معمہ ہے۔ توحید معتبر وہ ہے جو محمد رسول اللہ نے سکھائی اور محمد رسول اللہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو سکھائی۔ آپ کے نزدیک احادیث رسول ﷺ ساقط الاعتبار، صحابہ رضی اللہ عنہم کا قول و فعل حجت نہیں۔ پھر آپ نے یہ توحید سیکھی کہاں سے؟ دنیا میں توحید کے مدعی اور بھی بہت سے لوگ اور فرقے ہیں۔ مثلاً سب سے بڑا موحد تو ابلیس کو سمجھا جاتا ہے اس کی توحید ایسی سخت تھی کہ خود اللہ کے حکم کے باوجود غیر اللہ کے سامنے جھکنا گوارہ نہ کیا۔ جبھی تو اس کے عقیدت مند یہاں تک کہہ گئے ہیں کہ:

شیطان وابوجہل کی عظمت کی قسم سو بار غلامی سے بغاوت بہتر

اسی لئے یہی کہا جا سکتا ہے کہ آپ کی توحید کا ماخذ ابلیسی توحید ہے کیونکہ محمد رسول اللہ ﷺ سے آپ کا توحید سیکھنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ محمد رسول اللہ ﷺ سے سیکھنے کے لئے رسول ﷺ اور امت کے درمیان جو واسطہ ہے وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرنا پڑتا ہے اور آپ کا عقیدہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا قول و فعل حجت نہیں۔ لہٰذا آپ کی توحید کا اس توحید سے کوئی تعلق نہیں جو محمد رسول اللہ نے امت تک پہنچانے کے لئے صحابہ رضی اللہ عنہم کو سکھائی۔

ممکن ہے ابلیس کی توحید میں یہ جذبہ کارفرما ہو کہ اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اس حد تک غالب آ چکی تھی کہ غیر کی طرف نگاہ اٹھانا بھی اسے گوارا نہ ہو۔ اس اعتبار سے تو اس کا جذبہ قابل قدر ہونا چاہئے۔ مگر اصل حقیقت، اس کے جواب سے مکمل کے سامنے آجاتی ہے کہ انا خیر منہ یعنی اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت کا احساس شدید ہونے کی وجہ سے توحید کا اظہار نہیں تھا بلکہ وہ چھپی ہوئی انانیت تھی جو انا خیر منہ کے جواب سے سامنے آ گئی۔ تبھی تو رجیم ٹھہرایا گیا۔

ان بزرگواروں کی توحید میں بھی وہی عنصر موجود ہے۔ چنانچہ (ندائے حق ص ۳۰۱) پر ارشاد ہے: اگر جمہور کا یہی حال ہے تو ہم ایسے جمہور کی اتباع سے رہے۔ ہم جمہور سے علیحدہ ہی اچھے ہیں۔ ہم جمہور کے عاشق نہیں ہم کو قرآن و سنت اور اجماع مجتہدین کافی ہے۔ یہ جمہور زنبور کشف، خوابیں، جنگلیوں کا مذہب ہے۔

اس بیان میں تین امور کا اظہار ہے:

۱...... ہم جمہور سے علیحدہ ہی اچھے ہیں۔ (مبارک ہو) کھلی چھٹی ہے بشارت سن لو "نولہ ما تولی ونصلہ جھنم وساءت مصیرا" (النساء:۱۱۵)

دوسری بشارت: "من فارق الجماعۃ شبرا فقد خلع ربقۃ الاسلام عن عنقہ" آپ کا بوجھ ہلکا ہوا۔

تیسری بشارت: "من شذ شذ فی النار" جہاں رہو خوش رہو۔ مگر یہ تو فرمایئے قرآن آپ تک کس ذریعے سے پہنچا؟ رسول خدا ﷺ کی صحیح حدیثیں بقول آپ کے نہایت قلیل پھر تواتر کہاں؟ پھر جو صحیح حدیثیں ہیں وہ بھی ساقط الاعتبار، پھر اسی قرآن پر کس بنا پر آپ کو اعتبار آ گیا۔ پھر رسول خدا ﷺ کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ آپ تک کس طرح پہنچ گئے۔ مگر ان الفاظ کا مفہوم جو رسول خدا ﷺ نے بتائے وہ راستے میں کہاں اٹک گئے۔

رہا سنت کا معاملہ تو سنت قولی و فعلی کے عینی شاہد تو صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں اور آپ کے عقیدہ کے مطابق صحابہ رضی اللہ عنہم کا قول و فعل حجت نہیں تو سنت آپ تک کیسے پہنچی؟

پھر اجماع مجتہدین کا نمبر آتا ہے وہ کون سے مجتہدین ہیں جن کا اجماع آپ کے لئے کافی ہے۔ کیا صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت میں مجتہد کوئی نہیں تھا؟ اگر مجتہدین کے اجتہاد کی بنیاد احادیث اور قول و فعل صحابہ رضی اللہ عنہم پر ہے تو وہ آپ کے نزدیک ساقط الاعتبار اور نا قابل حجت ہیں۔ لہٰذا ایسے مجتہدین آپ کے لئے کافی کیا ہوں گے۔ ان کا نام سننا بھی آپ کو گوارہ نہیں۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ آپ کے لئے وہی مجتہدین اور ان کا اجماع کافی ہے جو تواتر کے منکر اور قول و فعل صحابہ رضی اللہ عنہم کے مخالف ہوں۔ واقعی ایسے متبعین کے لئے ایسے مجتہد ہی موزوں ہو سکتے ہیں۔ لیجئے آپ نعرہ لگائیں: عشق گرد یدرائے بوعلی بارائے من!

۳...... یہ جمہور زنبور ہیں اور نہ جنگلیوں کا مذہب ہے۔ واقعی زنبور سے تو انسان کو دور بھاگنا چاہئے اور حضریوں کو بدویوں کے قریب بھی نہیں جانا چاہئے۔ آپ ڈٹ جائیں اس اصول پر کہ: مستند ہے میرا فرمایا ہوا!

یہ جنگلیوں کا مذہب دراصل ایک تلمیح ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ (ندائے حق ص ۳۰۴) پر ارشاد ہے۔

عقیدہ نمبر ۳: ضعیف حدیث پھر عمل ایک جنگلی کا۔ جب صحابی کا عمل حجت نہیں تو جنگلی کے عمل کا کیا مقام

ہے؟ جنگلی کا اشارہ رسول کریم ﷺ کے ایک جلیل القدر صحابی حضرت بلال بن حارث غزنی رضی اللہ عنہ کی طرف ہے اور جس ضعیف حدیث کی طرف اشارہ ہے اس کو (البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۹۲) پر پوری سند کے ساتھ نقل کیا ہے اور (فتح الباری شرح بخاری ج ۳ ص ۱۴۸) اور (وفاء الوفا سمہودی ج ۲ ص ۱۴۲۱) مذکور ہے۔

پھر اس سے استدلال خواب سے نہیں بلکہ قول صحابی رضی اللہ عنہ سے ہے اور اس پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع سکوتی ہے۔ مگر آپ کو اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم سے کیا غرض؟ آپ کے لئے تو مجتہدین کا اجماع کافی ہے۔ صحابی تو جنگلی ٹھہرا۔ مگر جناب محمد حسین نیلوی صاحب چونکہ عروس البلاد نیلہ کے رہنے والے ہیں جہاں دن کے وقت بھی گیدڑ گھومتے رہتے ہیں، اس لئے آپ کسی جنگلی کو اور وہ بھی صحابی رسول ﷺ کو کیسے خاطر میں لائیں۔ ماسکو واشنگٹن یا لندن کا کوئی مہذب شہری بات کرتا تو یہ تہذیب نو کے سپوت اسے مان لیتے۔ جنگلی کی بات کون مانے؟ کوئی ٹھکانہ ہے انانیت کا کہ صحابی رسول پر جنگلی کی پھبتی کسی جائے۔ ابلیسیت زندہ آباد!

عقیدہ نمبر ۴: (ندائے حق ص ۱۳۵) پھر بیہقی کو صرف ایک صحابی غیر معروف الفقہ والعدالت یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ملی۔

لیجئے ایک تیر سے دو شکار۔ اوّل امام بیہقی کا مذاق اڑایا کہ ان میں اتنی سدھ بدھ نہیں تھی کہ صحیح اور غلط میں تمیز کر سکیں۔ مگر وہ مجبور تھے کیونکہ وہ محمد رسول اللہ ﷺ کے سکھائے ہوئے دین کو حضور ﷺ کے تربیت یافتہ صحابہ رضی اللہ عنہم ہی سے لینے کے قائل تھے۔ اگر انہیں یہ اصول معلوم ہوتا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا قول و فعل حجت نہیں تو آپ ہرگز ایسا نہ کرتے۔ پھر دوسری مجبوری یہ تھی کہ یہ نادر اصول بھی چودھویں صدی میں آکر وضع کیا گیا۔ لہٰذا وہ معذور ہیں۔ بات حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے۔ نبی کریم ﷺ کی صحبت میں تین سال رہے اور ایسے رہے کہ در سے اٹھے نہیں اور رسول کریم ﷺ فرائض نبوت ادا کرتے ہوئے مسلسل تین سال تک "یعلمھم الکتاب والحکمۃ" کے حکم کی تعمیل کرتے رہے اور "ویزکیھم" کے حکم کی تعمیل تین سال ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تزکیہ کرتے رہے۔ مگر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں نہ دین کی سمجھ پیدا ہوئی نہ اتنا تزکیہ ہو سکا کہ عدالت کا وصف پیدا ہو جاتا۔ پھر وہ ۵۳۷۴ حدیثوں کی روایت کر گئے اور ناعاقبت اندیش محدثین نے ان کی روایتوں کو اپنی کتابوں کی زینت بنا دیا۔

اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے غیر فقیہہ اور غیر عادل رہ جانے میں قصور معلم اور مزکی کا ہے یا متعلم کا۔ نیلوی صاحب یہ عقدہ بھی حل کر جاتے تو ایک اور احسان ہوتا۔

محمد حسین نیلوی صاحب کی نسبت نیلہ سے مراد اگر وہ کوردہ نیلہ ہے جو چکوال سے مغرب میں نالہ سواں کے کنارے واقع ہے تو ماننا پڑے گا نیلہ واقع ہی تفقہ فی الدین کا گہوارہ اور عدالت کا مرکز ہے اور نیلوی صاحب نہایت ذہین طالب علم ہیں اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر ذہین اور نیلہ میں انہیں کوئی معلم اور مزکی بھی ایسا ملا جو معاذ اللہ نبی آخر زماں ﷺ سے بڑھا ہوا تھا۔ حدیث میں عدالت راوی شرط ہے۔ اگر عدالت نہیں تو حدیث قابل حجت نہیں۔ یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ۵۳۷۴ احادیث قطعاً قابل حجت نہیں۔

اور اگر آپ کی نسبت نیلہ کوردہ سے نہیں بلکہ اس کے جانور سے ہے جسے پنجابی میں نیلا کہتے ہیں تو نیلا

صاحب معذور ہیں۔ صحابی رسولؐ کے متعلق اس سے بڑی گالی بھی دے دیتے تو بے جا نہ تھا۔ بہر حال صورت جو بھی ہے نتیجہ ایک ہی ہے جو پنجابی زبان میں ادا ہو سکتا ہے کہ "ذات دی کوڑ کرلی تے شہتیراں نوں جپھے" چودھویں صدی کا برخوردار غلط مولوی اور استاد العلماء صحابی رسول ﷺ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پر پھبتی کسے یہ سب روافض کی خوشہ چینی کے کرشمے ہیں۔

ان کے عقیدہ نمبر ۳، ۴ سے نتیجہ یہ نکلا کہ ان کا مذہب توحید نہیں بلکہ "توہین" ہے۔ اس کی زد میں صحابی آئے، احادیث رسول ﷺ آئیں جمہور امت آئیں، اندھے کی لاٹھی کی طرح یہ گھماتے چلے جاتے ہیں:

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں — تڑپے ہیں مرغ قبلہ نما آشیانے میں

صحابہ رسول ﷺ کو جنگلی اور غیر فقیہ اور غیر عادل کہنا ان ہی لوگوں کا دل گردہ ہے۔ مگر جب ایمان دل سے نکل جاتا ہے تو اس سے بھی بڑی بڑی باتیں زبان سے نکلتی ہیں۔ اہلسنت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ "الصحابۃ کلھم عدول" اور نیلوی اینڈ کمپنی کا عقیدہ ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ غیر فقیہ اور غیر عادل ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ ان بیچاروں پر اہلسنت کا اطلاق سراسر تہمت ہے۔ یہ اس تہمت سے بالکل بری ہیں۔ ان کا اہلسنت سے دور کا تعلق بھی نہیں۔

اہلسنت سے ان کی بریت اور بیزاری کا مدار صرف اسی ایک روایت پر مبنی نہیں بلکہ اس کی بنیاد اللہ اور رسول کے کئی ارشاد ہیں۔ مثلاً:

۱...... "قال تعالٰی والسابقون الاوّلون من المهاجرین والانصار والذین اتبعوهم باحسان رضی الله عنهم ورضوا عنه الخ" (التوبہ: ۱۰۰) جن لوگوں نے سبقت کی یعنی پہلے ایمان لائے مہاجرین اور انصار میں سے اور جنھوں نے خلوص دل سے ان کی پیروی کی اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی ہیں۔

رضائے الٰہی اور فوز عظیم کا مدار اتباع مہاجرین انصار پر ہے اور وہ اتباع بھی ضابطے کی کارروائی نہیں بلکہ باحسان کی قید سے مقید یعنی پورے یقین اور خلوص قلب سے صحابہ رضی اللہ عنہم کا اتباع کرو تو کامیاب مگر ان لوگوں کا عقیدہ یہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا قول و فعل حجت نہیں۔ لہٰذا اتباع ممکن ہی نہیں۔ لہٰذا قرآن کریم کی اس آیت سے یہ لوگ دستبردار۔

"ان بنی اسرائیل تفرقت علی اثنین وسبعین ملة وتفترق امتی علی ثلاثة وسبعین ملة کلهم فی النار الا ملة واحدة قالوا من هی یا رسول الله! قال ما انا علیه واصحابی" بنی اسرائیل ۷۲ فرقوں میں بٹ گئے اور میری امت ۷۳ فرقوں میں بٹ جائے گی۔ مگر سوائے ایک فرقہ کے سب جہنم کا ایندھن ہوں گے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ! وہ کون سا فرقہ ہے؟ فرمایا جس روش پر میں اور میرے صحابہ چلے۔ اس روش پر چلنے والا فرقہ جنتی ہے۔

اسی "ما انا علیه واصحابی" کا اصطلاحی نام اہل سنت والجماعت ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ما انا علیہ یعنی جس عقیدہ اور عملی زندگی پر میں کاربند ہوں۔ کہاں سے معلوم ہوگا۔ ان لوگوں کا عقیدہ یہ ہے کہ صحیح احادیث رسول نہایت قلیل ہیں۔ لہٰذا تواتر غائب۔ پھر وہ جو قلیل ہیں وہ ساقط الاعتبار ہیں۔ لہٰذا رسول کریم ﷺ کی کوئی بات قابل اعتبار نہیں۔ (معاذ اللہ) پھر ما انا علیہ پر قائم رہنے کی صورت کیا ہوگی؟ ظاہر ہے کہ کوئی صورت نہیں۔ دوسرا جزو اصحابی یعنی میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے عقیدہ و عمل پر کاربند ہو۔ مگر ان حضرات کے نزدیک صحابی کا قول و فعل حجت نہیں۔

لہٰذا ان کے لئے صحابیؓ کا اتباع ممکن نہیں۔ لہٰذا ایسے لوگ اہلسنت کی تہمت سے بری۔

۳...... "قال اتبعوا اسواد الاعظم من شذ شذ فی النار" مگران کا اعلان یہ ہے کہ: "ہم جمہور سے علیحدہ ہی اچھے رہے۔ دوسرے لفظوں میں ان کا کہنا یہ ہے کہ ہمارے لئے جہنم ہی ایر کنڈیشنڈ ہے۔ یعنی اہلسنت کو دور سے سلام۔"

۴...... "من خرج من الجماعة قيد شبر" بالشت بھر کا کیا کہنا ان لوگوں نے جماعت کے ساتھ رہنا اپنی توہین سمجھی۔ لہٰذا اب تو امت کو ان پر اہلسنت والجماعت کی تہمت لگانے سے باز آ جانا چاہئے۔

عقیدہ نمبر ۵: (ندائے حق ص۲۵۱، ۲۵۲) "کوئی عمل صحابہ رضی اللہ عنہم کا ایسا دکھایئے جس سے ثابت ہو سکے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کو زندہ در قبر سمجھتے تھے یا ان کی حدیث و روایت پیش کرو جس سے ثابت ہو کہ حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو وصیت کی کہ میں مرنے کے بعد زندہ تو ہو جاؤں گا مگر مجھے زندہ در گور ہی رہنے دینا۔ قبر سے مجھے نہ نکالنا۔"

اس بیان میں ایک تو حیات النبی ﷺ کا انکار ہے اور سچ پوچھئے تو یہ عقیدہ ان کے مذہب کی جان ہے۔ صرف ایک عقیدہ کے لئے ان لوگوں نے خرافات کا انبار لگا دیا اور ورق پہ ورق سیاہ کر ڈالے جس کی تفصیل آئندہ صفحات پر پیش کی جا رہی ہے۔ دوسرا ان کی ڈھٹائی اور دریدہ دہنی کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے لئے "زندہ در گور" کی ترکیب استعمال کی ہے۔ یہ ان کے مذہب توہین کا زندہ ثبوت ہے۔ جمہور اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی توہین سے ان کا جی نہ بھرا اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ﷺ کے لتے لینے شروع کئے۔ سچ کہا اکبر نے:

حضرت کی یاوہ گوئی کچھ مستند نہیں ہے کہنے کی ایک حد ہے بکنے کی حد نہیں ہے

"زندہ در گور" کہنے والوں کو روضہ اقدس کی حیثیت کا علم کیونکر ہو سکتا تھا۔ ان کے ٹیڑھے دماغ میں از خود یہ سیدھی بات آ نہیں سکتی تھی اور کسی سے پوچھنا ان کی انانیت کے منافی تھا اور کوئی بتا دے تو ان کے لئے ماننا ایسا ہے جیسے ہندو کو کلمہ پڑھنا۔

قرآن حکیم نے ایک اصول بتایا ہے: "والذين هاجروا فى الله من بعد ما ظلموا لنبؤنهم فى الدنيا حسنة" (النحل: ۴۱) جن لوگوں نے ظلم سہنے کے بعد وطن چھوڑا ہم ان کو دنیا میں اچھا ٹھکانہ دیں گے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مہاجرین کے لئے جو حضور اکرم ﷺ کے غلام ہیں اعلیٰ جگہ کی بشارت ہے جس کی وجہ سے انہیں یہ سعادت نصیب ہوئی۔ اس کے لئے کیا کسی ادنیٰ جگہ کا انتخاب ہونا تھا۔ عقل اگر ہو تو کہے گی ہرگز نہیں اور اگر رسول کی بات پر اعتبار ہو تو وضاحت ہو جائے گی کہ: "مابين بيتى ومنبرى روضة من رياض الجنة ومنبرى على حوضى" میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ اور میرا منبر میرے حوض پر ہے۔

ظاہر ہوا کہ روضہ رسول ﷺ سب سے اعلیٰ جگہ ہے اس لئے تمام مسلمان یہ عقیدہ رکھتے ہیں اور تمام مفسرین، محدثین، فقہاء کرام اور متکلمین کا اجماعی عقیدہ ہے کہ روضہ رسول ﷺ کی شان کعبۃ اللہ، کرسی، عرش اور جنت سے بھی اعلیٰ ہے۔ یہ ٹکڑہ جنت الفردوس سے دنیا میں لایا گیا اور دنیا کے احکام ولوازمات اس سے سلب کر لئے گئے۔ برزخ کے احکام اس میں بدستور جاری ہیں۔ (مرقاۃ شرح مشکوۃ، شامی، زرقانی، نسیم الریاض حیات برزخیہ)

"ان اللہ حرّم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء" اللہ تعالیٰ نے یقیناً زمین کے لئے حرام قرار دے دیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو کھائے۔

تو روضہ اقدس میں جسد اطہر مع روح زندہ ہیں اور چونکہ یہ جنت کا ٹکڑہ ہے۔ جنت کی کسی چیز پر تغیر وتبدل نہیں۔ لہٰذا حضور اکرم ﷺ کے جسد وروح میں کسی قسم کا تغیر نہیں آ سکتا۔ جنت کی اس خصوصیت کا قرآن کریم میں کئی جگہوں پر ذکر موجود ہے۔

"ان لک الّا تجوع فیہا ولا تعری وانک لا تظمأ فیہا ولا تضحٰی" (طٰہٰ:۱۱۸،۱۱۹) یہاں تک کو یہ آسائش ہوگی کہ نہ بھوکا ہوگا اس میں کوئی نہ ننگا اور یہ کہ پیاسے رہو نہ دھوپ کھاؤ۔

"وفاکھۃ کثیرۃ لا مقطوعۃ ولا ممنوعۃ" (الواقعہ:۳۲،۳۳) اور کثرت سے میوے جو نہ کبھی ختم ہوں نہ ان سے کوئی روکے۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ جسد اطہر روضہ اقدس میں زندہ ہے۔ اس میں تغیر وتبدل محال ہے۔ روح اقدس مشاہدہ باری، انوار تجلیات باری میں اس قدر مستغرق ہوتا ہے کہ جسد اقدس بھی متاثر ہوتا ہے جیسا لوہا آگ میں ڈالا جائے تو لوہے کا رنگ اور آگ کا رنگ ایک ہی ہو جاتا ہے۔ بوجہ اثر اندازی روح کے بدن بھی روح کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ روح بذات خود برزخ میں مکلف ہو جاتا ہے۔ جیسے بدن بذات خود دنیا میں مکلف تھا۔ جسد اطہر پر موت کا جو اثر ہوا وہ صرف استغراق کی حالت کی طرح ہوا۔ جیسے انبیاء علیہم السلام دنیا میں سوتے تھے تو وہ حالت استغراق کی ہی ہوتی تھی۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے: "تنام عینای وما ینام قلبی" نیلوی صاحب کو اگر نبی کریم ﷺ کے ساتھ مسلمان کا سا نہیں ہے بلکہ انسان کا سا تعلق بھی ہوتا تو "زندہ در گور" کی جگہ کم از کم زندہ در جنت الفردوس ہی کہہ دیتے۔ مگر:

خدا کی شان ہے ناچیز، چیز بن بیٹھیں جو بے تمیز ہوں یوں باتمیز بن بیٹھیں

نیلوی صاحب کو اہلسنت والجماعت کا عقیدہ معلوم ہوتا تو کم از کم جو یہ جھوٹ موٹ کے اہل سنت بنے ہوئے ہیں ایسا کہنے سے کچھ تو حیاء آتی۔ اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے "الانبیاء لا یموتون بل ینتقلون من دار الی دار ای ینتقلون من دار الدنیا الی دار البرزخ وھم احیاء فی عالم البرزخ وھم یصلون" انبیاء علیہم السلام مرتے نہیں ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہوتے ہیں۔ یعنی دار دنیا سے عالم برزخ میں اور وہ برزخ میں زندہ ہیں نماز پڑھتے ہیں اور فائدہ اٹھاتے ہیں۔ "ویتمتعون فیہا بل الموت جسر لھم الی الحبی" بلکہ موت ان کے لئے ایک پل ہے جو دوست سے ملاتی ہے۔

مگر نیلوی اینڈ کمپنی کی ساری مہم آرائی اس حقیقت کے خلاف محاذ قائم کرنے کی ہے۔ وہ کیونکر اسے تسلیم کر سکتے تھے اور اصل میں ان کی مجبوری یہ ہے کہ رسول ﷺ کی توہین کے بغیر ان کی سکہ بند توحید کی تکمیل ہی نہیں ہو سکتی اور ہو بھی کیسے جب ان کے استاد اول نے اس کی بنیاد ہی اس پر رکھی تھی کہ انا خیر منہ کہہ کر پہلے نبی کی تحقیر اور توہین کی طرح ڈالی تھی تو یہ اس کے شاگردان خاص آخری نبی کی توہین سے اس کی تکمیل کیسے نہ کرتے۔

عقیدہ نمبر ۶: مولوی اللہ بخش کی کتاب اربعین سے چند اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں۔ جو ان کے بنیادی عقیدہ کے مختلف اسالیب بیان ہیں۔

(ا) نبی کریم ﷺ، عندالقبر، صلوٰۃ وسلام قطعاً نہیں سنتے اور یہ عقیدہ نبی کریم ﷺ کے نہ سننے کا یعنی عدم سماع جزو ایمان ہے اور جو شخص نبی کریم ﷺ کے سماع یا برزخ والوں کے سماع کا قائل ہے وہ کافر مشرک ہے۔ بلکہ یہ عقیدہ یہود کا ہے۔

(ب) نبی کریم ﷺ کے جسد اطہر سے روح کا کسی قسم کا تعلق نہیں ہے اور یہ عقیدہ تعلق روح کا بدن سے کافر، بت پرستوں، ہندوؤں کا ہے۔

(ج) جن حدیثوں میں سماع موتٰی یا صلوٰۃ وسلام عند قبر نبی کریم ﷺ ثابت ہے وہ قول رسول ﷺ نہیں۔ من گھڑت حدیثیں اور من گھڑت قصے ہیں۔

(د) بعد موت ثواب عذاب صرف روح کو ہوتا ہے۔ جسد عنصری کو نہیں ہوتا۔ نہ روح کا تعلق بدن سے ہے۔ یہ عقیدہ ہندوؤں سے لیا گیا ہے۔

(ر) نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ میں مدفونہ قبر میں ماننا زندہ ماننا شرک ہے۔

مولانا عبدالعزیز شجاع آبادی اپنی کتاب (دعوت الانصاف ص ۲۲) پر لکھتے ہیں:

(ا) اس گروپ (غلام خانی) کے ایک صاحب جو مولانا عبداللہ درخواستی صاحب کا مرید تھا، سے کہا کہ تمہارے پیر صاحب تو سماع عندالقبر شریف کے قائل ہیں ان کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے۔ فوراً جواب دیا وہ بھی کافر، تم بھی کافر، جو بھی سماع کا قائل ہو سب کافر۔

(ب) مولوی سعید احمد چتوڑ گڑھی نے مجمع عام میں اعلان کیا کہ نبی کریم ﷺ اپنی قبر پر پڑھا ہوا درود سلام نہیں سنتے نہ سماع جسمانی نہ سماع روحانی۔ جو شخص سماع کا قائل ہو خواہ کسی تاویل سے ہو وہ قرآن وحدیث اور شریعت کی رو سے بلا تاویل کافر مرتد ہے اور جو شخص سماع کے قائل کو کافر مرتد نہ سمجھے وہ بھی کافر ہے۔ نیز جو شخص اس مسئلہ کو فرعی کہتا ہے وہ بھی کافر۔ (احمد سعید کی تقریر موضع گھلواں بہاول پور)

(ج) اسی تقریر کے دوران احمد سعید نے کہا: ''اگر نبی ﷺ کے سماع عندالقبر کا قائل ابوبکر صدیق بھی ہوتا تو وہ بھی کافر ہے۔''

(د) (ص ۲۷) پر اپنے نام اشاعۃ التوحید والسنۃ کا خط نقل کیا ہے۔ لکھا ہے: ''احمد سعید نے منافقانہ دستخط کردیئے ہیں کہ سماع والے کافر نہیں۔ شاہ صاحب (عنایت اللہ گجراتی) نے بالکل دستخط سے انکار کردیا کہا کہ میرا عقیدہ یہی کفر کا ہے اور محمد سعید کا یہی عقیدہ ہے۔''

(ر) ''عنایت اللہ شاہ گجراتی نے خان گڑھ میں اپنی تقریر کے دوران کہا مشرک چار قسم کے ہیں۔ اوّل یہود ونصاریٰ، دوم مشرکین، سوئم بریلوی، چہارم دیوبندی جو سماع عندالقبر کے قائل ہیں۔''

(س) مولوی عبدالعزیز لکھتے ہیں: اس گروپ کے واعظوں نے نہ صرف مسلک کی سٹیج کو بدنام کیا بلکہ اپنے اکابر کو ایک مخمصے میں مبتلا کردیا۔ جگہ جگہ قائلین سماع صلوٰۃ وسلام عندالقبر کو کافر مشرک کا فتویٰ دیا اور اہل توحید کو خانہ جنگی پر مجبور کردیا۔

(ط) (دعوت الانصاف (ص ۳۵) پر لکھتے ہیں: ہمارے ہاں شجاع آباد میں عنایت اللہ گجراتی اور احمد سعید

توحید کے موضوع پر خطاب کر رہے تھے۔ سعید نے کہا بت نہیں سنتے خدا سنتا ہے بت عام ہیں۔ خدا کے بنائے ہوئے ہوں جیسا حضور اکرم ﷺ یا لات منات کی مورتی۔ عنایت اللہ نے تصدیق کی اور کہا: یہ نوجوان میری کمی پوری کرے گا۔

(ندائے حق ص ۶۵) پر ارشاد ہے: "جو لوگ انبیاء علیہم السلام کی حیات حسیہ، حقیقیہ، جسمانیہ، عنصریہ کامل کے مدعی ہیں ان کا فرض تھا کہ انبیاء علیہم السلام کو خصوصاً اپنے نبی کریم محمد رسول اللہ ﷺ کو قبر سے نکال لیتے تاکہ لوگ بھی آپ کی زیارت سے مشرف ہو کر صحابی کا درجہ حاصل کر لیتے اور مختلف مسائل کا تصفیہ حضور ﷺ سے کروا لیتے۔"

ان تمام اقتباسات سے اس ملحد گروہ کے اس مخصوص عقیدہ کی تکرار ظاہر ہوتی ہے جس کو ان لوگوں نے مدار کفر و ایمان قرار دیا ہے اس کے علاوہ کچھ اور خرافات بھی ہیں۔ جن کو بکواسات کے علاوہ کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے:

۱...... سماع موتی بالخصوص سماع صلوٰۃ وسلام عندالقبر کا عقیدہ بلا تاویل کفر ہے۔
۲...... سماع موتی کا عقیدہ رکھنے والا خواہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی کیوں نہ ہو وہ کافر ہے۔
۳...... سماع موتی کے قائلین کو جو کافر نہ سمجھے وہ بھی کافر ہے۔
۴...... بریلوی، دیوبندی دونوں مشرک ہیں۔

سماع موتی کے موضوع پر تفصیلی بحث اپنے مقام پر آ رہی ہے۔ فی الحال یہ دیکھ لیا جائے کہ ان ملحدوں کی کفر سازی کی بمباری کی زد کس کس پر پڑتی ہے اور اس سے بچتا کون ہے؟

۱...... حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ صلاۃ وسلام عندالقبر النبی ﷺ کے قائل ہیں۔ دیکھئے (تنزیہ الشریعہ من اخبار الشنیعہ الموضوعہ ص ۳۲۵) "ولہ شواھد من حدیث عبداللہ بن مسعود و عبداللہ بن عباس و ابی ھریرہ اجمعھا البیھقی و من حدیث ابی بکر الصدیق اخرجہ الدیلمی من حدیثھما اخرج العقیلی" اس حدیث کے صحیح ہونے میں شواہد موجود ہیں۔ عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عباس اور حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم کی حدیثیں ہیں جن کو بیہقی نے، دیلمی نے اور عقیلی نے اخراج کیا ہے۔

وہ روایت جس کی صحت پر اتنے گواہ پیش کئے گئے ہیں یہ ہیں: "من صلی علی عند قبری سمعتہ" یعنی جو شخص میری قبر پر حاضر ہو کر مجھ پر درود بھیجے میں سنتا ہوں۔ معلوم ہوا کہ ان ملحدین کے نزدیک ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کافر ہیں۔ (معاذ اللہ) یہ ہے ان ملحدین کی رافضیانہ توحید کا شاہکار۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اس عقیدہ کے متعلق یہ حقیقت ذہن میں رہے کہ آپ نے یہ عقیدہ اپنے اجتہاد سے یا ذاتی رائے کی بنا پر نہیں اپنایا تھا بلکہ حضور اکرم ﷺ کے ارشاد سن کر سماع موتی کے قائل ہوئے تھے اور صرف صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی قائل نہیں ہوئے تھے۔ آپ کے بعد تمام علمائے امت اس کے قائل رہے۔

چنانچہ علامہ ابن کثیر اپنی تفسیر (ج ۳ ص ۴۳۸) پر فرماتے ہیں: "والسلف مجموعون علی ھذا قد تواترت الاثار منھم بان المیت یعرف بزیارۃ الحی لہ و لیستبشر" سلف کا اس پر اجماع ہے ان سے متواتر روایات آ چکی ہیں کہ میت زندہ زائر کو پہچانتا ہے اور اس سے خوش ہوتا ہے۔

اور مولانا عبدالحئی لکھنوی نے (شرح وقایہ ج ۲ ص ۲۵۴) کے حاشیہ پر فرمایا: ''و روایات کثیرہ فی کتب الحدیث و اما رد عائشہ و بعض تلک الاحادیث فلم یعتد بہ جمہور الصحابۃ و من بعدھم'' حدیث کی کتابوں میں کثرت سے روایات موجود ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اختلاف اور بعض ایسی حدیثوں کو صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین نے اعتماد نہیں کیا۔ یعنی سماع موتی کے عقیدہ کے بنیاد احادیث نبوی ﷺ ہیں۔ اب آپ اندازہ لگائیں کہ ان ظالموں کے فتوی کفر کی زد کس پر پڑتی ہے۔

۲...... پھر جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین سماع موتی کے قائل ہیں تو ان ملحدوں کے نزدیک تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین کافر ٹھہرے۔ ابن کثیر کی اس عبارت کے متعلق یہ کفر ساز پارٹی کہتی ہے کہ یہ عبارت الحاقی ہے۔ کہاں سے معلوم ہوا؟

سنئے تفسیر ابن کثیر مکتبہ امیریہ میں یہ عبارت نہیں ملتی۔ کیونکہ اس لئے کہ کسی ع و غ قسم کے ملحد نے خیانت سے کام لے کر یہ عبارت اڑا دی۔ ابن کثیر کے دو نسخے اصل موجود ہیں۔ ایک وہ جو معالم التنزیل مطبع المنار مصر کے حاشیہ پر ہے۔ دوئم وہ ہے جس کو مطبع دار الاحیاء الکتب العربیہ نے طبع کیا۔ ان دونوں میں یہ عبارت موجود ہے اور ان دونوں نسخوں میں کیہ پر اعتماد کیا ہے۔ اردو ترجمہ اسی مکتبہ امیریہ کا ترجمہ ہے۔

۳...... مندرجہ ذیل ۶۰ علماء جن میں مفسر، محدث، فقیہ سبھی شامل ہیں وہ سماع موتی کے قائل ہیں: امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، امام ابن ماجہ، امام ابوداؤد، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام ابو یوسف، امام محمد، امام طحاوی، ابن ابی شیبہ، ابوداؤد طیالسی، طبرانی، ابن شاہین، ابونعیم، ابن حبان، ابن عساکر، حکیم ترمذی، حاکم، ابن سعد، بیہقی، ابن خزیمہ، ضیاء مقدسی، ابویعلی، محی السنہ بغوی، دارمی، دارقطنی، خطیب، وسعید بن منصور، ابن مردویہ، ابن ابی الدنیا، دیلمی، ابن ابی حاتم، ابن نجار، بزار، ابن عدی، رافعی، ابن عرفہ، ابن الہدیہ، ابن راہویہ، ابن جوزی، قاضی عیاض، عبدابن حمید، ابونصر، امام سجزی فی الامانۃ، ہروی، ابن مندہ، ابن السنی، رویانی طبری، فی الریاض النضرہ، خطابی، خفاجی، ابن حجر عسقلانی، امام نووی، صاحب سراج الوہاج، علامہ سندھی، امام شعبی، امام منیر شارح بخاری۔

حال کے ملحدین کے نزدیک یہ سارے حضرات کافر قرار پائے۔ (معاذ اللہ)

۴...... ''المہند علی المفند'' جو علمائے دیوبند کے اجماعی عقیدہ کی تاریخی دستاویز ہے۔ اس میں مولانا خلیل احمد محدث اکابر دیوبند کا عقیدہ بیان کرتے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور برزخ میں ان کی حیات دنیوی ہے اور اس نقطہ نظر کی تائید کے لئے بانی دیوبند حضرت مولانا قاسم نانوتوی کی کتاب آب حیات کا حوالہ بھی دیا کہ علمائے دیوبند کا یہ عقیدہ حیات انبیاء علیہم السلام ان کے اسلاف سے بطور توارث ملا ہے۔ کوئی انفرادی رائے یا وقتی ہنگامی فتوی نہیں ہے جو حوادثات کے پیش آنے سے اتفاقاً سامنے آگیا ہو۔ اسی طرح یہ مسئلہ اثبات حیات انبیاء علیہم السلام بطرز مذکور سلف سے خلف تک یکسانی کے ساتھ مسلمہ اور متفقہ رہا ہے اور تمام علمائے دیوبند کا یہ اجماعی مسلک ہے۔ جس سے کوئی فرد بھی منحرف نہیں ہے۔

یعنی چھ تھے راؤنڈ پر ان ملاحدہ نے تمام اکابر دیوبند کو کافر قرار دے دیا۔

یہاں ایک اور عقدہ بھی حل ہو جاتا ہے۔ یہ عین ممکن نیلوی پارٹی اپنی معاشی اور معاشرتی ضرورتوں اور مجبوریوں کے تحت اپنے آپ کو دیوبندی کہلاتے ہیں۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ جب اکابر دیوبند ان کی نگاہ میں کافر ہیں تو یہ لوگ اپنی دیوبندیت کی نسبت کس سے جوڑتے ہیں۔ جب دیوبندیوں کا کوئی ایک فرد بھی حیات انبیا علیہم السلام سے منحرف نہیں تو یہ طاحدہ کا ٹولہ جو صرف منحرف ہی نہیں ہوا بلکہ ان کو کافر قرار دے بیٹھا۔ پھر بھی یہ دیوبندی ہی رہے۔ ثابت ہوا جہاں ان پر اہلسنت والجماعت کی تہمت لگی ہوئی ہے وہاں دوسری تہمت دیوبندی کی بھی ہے۔ حاشا وکلا یہ ہرگز دیوبندی نہیں ہیں۔ ہاں منکرین حدیث اور رافضیوں سے ان کا اعتقادی شجرہ نسب ملتا ہے۔

۵...... ۲۲ رجون ۱۹۶۲ء کو قاری محمد طیب صاحب کے پاس یہ لوگ مدرسہ عثمانیہ حنفیہ میں جمع ہوئے ایک تحریری معاہدہ ہوا جس کی عبارت یہ ہے: وفات کے بعد نبی کریم ﷺ کے جسد اطہر کو برزخ قبر شریف میں بہ تعلق روح حیات حاصل ہے اور اس حیات کی وجہ سے روضہ اطہر پر حاضر ہونے والوں کا صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں۔ دستخط: قاری محمد طیب حال وارد راولپنڈی ۲۲ رجون ۱۹۶۲ء، دستخط قاضی شمس الدین، دستخط قاضی نور محمد، دستخط لاشے غلام اللہ خان۔

یہ معاہدہ ایسی حالت میں ہوا کہ قاضی صاحبان اور لاشے کے ہوش وحواس قائم ٹھیک ٹھاک تھے۔ اس لئے:

۱...... اگر یہ دستخط صحیح کئے تھے تو اس پارٹی کے نزدیک یہ تینوں حضرات کافر بلا تاویل قرار پائے اور جب شیخ کافر ہو تو مرید سوائے اس کے اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ:

دوش از مسجد سوئے خانہ آمد پیر ما   چیست یاران طریقت ازیں تدبیر ما

مگر تعجب کی بات یہ ہے کہ کافر شیخ القرآن بھی ہوا کرتے ہیں؟ اس لئے پنڈت، دیانند، سرسوتی، ولڈ کیک، ہیل، رچرڈ بیل وغیرہ کو اگر کوئی شیخ القرآن سمجھے تو تعجب کی بات نہیں۔ (معاذ اللہ)

۲...... اگر یہ دستخط محض دفع الوقتی کے لئے کڑی مچی کئے تھے تو دو صورتوں میں سے ایک صورت ہو سکتی ہے۔ یعنی اگر نفاق کا لبادہ اوڑھا تو ان کا رشتہ عبداللہ بن ابی سے جا ملا یا تقیہ کی لوئی اوڑھی تو ان کا سلسلہ عبداللہ بن سبا سے جا ملا۔ بہرحال جو بھی صورت ہو ان شیوخ کو مسلمان ثابت کرنے کے لئے نہ کوئی علم کلام کام دے سکتا ہے نہ کوئی تاویلات کا ہتھیار کام آ سکتا ہے۔

اس دستخطی لغزش کی توجیہ خود شیخ لاشے نے ایک موقع پر فرما دی۔ واقعہ یوں ہے ایک مرتبہ شیخ القرآن ڈھوک زمان داخلی چکڑالہ تشریف لائے تقریر کے بعد کو لوٹے تو قاضی عمر الدین صاحب مشایعت کے لئے ساتھ ہوئے۔ راستے میں شیخ سے سوال کیا: نبی کریم ﷺ عندالقبر صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں یا نہیں؟ شیخ جی نے جواب دیا: ہم کو یہ بھی یقین نہیں کہ آپ کا وجود مبارک صحیح موجود ہے یا مٹی ہو چکا ہے۔ قاضی عمر الدین نے کہا تو پھر حیات النبی ﷺ کے مسئلہ پر دستخط کیوں کئے تھے؟ شیخ نے اب باصواب لاجواب فرمایا کہ کیا کرتے اگر دستخط نہ کرتے تو بندہ ایک بھی ساتھ نہ رہتا۔

یہ ہے صاحب جواہر القرآن کی قرآن دانی کا جوہر۔ یہ ہے صاحب جواہر التوحید کی توحید کا حدود اربعہ یعنی بندے ساتھ ہونے چاہئیں ایمان رہے یا نہ رہے۔ یہ توحید کے دعوے، یہ سنت کے نعرے، یہ شیخ القرآنی کے چرچے، یہ دیوبندیت کے پروپیگنڈے، محض سوانگ ہیں۔ ایکٹنگ ہے کہ کس طرح بندے اپنے گرد جمع کئے

جا سکیں۔ یہ ہے جواہر القرآن اور یہ ہے جواہر التوحید: روٹی تو کسی طرح طور کما کھائے مچھندرا

ان پانچ تکفیری بموں کے بعد وہ صفایا ہوا کہ دنیا سے مسلمانوں کا نام ونشان مٹ گیا لے دے رہ گئے تو بندیالوی، نیلوی، گجراتی اور چتوڑگڑھی باقی رہے نام اللہ کا۔ ارے ظالمو اپنے شیخ القرآن کو بھی کافر بنا کے چھوڑا:

تمہارا تھا دوستدار حالی اور اپنے بیگانے کا رضا جو سلوک اس سے کئے یہ تم نے تو ہم سے کیا کیا نہ کیجئے گا

یہ تھا ان لوگوں کے شغل تکفیر کا ماحصل اب ہم ان کے ان ہذیانات کا جائزہ لیتے ہیں جو اپنے اصل عقیدہ کے ساتھ یہ لوگ ضمناً بیان کرتے ہیں۔

۱...... بچہ جمہورے نے کہا کہ ایک بت خدا نے بنائے ہوئے ہیں جیسے محمد رسول اللہ ﷺ! بابا نے خوش ہو کر کہا یہ جوان میری کمی پوری کرے گا۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ کوئی چیز بے مقصد نہیں بنائی جاتی۔ یہ انسان کی فطرت ہے تو یہ تسلیم کرنا مشکل ہے کہ خالق انسان کوئی چیز بے مقصد بنائے۔ بت بنانے کا مقصد کیا ہوتا ہے یا ہو سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ پوجا پاٹ اور پرستش کے لئے بنایا جاتا ہے۔ اس کے بغیر اس کا کوئی مقصد نہیں۔ البتہ زمانہ حال میں ایک اور مقصد وضع کر لیا گیا ہے اور وہ ہے ڈیکوریشن۔

اس اصول کے تحت ظاہر ہے کہ انسانوں نے جو بت بنائے وہ پوجا پاٹ کے لئے بنائے تو سوال یہ ہے کہ خدا نے بقول ان ملاحدہ کے جو بت بنایا کس مقصد کے لئے بنایا۔ اگر خدا پرانے خیال کا ہے تو اس کا مقصد بھی وہی پوجا پاٹ کرنا ہوگا۔ اگر ماڈرن ہے تو اس کا مقصد ڈیکوریشن ہو سکتا ہے۔ بہرحال ان ملاحدین کے نزدیک محمد رسول اللہ ﷺ کی حیثیت ان دونوں میں سے ایک ہے یا دونوں ہیں۔ اگر خدا نے بت پوجا پاٹ کرانے کی غرض سے بنایا تو اس کی پوجا پاٹ کرنا عین رضائے خداوندی ہے اور پوجا کرنے والوں کی حیثیت مقصد تخلیق کو پورا کرنے کی ہوئی۔ پھر شکوہ کیا اور گلہ کیوں۔

اور اگر مقصد دوسرا ہے تو پھر حضور اکرم ﷺ کا رسول، ہادی، مزکی، معلم ہونا سب حیثیتیں ختم ہو گئیں۔ پھر رسالت پر ایمان کہاں سے ڈھونڈو گے۔ استاد اور شاگرد دونوں ایسے جاہل بلکہ اجہل ہیں کہ اتنا بھی نہیں سوچتے کہ جو بکواس وہ کر گئے ہیں اس کا مفہوم اور مطلب کیا ہے اور یہ بکواس کرنے کی اپنی حیثیت کیا متعین ہوتی ہے: کہ خدا خود بت گر ہے۔

۲...... دوسرے بزرجمہر فرماتے ہیں حیات کے مدعی اپنے نبی کریم ﷺ کو قبر سے نکال لیتے تا کہ لوگ صحابی کا درجہ حاصل کر لیتے۔

ان حضرات جہالت مآب کو اتنا علم بھی نہیں کہ صحابی ہونے کے لئے دو شرطیں ہیں۔ اوّل حیات دنیوی اور مکلف ہونا۔ دوم اسی دنیائے آب وگل میں تکلیف شرعی کی شرط کے ساتھ صحبت کا شرف حاصل ہونا۔ کیا ان دونوں شرطوں کا امکان ہے؟ ظاہر ہے کہ نہیں تو پھر شرف صحابیت کا سوال ہی کہاں پیدا ہوتا ہے۔ خیر یہ تو نیلوی صاحب کی جہالت کا شاہکار ہوا۔ دوسری طرف حضور اکرم ﷺ کو قبر سے نکال لانے کی بکواس کرنا۔ یہ ان کی ڈھٹائی اور دریدہ دہنی کی دلیل ہے۔

عقیدہ نمبر ۷: قرآن کی تفسیر کرنے میں انسان رسول خدا ﷺ کی تفسیر یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یا ائمہ تفسیر کی تفسیر

کا محتاج نہیں بلکہ جس طرح سمجھ آئے تفسیر بیان کردے۔ اوّل تو یہ اصول ان کی جہالت کا ایک اور شاہکار ہے۔ اگر ان لوگوں نے کسی سے نہیں بلکہ از خود ہی قرآن پڑھا ہوتا تو "لتبین للناس مانزل الیھم" ایک ایسی حقیقت ہے کہ انسان وہ نہیں کہہ سکتا جو انہوں نے کہی۔ مگر شرط یہ ہے کہ قرآن پر ایمان ہو کہ اللہ کی کتاب ہے اور کتاب ہدایت ہے۔ کیونکہ قرآن کی تبیین نبی ﷺ کے فرائض میں داخل ہے۔ مگر یہ عجیب بات ہے کہ نبی تو اپنے فرض کی بجا آوری کے لئے قرآن کی تبیین تفسیر تشریح کرتا ہے۔ مگر امت کہتی ہے ہم قرآن کی تفسیر میں رسول اللہ ﷺ کے محتاج نہیں۔ کہیے کوئی جوڑ ہے ان دونوں باتوں میں۔

ہاں ایک صورت ہے کہ اگر قرآن کو محض ایک ادب پارہ سمجھا جائے تو ہر ادیب کو حق ہے کہ اپنی سمجھ کے مطابق معنی اخذ کرتا رہے۔ مگر اس صورت میں قرآن کیا ہوا دیوان غالب بن گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ عین فین پارٹی قرآن کے کتاب ہدایت ہونے پر ایمان نہیں رکھتی۔ بلکہ ایک محض ادبی شاہکار سمجھتی ہے۔ گویا ان بے چاروں پر ایک تہمت لگائی جاتی ہے کہ ان کا اللہ کی کتاب پر ایمان ہے۔ ظاہر ہوا کہ یہ اس تہمت سے بالکل بری ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ جب اصول یہ ٹھہرا کہ جس کی سمجھ میں قرآن کی جو تفسیر آئے وہی درست ہے تو آپ نے آسمان سر پر کیوں اٹھا رکھا ہے کہ ہماری بات سنو۔ دین ہم سے سیکھو، توحید ہم سے سیکھو، قرآن ہم سے سیکھو یعنی کسی کی نہ مانو۔ ہماری مانو! بھائی تمہاری کیوں مانیں۔ تم کوئی مافوق البشر مخلوق ہو۔ جب تم عقل سے اتنے پیدل ہو کہ خود اصول قائم کر کے خود توڑتے ہو تو تم پاگلوں کے پیچھے کون چلے۔ جب ہر شخص کو حق ہے کہ اپنی سمجھ کے مطابق قرآن کی تفسیر کرے تو تم اپنی سمجھ کو دوسروں پر مسلط کرنے کا حق کہاں سے لائے ہو۔ جب کہ تمہاری سمجھ کو سمجھ کہنا ہی پرلے درجے کی ناسمجھی ہے۔ کیوں کہ تمہاری سمجھ تو ایسی مادر پدر آزاد ہے کہ نہ وہ رسول کی محتاج، نہ صحابہ کی محتاج، نہ ماہرین علماء کی محتاج، نہ جانے کس بدرو میں بہتی ہوئی آپ کے قابو آگئی۔

تیسری بات یہ ہے کہ اگر قرآن ایسا ہی بازیچہ اطفال ہے تو حقیقت کا لفظ بے معانی ہے اور دین کا مفہوم بس موم کی ناک ہے۔ جدھر چاہو پھر وا اور جو صورت چاہو تیار کرلو۔ جتنے آدمی اتنی سمجھیں، جتنی سمجھیں اتنے دین۔ پھر یہ جو کافر کافری رٹ لگا رکھی ہے حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اسلام کے لیبل سے باطل مذہب یا تحریک چلانے کا واحد کامیاب نسخہ یہی ہے کہ رسول سے رشتہ منقطع کر کے قرآن کو اپنی خواہشات کا تابع بنالو۔ نام قرآن کا لو بات اپنی کہو۔ آپ تحقیق کر کے دیکھ لیں۔ اسلام کے نام سے جتنے باطل فرقے منصۂ شہود پر آئے سب نے اسی نسخہ سے کام لیا۔ قرآن کے الفاظ کو آڑ بنائے رکھو۔ مگر بات اپنے مطلب کی کہو۔ ہاں ایک فرقہ جسے غلطی سے اسلامی فرقہ سمجھا جاتا ہے ذرا دلیر واقع ہوا اور اس نے اعلان کردیا کہ یہ وہ قرآن ہی نہیں جو محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا تھا۔ لطف یہ ہے کہ الہامی کتاب کے بغیر الہامی مذہب کا دعویٰ بھی کیا جاتا ہے اور دنیا میں ہزاروں ایسے "سادے" مل جاتے ہیں جو اسے اسلام ہی کہتے ہیں:

جفائیں بھی ہیں، فریب بھی ہیں، نمود بھی ہیں، سنگسار بھی ہے
اور اس پہ دعویٰ حق پرستی اور اس پہ یاں اعتبار بھی ہے

جب ان لوگوں کے سامنے کسی مفسر کا قول پیش کیا ہے تو ان کا جواب ایک چلتا ہوا فقرہ ہوتا "ھم رجال ونحن

رجال" یعنی وہ بھی انسان تھے اور ہم بھی انسان ہیں۔ مگر یہی وہ سب سے بڑی غلط فہمی ہے جس میں یہ لوگ گرفتار ہیں۔ انسان تو وہ ہوتا ہے جس میں انسانیت ہو۔ شرافت ہو، تیس مار خان بننے کے لئے ہم رجال ونحن رجال کا نعرہ نہایت کارآمد ہتھیار ہے۔ مگر واقعات کی دنیا میں اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ: اے بسا ابلیس آدم روئے ہست!

اور یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ:

گر بصورت آدمی انسان بدے احمد و بوجہل خود یکساں بدے

مگر ان کے اس قول سے پہلے تو ثابت ہوا کہ:

۱...... قرآن کریم ایسی کتاب ہے جس کی حقیقت جس کا صحیح مفہوم نہ صحابہ رضی اللہ عنہم سمجھ سکے نہ چودہ صدیوں میں کوئی مفسر سمجھ سکا۔ اس کو سمجھے تو بس یہی لوگ سمجھے۔

۲...... دوسری بات یہ قیاسات فقیہہ کا علم جس کے دفتر کے دفتر موجود ہیں اور جس کو علمائے مجتہدین نے اپنی خداداد اجتہادی قوت سے کتاب اللہ اور سنت رسول سے اخذ کیا اور جس پر دین کا دارومدار ہے، سارے کا سارا ناقابل اعتبار رہا۔ کیونکہ وہ سب بقول ان کے اقوال الرجال ہیں۔

ان لوگوں کی انسانیت کے چند نمونے ملاحظہ ہوں:

۱...... (ندائے حق ص ۱۵) (صاحب تسکین الصدور) فرضی سلف، فرضی جمہور، فرضی اکابر کی رٹ لگانا چھوڑ دے۔

نیلوی صاحب کی اس فرضی مثلیت کا ماحصل یہ ہے کہ دین اسلام جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نقل ہو کر آیا وہ فرضی سلف ہیں۔ جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم، جمہور تابعین اور جمہور علمائے مجتہدین نے دین کی علمی خدمت کی۔ وہ سب فرضی ہیں اور وہ اکابر جن میں متقدمین ومتاخرین سب شامل ہیں اور اکابر دیوبند بھی انہیں میں شامل ہیں سب فرضی ہیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ دین ہی سارا فرضی ہے۔ یہ ٹولا بس اصلی سلف، اصلی جمہور اور اصل اکابر کا ہے: خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ یہ ہے ان کی انسانیت کی معراج!

۲...... (ندائے حق ص ۶۷) پر صاحب تسکین الصدور اور دیگر علمائے دیوبندی کو بناسپتی دیوبند فرمایا ہے۔

واقعی اصل دیوبندی ہونے کے لئے ضروری ہے کہ تمام اکابر دیوبند کو کافر قرار دیا جائے اور یہ آپ لوگوں کا ہی دل گردہ ہے۔ یہی انسانیت ہے کہ جن کا نام بیچ کر کھاؤ انہیں کو کافر بھی کہو۔ اس کے بغیر حق نمک کیسے ادا ہوسکتا ہے۔ یہ ان کی انسانیت کا دوسرا ثبوت ہوا۔

۳...... (ندائے حق ص ۱۸) تسکین الصدور کے متعلق لکھتے ہیں کہ: دوکان میں جتنا سامان ہے معلوم ہو جائے گا کہ کس قیمت اور قدر و منزلت کا ہے اور جمہور سلف اکابر کے کیپسولوں میں کس قدر زہر بھر دی گئی ہے جس کی مضرت نسلاً بعد نسل مہلک اور تباہ کن ثابت ہوگی۔

یعنی آثار صحابہ رضی اللہ عنہم، احادیث اور اکابر امت کے اقوال تو زہر کے کیپسول ہیں۔ آب حیات ہے تو اس مین فین پارٹی کے پاس۔ یہ اور بات ہے کہ اس چشمے کا منبع کہیں نظر نہیں آتا۔ لے دے کے یہ چشمہ پھوٹتا ہوا نظر آتا ہے تو ان کی ہوائے نفس سے یا ان کے پیٹ سے۔ کیونکہ دین تو سارا صحابہ رضی اللہ عنہم ہی سے نقل ہو کے آیا اور وہ ٹھہرا زہر۔ بس تریاق ہے تو اسی ٹولہ کے پاس۔ وہ رے نیلوی انسانیت!

۴...... علاقہ بہاول پور گھلواں میں عنایت اللہ گجراتی اور سعید واعظ موجود تھے۔ایک عالم نے علامہ ابن کثیر کی عبارت پیش کی تو سعید صاحب کا جوہر انسانیت جوش میں آیا تو کہنے لگے پہلے اس کے نام کو دیکھو۔ابن کثیر کوئی اچھا ہوتا ہے یعنی ابن کثیر کے معنی حرامی ہیں۔ یہ ہے وہ انسانیت جس پر ناز ہے۔ اشاعت التوحید والسنہ کا مبلغ اعظم عنایت اللہ گجراتی بیٹھا ہے اور یہ بکواس سن رہا ہے۔

۵...... (اقامۃ البرہان سجاد بخاری ص ۲۴) ترمذی صاحب اور ان کے حضرت والا اگر واقعی مخلصانہ اصلاحی کوششوں کا جذبہ رکھتے تو اس خدمت اسلام کا آغاز انہیں اوپر سے کرنا چاہئے تھا۔ جواہر القرآن کا نمبر تو بہت بعد میں تھا۔ سب سے پہلے حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی، پھر حضرت نانوتویؒ، اس کے بعد شیخ الہندؒ، پھر علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی اصلاح کی جاتی۔جن کے تفردات کا نمونہ پہلے پیش کیا جا چکا ہے۔ پھر خاص طور سے پہلے انہیں اپنے پیر مرشد حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی ان کتابوں کی اصلاح وتطہیر فرماتے جن میں ایسا مواد موجود ہے مثلاً ضعیف، شاذ، منکر بلکہ موضوع حدیثیں بلا انکار تعجبہ بے سروپا حدیثیں بے سند اور گمراہ کن کرامتیں جن کو اہل بدعت اپنے عقائد زائغہ اور اپنی بدعات مخترعہ کی تائید کے لئے پیش کرتے ہیں۔جن کی وجہ سے تبلیغ توحید کے مشن کو بعض اوقات کافی سے زیادہ نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔

یعنی شیخ القرآن کے پہلے خلیفہ جناب سجاد بخاری صاحب توحیدی قسم اصلی دیوبندی کے نزدیک بگڑے ہوئے لوگوں میں سرفہرست شاہ ولی اللہ دہلوی کا نام آتا ہے۔ پھر بگاڑ کے اعتبار سے علیٰ حسب مراتب حضرت نانوتویؒ، حضرت شیخ الہند اور حضرت انور شاہ کاشمیری کے نام آتے ہیں اور بگاڑ بدرجہ اتم جس شخص میں پایا جاتا ہے وہ مولانا اشرف علی تھانوی ہیں۔جن کا علمی سرمایہ بقول اصلی دیوبندی کے شاذ منکر، ضعیف بلکہ موضوع حدیثوں کے بغیر کچھ نہیں اور جو بقول ان کے صرف ضال ہی نہیں مضل بھی ہیں۔ گمراہ ہی نہیں گمراہ کن بھی ہیں یاللعجب۔علمائے دیوبند جسے حکیم الامت کہیں اور اکابر دیوبند کے شیخ الشیوخ حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی جن کی علمی اور تحقیقی صلاحیتوں کے معترف ہوں۔ وہ اصلی دیوبندیوں کے نزدیک توحید کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ ہوں۔ یہ ہے وہ انسانیت جس پر ناز کرتے ہوئے یہ بہروپئے "ھم رجال ونحن رجال" کی بڑ ہانکتے ہیں۔

۶...... حضور اکرم ﷺ کا جلیل القدر صحابیؓ ان کے نزدیک جنگلی ہے دوسرا صحابیؓ جو استاذ العلماء شمار ہوتا ہے ان کے نزدیک غیر فقیہہ اور غیر عادل ہے۔اب کون ان کی انسانیت میں شک کرسکتا ہے۔

۷...... افضل البشر بعد الانبیاء ابوبکر صدیقؓ ان کے نزدیک کافر ہے۔اب بتایئے ایسی سکہ بند انسانیت کے نمونے کسی شریف انسانی معاشرہ میں مل سکتے ہیں۔

عقیدہ نمبر ۸: عذاب وثواب صرف روح کو ہوتا ہے۔(اقوال مرضیہ محمد امیر بندیالوی ص ۲۶) میت تو پتھر ہے اس میں نہ زندگی ہے نہ ادراک، اس لئے اس کو عذاب ہونا محال ہے۔ یہ عقیدہ ابن ہبیرہ اور ابن میسرا کا ہے۔ برعظیم میں یہ عقیدہ ہندوؤں کا ہے جنہوں نے روح کے عذاب کے لئے تناسخ کا عقیدہ ایجاد کیا ہے۔

عقیدہ نمبر ۹: عذاب وثواب نہ بدن کو ہوتا ہے نہ روح کو۔ (جواہر القرآن غلام اللہ خان ص ۲، ۴، ۹) عذاب وثواب نہ روح کو ہوتا ہے نہ بدن کو ہوتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ پھر کس کو ہوتا ہے؟ جواب یہ ہوا کہ کسی کو نہیں ہوتا۔ یہ عقیدہ کفار کا ہے اور قرآن کی بیسیوں آیات کا انکار صرف اس عقیدے سے ہوتا ہے۔ مگر ستم ظریفی کی انتہا ہے کہ منکر قرآن بھی شیخ القرآن ہوتے ہیں۔ (جواہر القرآن ص ۲، ۴۰۹) شیخ قدس سرہ کی تحقیق یہ ہے کہ برزخ میں لذت والم اور سرور وعذاب روح کو ہرگز نہیں ہوتا۔ آخری جملے میں فرمایا البتہ اسے لذت وسرور کا احساس ضرور ہوتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ شیخ کی تحقیق کا ماخذ کیا ہے؟ ظاہر ہے کہ ماخذ بیان نہیں ہوا۔ لہذا شیخ سے مراد خود شیخ القرآن ہی ہیں۔ مگر یہ پیرگراف ''حافظہ نباشد'' کا شاہکار ہے۔ پہلے جملے میں فرمایا کہ ''لذت والم اور سرور وعذاب روح کو ہرگز نہیں ہوتا۔ آخری جملے میں فرمایا البتہ اس سے لذت وسرور کا احساس ہوتا ہے۔ اس تضاد کو کون رفع کرے؟ مگر لطف یہ ہے کہ ایسی بے تکی ہانکنے والے مفسر القرآن بھی ہوتے ہیں اور شیخ القرآن بھی کہلاتے ہیں۔

عقیدہ نمبر ۱۰: (شفاء الصدور ص ۱۰) تمام ارواح اپنے اپنے مقام پر یا عذاب میں ہیں یا راحت میں۔ عالم برزخ میں ان کے لئے جسم مثالی ہیں۔ ان مٹی کے جسموں سے ان کا کوئی تعلق نہیں جو ارضی ہیں، عنصری ہیں اور زمین کے گڑھوں میں دفن ہیں۔

روح کو عذاب ہوا مگر روح تو بقول آپ کے جسم مثالی میں ہے تو کیا جسم مثالی بھی اس عذاب سے متاثر ہوتا ہے ظاہر ہے جب روح کو عذاب ہو رہا ہے تو وہ جسم کیسے متاثر نہ ہو جس میں وہ روح موجود ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ عذاب ہوتا ہے روح اور جسم مثالی کو۔ یعنی ''کھائے پیئے کوکری دھون بھنائے جمعہ'' جرم کرے جسم عنصری اور مار کھائے جسم مثالی۔ گناہ کرے جسم عنصری اور عذاب ہو جسم مثالی کو۔ واہ رے کافرانہ توحید! اللہ تعالیٰ کے عدل کا کیا خوب تصور پیش کیا ہے۔

ان عقائد پر ایک طائرہ نگاہ ڈالئے ان میں سے کوئی عقیدہ کافروں سے لیا، کوئی رافضیوں سے، کوئی منکرین حدیث سے، کوئی صالحیہ سے، کوئی کرامیہ سے اور مجموعے کا نام رکھ دیا۔ ''اصل تے وڈی توحید''

بہر حال ان کا کوئی عقیدہ ایسا نہیں جسے اکابر دیوبند کا عقیدہ کہا جاسکے یا اس پر عقیدہ اہل السنت کا اطلاق ہو سکے۔ بلکہ کوئی عقیدہ ایسا نہیں جسے اسلامی عقیدہ کا نام دے سکیں۔ اس لئے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جن حضرات نے ان عقائد کو حرز جان بنا رکھا ہے انہیں کیا سمجھا اور کہا جائے۔ یہ سوال واقعی بڑا مشکل ہے۔ مگر آپ ذرا چشم تصور کے سامنے ایک ایسے جانور کی صورت لائیں جس کا سر گدھے کا ہو، منہ بندر کا ہو، کان ہاتھی کے ہوں۔ دھڑ بھیڑیا کا ہو۔ آپ اسے کیا نام دیں گے۔ ظاہر ہے کہ آپ اسے کوئی نام نہیں دے سکتے۔ زیادہ سے زیادہ یہی کہہ سکتے ہیں یہ عجیب الخلقت جانور ہے۔ بس ان لوگوں کے متعلق بھی یہی کہہ سکتے ہیں کہ یہ نہ دیوبندی ہیں، نہ حنفی ہیں، نہ اہلسنت والجماعت سے ان کا کوئی تعلق، نہ اسلام سے ان کا کوئی واسطہ ہے ان میں سے کسی نام سے انہیں پکارا نہیں جاسکتا۔

اس لئے ان ناموں کو چھوڑ کر اور جس نام سے انہیں چاہو سمجھو اور پکارو۔ مگر اس حقیقت سے خبردار رہو کہ یہ نہ دیوبندی ہیں یا حنفی ہیں اور نہ اہلسنت والجماعت میں سے ہیں۔ ہاں یہ اپنے قول کے مطابق منکر القرآن، منکر حدیث، منکر اجماع، منکر تواتر ہیں اور بدائے حق کو تسلیم ہے ایسا منکر یقیناً کافر ہے۔



نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میں ہر اس عقیدہ سے، قول و فعل سے بری ہوں جو قرآن کریم کی آیت کے مخالف ہو یا صحیح حدیث رسول ﷺ کے خلاف ہو یا جمہور سلف صالحین جو مشہود ہیں ساتھ خیر کے یا جمہور مجتہدین کے خلاف ہو یا سواد اعظم بڑی جماعت مسلمانوں کے خلاف ہو۔

"ھا انا بریٔ من مقالۃ صورۃ مخالفۃ لایۃ من ایات اللہ وسنۃ قائمۃ من رسول اللہ ﷺ او اجماع القرون المشھود لھا بالخیر ومختارہ جمھور المجتھدین ومعظم سواد المسلمین" خبردار! میں ہر اس قول سے بری ہوں جو کسی آیت کے مخالف صادر ہوا ہو یا اجماع سلف صالحین جن کی خیریت کی شہادت رسول خدا نے دی ہے اور اس کو جمہور مجتہدین نے اختیار کیا ہو اور مسلمانوں کی بڑی جماعت نے۔

یہ میرا عقیدہ ہے جو بیان کر دیا ہے۔

فائدہ: دین وہی ہے جو ان مذکورہ حضرات کے تعامل سے ثابت ہوا ہو۔ ہم نے دین کو صرف قرآنی الفاظ سے یا صرف حدیث سے نہیں سمجھا بلکہ ہم نے تعامل امت سے سمجھا ہے۔ آیا رسول خدا ﷺ نے قرآن و حدیث کے احکام و مطالب صحابہ کرام ﷢ کو کس طرح اور کیا سمجھائے اور صحابہ کرام ﷢ نے ان پر کس طرح عمل کیا۔ اسی طرح تبع تابعین نے تابعین سے کیا سمجھا اور کس طرح عمل کیا اور باقی امت کو کس طرح تعلیم دی اور کس طرح عمل کرایا۔ ان تین زمانوں کی خیریت اور اچھائی اور نیک صالح ہونے کی خود رسول کریم ﷺ نے خبر دی ہے۔ "خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم" سب سے اچھا زمانہ میرا اور میرے صحابہ ﷢ کا ہے۔ پھر جو ان کو ملے گا پھر جو ان کو ملے گا۔

ان تین زمانوں کے بعد جمہور مجتہدین اور جس کو سواد اعظم نے سنبھالا اور عمل کیا۔ یہ دین ہے جو ہم کو ان سے بصورت توارث ملا۔ جس کو تواتر توارث کہا جاتا ہے۔ تعامل امت ایک مستقل تواتر ہے جس کو تواتر توارث کہا جاتا ہے۔ دین ہم کو اکابرین سے بطور توارث یعنی میراث کے ملا ہے۔ ہم نے جب ہی قرآن کریم کو سمجھنے کی کوشش کی یا حدیث رسول ﷺ کو سمجھنے کی کوشش کی تو بطور توارث کے کی کہ ہمارے سلف صالحین اور جمہور مجتہدین نے اس آیت یا اس حدیث کا کیا مطلب سمجھا اور شاگردوں کو سمجھایا۔ کسی کو اس وقت حق حاصل نہیں کہ اپنی خود رائی سے اپنی تحقیق کو متقدمین کی تحقیق سے بڑھائے یا آگے بڑھے۔ اگر سلف صالحین کا لحاظ نہ رکھا گیا تو ہر بے دین جس طرح چاہے گا اپنے برے عقیدے کی بنا پر اپنے عقیدہ کے مطابق قرآن کا معنی بیان کرے گا اور مطلب قرآن کریم کو خدا تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی ہدایت کے لئے نازل فرما کر اس کی صحیح تشریح و تفسیر کے لئے رسول خدا ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ آپ کا ہر قول ہر فعل اور تقریر اسی طرح صحابہ ﷢ کا قول و فعل قرآن کریم کی صحیح تفسیر و تشریح ہے۔ قرآن کریم کے اوّل مفسر خود رسول خدا ﷺ ہیں۔ نمبر دوم پر صحابہ کرام ﷢، سوم پر تابعین ہیں۔

رسول کریم ﷺ نے دنیا سے رخصت ہوتے وقت تمام دین اور قرآن وحدیث کی امانت کا بوجھ امت کے کندھوں پر رکھا اور آپ کی روحانی اولاد نے تمام دین کو سینوں اور سفینوں میں محفوظ کر کے اس کی پوری پوری حفاظت کی۔ قرآن وحدیث کی صحیح جو تشریح وتفسیر رسول خدا سے منقول ہوگی قرآن کے ان معنی تفسیر کو بھی امت نے پوری طرح محفوظ کر دیا۔ جس طرح الفاظ قرآنی کو یاد کیا۔ رحافظہ میں آ گیا اسی طرح تفسیر قرآن بھی آ گئی۔ پھر امت مرحومہ نے مسلسل ہر دور، ہر زمانے میں اس کی حفاظت کی اور مہر ثبت کی، ضروریات دین کی حفاظت کی۔ آج کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ خود محقق بن کر نئی تشریح یا تفسیر کرے۔ جو سلف صالحین نے نہیں کی۔

تفسیر مظہری زیر آیت: ''واعتصموا بحبل اللہ جمیعا'' یوں فرمایا: ''اذا کان حال من فاعل واعتصموا معناہ کونہ مجتمعین فی الاعتصام یعنی خذوا فی تفسیر کتاب اللہ تاویلہ ما اجتمع علیہ الامۃ ولا تذھبوا الی خبط آرائکم علی خلاف الاجماع'' جمیعاً حال جب اعتصموا کے فاعل سے واقع ہوا تو معنی یہ ہوں گے کہ تم جمع ہو کر چنگل لگا لو یعنی خدا کی کتاب کی تفسیر وتاویل وہ لو اور پکڑو۔ اس پر عمل کرو جس پر پوری امت مسلمہ کا اتفاق اور اجماع ہو نہ خبط، خبط خلاف اجماع امت اپنی کے پیچھے پڑ کر خلاف امت معنی قرآن وتفسیر قرآن بیان کرو۔ یعنی جو تفسیر سلف صالحین اور متقدمین مفسرین نے نہیں کی۔ اس پر عمل نہیں کیا اس پر تم بھی نہ عمل کرو نہ اس کو تفسیر سمجھو بلکہ غلط اور خبط سمجھو۔

نوٹ: میں جہاں ع بولوں گا، ع سے عنایت اللہ شاہ گجراتی مراد ہوگا اور جہاں غین بولوں گا، غ سے شیخ القرآن غلام اللہ خان مراد ہوں گے۔

سوال: اگر عین غین کی ذریت کے سامنے یہ بات پیش کی جائے کہ سابقہ مفسرین یا شراح حدیث نے یہ آپ کا بیان مضمون اور مطلب تو نہیں بیان کیا۔ کسی تفسیر میں یہ معنی نہیں تو تم سابقہ امت کے خلاف اور مخالف بیان کر رہے ہو تو عین غین کی ذریت جواب دیتی ہے کہ وہ مفسرین اور شراح محدثین بھی انسان ہی تھے۔

الجواب: ان کی معنوی ذریت کو ٹھیک ہے وہ انسان ہی تھے، انسانی نسل میں تھے اس کا کس کو انکار ہے۔ میرا تو عقیدہ ہے انسان سے بڑی شان والی بڑی فضیلت والی، بڑے درجہ والی خدا کی مخلوق میں کوئی دوسری قوم نہیں۔ اگر انسان سے بڑی شان، بڑی فضیلت والی کوئی قوم ہوتی تو رسول اکرم ﷺ کو اسی قوم سے پیدا کیا جاتا۔ میرا عقیدہ ہے یہ تو ظاہر کہ رسول اکرم ﷺ باعتبار جسم قالب کے اور باعتبار اس جسمی غلاف کے تو اولاد آدم اور بنی آدم ہیں لیکن باعتبار روح کے آپ سب کے امام اور امام الانبیاء علیہم السلام ہیں اور تمام کے باپ ہیں اور حقیقت میں تمام کمالات تو کمالات روحی ہیں۔ چونکہ حقیقت انسانی روح ہی ہے اور جسم خاکی تو قالب وغلاف اور بمنزلہ لباس کے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صوفیائے کرام، اولیائے عظام کا موضوع بحث روح رسول اور قلب رسول ہوتا ہے۔ روح وقلب رسول سے بحث کرتے ہیں۔

خدا تعالیٰ نے رسول خدا کو ان انسانوں کو انسان بنانے کے لئے بھیجا تھا۔ جو درندوں سے بدتر زندگی بسر کر رہے تھے اور رسول خدا کو انسان سازی کا طریقہ بتایا اور تعمیر سیرت کی تعلیم بھی خدا نے دی۔ جن کو رسول خدا نے انسان بنایا ہے۔ ان کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ وہ ہمارے پیشوا مقتدئ، رہبر، ہادی تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے جن کو یزکیہم کی کٹھالی میں ڈال کر صاف کر کے انسان بنایا تھا۔ وہ تابعی ہیں انھوں نے جن کو اس کٹھالی میں ڈال

کر انسان بنایا وہ تبع تابعین تھے۔ یہ خیرالقرون کے زمانہ کے ہیں ان کی اتباع اور سواداعظم اور بڑی جماعت کی اتباع قرآن وحدیث نے فرض کردی جس کا تعلق عقائد سے ہے۔ عقائد دلائل عقلیہ اور سمعیہ سے ثابت ہوتے ہیں۔ اسی طرح ضروریات دین بھی ان انسانوں کے خلاف چلنے والے کو ان کی مخالفت کرنے والے کو قرآن کریم دوزخی اور جہنمی کہتا ہے۔ حدیث اس کو خارج از اسلام کہتی ہے۔

''قال تعالٰی ومن یشاقق الرسول من بعد ماتبین له الهدیٰ ویتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ماتولی ونصله جهنم وساءت مصیرا (النساء:۱۱۵)'' بعد ظاہر ہوجانے واضح ہوجانے ہدایت کے جس نے رسول خدا ﷺ کی مخالفت کی اور سابقہ مسلمانوں کی راہ ترک کر کے نئی راہ نکال لی تو ہم اس کو اس طرف چلائیں گے جس پر وہ چل رہا ہے اور اس کو سیدھا جہنم میں داخل کریں گے اور بڑی بری جگہ ہے۔

''وقال النبی ﷺ من فارق الجماعة شبرا فقد خلع ربقة الاسلام من عنقه'' جو شخص ایک بالشت ہی مسلمانوں کی جماعت سے دور ہوا اس نے اسلام کی رسی کو اپنی گردن سے دور کردیا وہ اسلام سے نکل چکا ہے۔

اس آیت سے ایک تو اجماع امت ثابت ہوا، دوم سواداعظم مسلمانوں کی بڑی جماعت خاص کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کی مخالفت کو رسول خدا ﷺ کی مخالفت فرمایا۔ یہ نہ فرمایا کہ جس نے قرآن کی راہ ترک کردی یا حدیث رسول کی راہ ترک کردی چونکہ یہ گمراہ یہ کہہ سکتا تھا اور کہہ سکتا ہے کہ میں تو کتاب وسنت کا صحیح متبع ہوں۔ خاص کر چوہدری غلام احمد پرویز اور عین، غین اور ان کے معنوی ذریت اپنے آپ کو قرآن کے ٹھیکیدار بیان کرتے ہیں اور مدعی ہیں کہ قرآن کو ہم نے سمجھا اور اس پر عمل کیا۔ مگر قرآن کریم نے اس الحادی اور زندیقی رگ کو کاٹ دیا۔ فرمایا: ''یتبع غیر سبیل المؤمنین'' جو صحابہ رضی اللہ عنہم اور سواداعظم کی راہ ہے اس کو ترک کرنا قرآن کو ترک کرنا ہے اور مخالفت رسول خدا ہے۔ یہ نہ صرف ان مسلمانوں کی جماعت کی مخالفت ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ دین تعامل امت مرحومہ کا نام ہے۔ مگر متبعین ع غ فرماتے ہیں کہ متقدمین مفسرین خواہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتابعین ہوں وہ بھی انسان تھے ہم بھی انسان ہیں۔ ہم انسانوں کے تابع نہیں ہونا چاہتے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ یہ انسانوں کے تابع ہوکر ان کی راہ پر چلنا نہیں چاہتے کہ وہ انسان تھے۔ اچھا چلو۔ انسان کی راہ غیر پسند ہے تو شیطان کی راہ کھلی ہے جس پر دل چاہے فرمالی جائے۔

ان کے اس قول سے واضح ہوگیا کہ یہ اس راہ پر نہیں جس کو محمد رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پیش کر کے ان کو اس پر چلایا تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تابعین کو چلایا تھا۔ بلکہ ان کی راہ سابقہ مسلمانوں اور مسلمانوں کی بڑی جماعت کے خلاف ہے۔ اس امت کے یہ فرد نہیں۔

قول وفعل صحابی غیر معتبر ہے ان کے ہاں لو جناب ندائے حق مولوی محمد امیر بندیالوی، مولوی محمد حسین نیلوی کی (ص۱۹) پر: ''مولانا موصوف کو تسکین لکھتے وقت یہ قاعدہ بھول گیا تھا کہ صحابی کا قول وفعل حجت نہیں۔'' پھر اسی کتاب کے (۳۰۴) پر یوں فرماتے ہیں: ''ضعیف حدیث پھر عمل ایک جنگلی کا۔'' جب صحابی کا عمل حجت نہیں تو جنگلی کے عمل کا کیا مقام ہے۔

اسی کتاب کے (ص۳۰۳) پر فرماتے ہیں: ''کشف، خوابیں، جنگلیوں کا مذہب آپ کو ہی نصیب ہو۔''

پھر اسی کتاب کے (ص ۳۰۵) پر لکھا ہے: "جب خیر القرون کا چراغ سحری ٹمٹما رہا تھا جنگلیوں کا عمل کس قاعدے اور کس اصول کے تحت حجت ہو سکتا ہے۔"

اور (ندائے حق ص ۱۴۵) پر فرماتے ہیں: "اسی طرح بیسویں حدیثیں ایسی ہیں جن میں راوی صحابی کا فہم بھی معتبر نہیں۔ چہ جائے کہ بعد کے رواۃ فہم معتبر اور حجت ہے۔"

اسی کتاب کے (ص ۱۳۵) پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جن سے بیسیوں جلیل القدر صحابہ جن میں عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر، انس بن مالک، عبداللہ بن جابر رضی اللہ عنہم نے احادیث لیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی توہین کی ہے جن کی حدیثیں جو رسول خدا سے روایت کی ہیں ۵۳۷۴ بنتی ہیں۔ یہ تو میں نے محتاط انداز سے لکھا ہے اس کی توہین صاحب ندائے حق نے جو کی ہے۔ پھر بیہقی کی بھی صرف الی ان قال "صرف ایک صحابی غیر معروف الفقہ والعدالۃ یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ملی ہے۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یا قول رسول یا فعل رسول یا تقریر رسول بیان کرتے ہیں۔ یہ ان کا قول فعل تھا۔ جس کو ذریت عین غین و نیلوی صاحب۔ ان کے اقوال اسی طرح تابعین کے اقوال تبع تابعین کے محدثین مفسرین فقہاء کے لفظ "قوے بٹھلے اپنے پاس رکھو" چلو ان کو قوے بٹھلے ہی سمجھ لیں تو یہ قوے بٹھلے دودھ گھی اور شہد کے تھے۔ آپ کے تو قوے بٹھلے پیشاب پاخانہ کے ہیں۔ دودھ گھی کے برتن چھوڑ کر آپ کے بول و براز کے قوے بٹھلے لے لیں۔ یہ تم کو نصیب ہوں، متقدمین کے ہم کو۔

جس کو نیلوی صاحب جنگلی جنگلی بار بار کہہ کے توہین کر رہے ہیں۔ کسی کی توہین کرنی ہو تو اس سے بڑی توہین نہیں ہوتی کہ کسی کو کہا جائے کہ "جا جنگلیا" زیادہ کرنی ہو تو کہا جاتا ہے (جنگلی جانور) بہرحال جنگلی ایک بے علم جاہل پر بولا جاتا ہے جس کو نیلوی صاحب جنگلی کہہ رہے ہیں وہ صحابی جلیل القدر رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ نام اس کا حضرت بلال بن حارث ہے۔ مزنی قبیلہ سے ہے۔

یہ واقعہ فاروقی خلافت ۱۷۔۱۸ھ کا ہے۔ دیکھو تاریخ ابن خلدون (ج ۲ ص ۹۴۹) اور (البدایہ والنہایہ ابن کثیر ج ۷ ص ۹۲) پوری سند سے نقل کیا ہے اس واقعہ کو اور (فتح الباری شرح بخاری ج ۳ ص ۱۴۸) اور (وفاء الوفا سمہودی ج ۲ ص ۴۲۱) اس واقعے کو میں نے حیات برزخیہ میں علامہ ابن تیمیہ سے بھی نقل کیا ہے۔

واقعہ یوں ہے کہ سخت قحط تھا۔ حضرت بلال بن حارث مزنی نے روضہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمائیں کہ خدا بارش فرمائے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس کو خواب میں ملے اور فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کہو دعا کریں۔ بارش ضرور ہوگی۔ یہ واقعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بتایا اور بارش ہوئی۔ اس صحابی کو نیلوی صاحب جنگلی کہہ رہے ہیں۔

میں کہتا ہوں جو صحابی رسول کو جنگلی کہے اس کو جنگلی جانور کہا جائے۔ میرے خیال میں بعید نہ ہوگا ایسا گستاخ نعوذ باللہ من الہذیان، عین غین کی معنوی ذریت کہتی ہے۔ یہ واقعہ خواب کا وہ دلیل کیسے بن سکتا ہے شرعی مسئلہ کی۔

الجواب: استدلال خواب سے نہیں بلکہ قول صحابیؓ سے ہے۔ اس پر اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم ہے۔ اجماع سکوتی ہے۔ ہاں آپ نے ٹھیک کہا جب آپ کے نزدیک قول و فعل سرے سے حجت یعنی دلیل ہی نہیں قول صحابیؓ، فعل صحابیؓ سے کسی شرعی مسئلہ پر دلیل لانا آپ کے نزدیک جائز نہیں ہے تو یہ فعل و قول کب دلیل ہوگا۔ ان کا عقیدہ ہے

کسی صحابیؓ کے قول یا فعل سے کوئی مسئلہ ثابت نہیں ہوسکتا۔ نہ یہ قول وفعل دلیل ہیں۔ جب شرعی دلیل نہیں تو مسئلہ شرعی ان کے قول وفعل سے کب ثابت ہوگا جیسا حضرت بلال بن حارث مزنی جلیل القدر صحابیؓ کے قول کو نیلوی صاحب جنگلی کا قول اور جنگلی کا فعل فرمارہے ہیں یہ بے مغز خرافات کون سنے۔

اس ملعون ومردود عقیدہ کا جواب غور سے سنو! یہ تو حال دیکھا۔ حضرت بلال مزنی رضی اللہ عنہ کا۔

دوئم: اوّل لکھ آیا ہوں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو نیلوی صاحب نے غیر فقیہ اور غیر عادل لکھا ہے۔ حالانکہ اہلسنت کا عقیدہ ہے "الصحابة کلھم عدول" یعنی تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عادل ہیں۔ مگر نیلوی صاحب کو اہل السنت کے عقیدہ سے کیا واسطہ۔ ان کو توہین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مقصود تھی وہ کردی ہے۔ اس توہین صحابہ رضی اللہ عنہم کا ثواب حاصل کرلیا ہے۔ اہل سنت کے عقیدہ پر رہتے تو اس توہین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ثواب سے محروم ہوجاتے۔

اچھا نیلوی صاحب اور آپ کے چیلے چانٹے اور معین فین اور ان کی معنوی ذریت ذرا یہ بتائیں کہ جب قول وفعل صحابی حجت نہیں یعنی شرعی دلیل نہیں کہ کوئی مسئلہ دین کا قول وفعل صحابیؓ سے ثابت کیا جاسکے تو تابعی اور تبع تابعین کا تو بطریق اولیٰ دلیل نہ ہوگا۔ فرمایئے! جب رسول خدا ﷺ نے دعویٰ نبوت کا فرمایا تھا کہ میں خدا کا رسول ہوں، آخری نبی ہوں، خاتم النّبیین ہوں، قرآن آخری کتاب ہے، میری شریعت آخری شریعت ہے تو اس وقت تین فرقے تھے اور صرف تین ہی تھے۔ اوّل اہل کتاب یہود ونصاریٰ، دوئم مشرکین عرب، سوئم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم۔ ان میں سے آپ کو کس کا قول مقبول ومنظور ہے اور آپ کے نزدیک حجت ہے۔ اہل کتاب معاذ اللہ ثم معاذ اللہ آپ ﷺ کو دجال سے تعبیر کرتے تھے اور بدترین دشمن تھے۔ مشرکین عرب وہ مجنون وساحر، کاہن سمجھ کر قتل پر تیار تھے۔ اب رہا گروہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا۔ تم نے اور تمہارے ٹولے نے ان کا قول فعل قابل اعتبار نہ سمجھا تو دعویٰ نبوت کی چشم دید جماعت ساقط ہوگئی۔ اب بتایئے کہ آپ کے پاس نبوت کی کون سی دلیل ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا فرمانا کہ رسول خدا ﷺ نے نبوت کا دعویٰ کیا یہ غیر معتبر ہے تو نبوت اور دعویٰ نبوت غیر معتبر۔ لہٰذا تمہارا اس قول کے قائل نبوت سے ایمان ساقط۔ قول صحابیؓ سے نبوت ثابت نہ ہوئی وہ دلیل پیش کریں جس سے آپ لوگوں کا محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت پر ایمان رہ سکے۔

محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت پر چار قسم کے دلائل ہمارے پاس ہیں:

۱...... سابقہ آسمانی کتابوں کی پیش گوئیاں، آپ ﷺ پر صحیح اتری تھیں۔ ان پیش گوئیوں کے آپ صادق امین ہیں۔

۲...... آپ ﷺ کے مقدس معجزات، آپ ﷺ کی نبوت کی بیّن دلیل ہیں۔ جو بغیر تائید باری تعالیٰ صادر نہیں ہوسکتے۔

۳...... آپ ﷺ کی مقدس تعلیم جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کسی محبوب رب العالمین کی تعلیم ہے نہ کسی اور کی۔

۴...... چہارم دلیل نبوت کمالات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم۔

سابقہ کتب آسمانی کی پیش گوئیوں کے ناقل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، معجزات کے ناقل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تعلیمات کے ناقل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، جب ناقلین کا قول غیر معتبر ہوا حجت نہ ہوا تو نبوت محمد رسول اللہ ﷺ سے ایمان ساقط ہوا۔ ایمان گیا جب ناقل اور ناقلین نبوت مجروح ہوئے ان سے اعتماد اٹھ گیا تو منقول عنہ سے اعتماد بطریق اولیٰ اٹھ گیا۔

نبوت کے تینوں دلائل صحابہ کرام ؓ پر موقوف ہیں۔قول صحابہ غیر معتبر ہوا تو تینوں دلائل غیر معتبر ہوئے۔
ہاں شاید نیلوی جماعت مشرکین عرب کا قول معتبر سمجھ لیں کہ شرک سے ان کو محبت بھی بڑی ہے۔ان کا مبارک وظیفہ بھی یا مشرک، یا مشرک، یا مشرک ہے۔اللہ تعالیٰ یا درود شریف سے دوری ہے۔لوگو! خوف خدا کرو۔ یہ سنی نما رافضی ہیں۔نیلوی پیلوی مبلغ روافض ہیں۔سنی بن کر شیعہ مذہب کا پرچار کرتے ہیں۔کیوں نیلوی صاحب! شیعہ حضرات کا یہی عقیدہ صحابہ کرام ؓ کے متعلق نہیں ہے جو جناب اور جناب کی پارٹی کا ہے۔
دوم: نزول قرآن کے چشم دید گواہ صحابہ کرام ؓ ہیں،صحابہ کرام ؓ ہی نے نزول قرآن کا مشاہدہ کیا۔اوّل گواہ نزول قرآن کے ہوئے ہیں۔قرآن کریم انہی سے نقل ہوا۔عالم میں پھیلا اور شائع ہوا اور جس دعویٰ کے گواہ غیر معتبر اور غیر حجت ہوں وہ دعویٰ کب ثابت ہوسکتا ہے بلکہ دعویٰ بھی جھوٹ ہوا۔اب بتاؤ قرآن کریم سے ایمان ساقط ہوا یا نہ ہوا۔آپ کو قرآن کریم کا کتاب اللہ ہونا کس دلیل سے معلوم ہوا وہ دلیل لائیں۔اوّل ناقلین جب قابل حجت نہ ہوئے۔کیوں نیلوی صاحب! یہی مذہب شیعہ کا ہے یا نہیں ہے۔جب یہ مذہب شیعہ کا ہے جس کو آپ اور آپ کی پارٹی اختیار کرچکی ہے تو پھر آپ خود بتائیں آپ شیعہ مبلغ ہوئے یا نہ ہوئے۔
جب نبوت کا دعویٰ غیر معتبر ہوا،نزول قرآن مشکوک ہوا تو آپ جو بڑا دعویٰ کرتے ہیں توحید کا،آپ نے کس دلیل سے توحید باری سمجھ رکھی ہے۔محمد رسول اللہ ﷺ نے ہی تو توحید صحیح ہمیں بتائی۔جب حضور ﷺ کی نبوت آپ کے مذہب میں مشکوک۔نزول قرآن مشکوک،صحابہ ؓ غیر معتبر تو آپ نے اس توحید جس پر ایمان رکھتے ہیں کس دلیل سے سمجھ رکھی ہے وہ دلیل لائیں۔صحابہ کرام ؓ کا واسطہ اٹھ جانے کے بعد میں دیکھتا ہوں کہ آپ کس دلیل سے توحید باری مان رہے ہیں۔صحابہ ؓ کے ساقط ہونے سے توحید باری بھی آپ کے مذہب میں ساقط، آپ نے اصل میں صحابہ کرام ؓ کو ناقابل اعتبار نہیں کہا بلکہ دین کے ہر ہر جزو کو ناقابل اعتبار کہا ہے۔آپ کا ایمان دین کے کسی جزو پر ثابت نہیں ہوسکتا۔جب تک صحابہ کرام ؓ کے سچے اور صحیح غلام نہ بن جاؤ گے اور جب تک اقوال صحابہ کرام ؓ کو دین کی صحیح دلیل قرآن کی صحیح تفسیر حدیث کی صحیح شرح نہ سمجھو گے۔اس وقت تک نہ قرآن پر ایمان ثابت ہوگا نہ توحید پر،نہ نبوت پر،نہ قیامت پر۔بلکہ دین کے کسی جزو پر ایمان ثابت کرنا محال ہے۔
آپ عیسائیوں کے بھی مبلغ ہیں،حیات عیسیٰ اور موت رسول کریم ﷺ کی ثابت کرکے آپ عیسائیوں، مرزائیوں دونوں کے مبلغ ہیں۔آپ مرزائیوں،قادیانیوں کے مبلغ اس طرح ہیں کہ جو آیات قرآنی،وفات حضرت عیسیٰ پر پیش کرکے حضرت عیسیٰ ؑ کی وفات ثابت کرتے ہیں اور علمائے کرام ان کو بتوں پر محمول کرکے جواب دیتے آئے۔نیلوی صین فین اور ان کی معنوی اولاد نے انہی آیات قرآنی کو پڑھ کر اسی طرح استدلال کرتے آرہے ہیں جس طرح قادیانی کرتے تھے اور کرتے ہیں۔قادیانیوں نے عدم سماع پر اور وفات حضرات انبیاء علیہم السلام پر انہی آیات سے بالکل اس طرح استدلال کیا جس طرح اب یہ فرقہ باطلہ کررہا ہے۔درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔
کیوں نیلوی وڈاکٹر عثمانی وغیرہ! آپ اور قادیانیوں میں کیا فرق ہے۔جب ان کی اور آپ کی کلام میں فرق نہیں تو تم کو مبلغ قادیان اور قادیانی کہنے میں کیا حرج ہے۔
اب رہا عیسائیوں کا مبلغ ہونا در پردہ عیسائی مذہب کی تبلیغ کرنا۔مخلوق کو دھوکہ دینا کہ ہم توحید وسنت کی اشاعت کررہے ہیں۔ٹھیک ہے یہ نام اگر آپ لے کر مرزائیوں اور عیسائیوں کی نہ کریں تو آپ کی بات کو سنے کون؟

آپ کا مذہب کئی فرقوں کا معجون مرکب ہے۔ صالحیہ، کرامیہ، معمریہ، بلریہ، معتزلہ، خارجیہ، رافضیہ وغیرہ۔ کہیں کی اینٹ، کہیں کا روڑا، بھان متی نے فرقہ جوڑا!

صالحیہ اور کرامیہ باطل فرقوں کا یہ مذہب ہے۔ خاص کر فرقہ کرامیہ کا کہ جب نبی رسول مرگیا تو نبوت رسالت بھی اس کی مرگئی۔ چونکہ نبوت رسالت صفت وجودی ہے۔ یہ وجود موصوف کو چاہتی ہے۔ جب وجود موصوف موجود ہی نہیں تو نبوت بھی موجود نہیں رہے گی۔ لہٰذا اب صحیح کلمہ یوں ہوگا (لا الہ الا اللہ کان محمد رسول اللہ) یعنی یہ کلمہ حکایت ہوگا۔ حال زمانہ ماضیہ کی کہ محمد رسول اللہ ﷺ خدا کا رسول تھا زمانہ ماضی میں۔ اسی طرح جو کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا جاتا ہے وہ بھی زمانہ ماضیہ کی حکایت ہوگا، نہ حقیقی و تحقیقی کلمہ۔ لہٰذا نہ اب بعد موت رسول خدا حقیقی رسول ہیں نہ ہی کلمہ حقیقی کلمہ ہے۔

اسی مسئلے میں (ندائے حق طبع جدید ص ۸۰۴) پر نیلوی صاحب کہتے ہیں: رسالت و نبوت دراصل روح کی صفت ہے نہ (جسد عنصری مع الروح) مطلب یہ ہے نبی کریم ﷺ کا جسم نبی نہیں صرف روح رسول ہے۔ روح ہی نبی ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تمام انبیاء علیہم السلام کے بدن نبوت و رسالت سے خالی رہے۔ نہیں بلکہ یہ ثابت ہوا کہ کسی نبی نے نہ دین کی دعوت دی نہ توحید کی، کیونکہ یہ دعوت تو جسم نبی علیہ السلام کا حصہ زبان دیتی رہی اور جسم کی صفت رسالت نہیں۔ لہٰذا رسول نے رسالت کی دعوت نہیں دی۔

بدن جو غیر رسول ہے وہ دعوت دیتا رہا۔ غیر رسول کی دعوت کا کیا اعتبار۔ پھر یہ صحابہ کی جماعت بھی محض افسانہ ہے۔ کیونکہ نبی اور رسول تو روح ہے کسی صحابی نے روح رسول کی زیارت نہیں کی۔ بدن تو غیر رسول ہے اس کی زیارت سے صحابیؓ کیسے بن گئے۔ یہ سب سازش ہے اصل یہ ہے کہ نہ کوئی رسول آیا نہ کوئی دعوت دی، نہ کوئی امت معرض وجود میں آئی۔ یہ ہے عین غین پارٹی کی توحید، صالحیہ اور کرامیہ کا ریکارڈ بھی مات کر دیا۔

نیلوی صاحب نے اسی پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ یہاں تک کہہ دیا کہ: "صاحب تسکین سے یہ بات بھی مخفی نہ ہوگی کہ انسان اس گوشت پوست ہڈیوں پٹھوں خون وغیرہ کا نام نہیں ہے اور نہ اس ڈھانچہ کا نام ہے جو ہمیں نظر آتا ہے۔" (ندائے حق طبع اوّل ص ۴۰)

یعنی جو نظر آتا ہے وہ انسان نہیں اور جو انسان ہے وہ نظر نہیں آتا۔ اب نیلوی صاحب سے کوئی پوچھے کہ: آپ جو نظر آرہے ہیں انسان تو نہیں ہیں کیونکہ نظر جو آرہے ہیں۔ پھر آپ کیا ہیں۔ غالباً اسی حقیقت کی بنا پر آپ نے اپنے نام کے ساتھ نیلوی کا لفظ بطور لاحقہ لگایا ہے۔ یعنی محمد حسین وہ ہے جو انسان نہیں ہے اس کی نسل اس جانور سے چلتی ہے جس کو پنجابی میں نیلہ کہتے ہیں۔

اور عیسائیوں کی تبلیغ یہ کہ محمد رسول اللہ ﷺ تو مر گئے ان کی نبوت بھی مر گئی، کلمہ بھی مر گیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ رسول موجود ہیں۔ ان کی نبوت بھی زندہ ہے، ان کا کلمہ بھی زندہ ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہئے کہ مردہ نبی کو چھوڑ کر زندہ نبی کے تابع ہو جائیں۔

دوسری طرف مجدد ین شرک نے صالحیہ، کرامیہ، عیسائیہ کے آواز بلند کر کے آمین کر کے شروع کر دیا کہ نبی مر گیا، وجود ختم ہوا، اس وجود کے ساتھ روح کا کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ روح کا تعلق جسم مثالی سے ہے اور وجود محفوظ ہے تو پتھر کی طرح پڑا ہے (معاذ اللہ) اور نیلوی صاحب نے (ندائے حق ص ۲۵۲) پر درفشانی فرمائی، رسول

اکرم ﷺ کی توہین کرتے ہوئے ذرا الفاظ نیلوی کو دیکھیں: ''روایت پیش کرو جس سے ثابت ہو کہ حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے وصیت کی ہو میں مرنے کے بعد زندہ تو ہو جاؤں گا مگر مجھے زندہ درگور ہی رہنے دینا۔''

الفاظ ''زندہ درگور'' توہین پیغمبر خدا ہے۔ جواب آرہا ہے۔ اب مسلمانو اتم خود بتاؤ کہ صالحیہ، کرامیہ، عیسائیہ اور عہد دین شرک کی تبلیغ میں کیا فرق ہے۔ ان تمام کا دعویٰ واحد ہے، دلائل واحد ہیں۔ جب پھل واحد ہے تو درخت شریف بھی واحد۔ اب جمہور مسلمانوں اور اسلام کا عقیدہ سنو: ''الانبیاء لا یموتون بل ینتقلون من دار الی دار ای ینتقلون من دار الدنیا الی دار البرزخ وھم احیاء فی عالم البرزخ یصلون ویتمتعون فیھا بل الموت جسر لھم یوصلھم الی الحبیب'' انبیاء علیہم السلام مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں یعنی دار دنیا کو ترک کر کے دار برزخ کو چلے جاتے ہیں اور وہ عالم برزخ میں زندہ ہیں۔ نمازیں پڑھتے ہیں اور نعمتیں کھاتے ہیں بلکہ موت ان کے لئے بمنزلہ پل کے ہے۔ جو انبیاء علیہم السلام کو اپنے رب العالمین تک پہنچاتی ہے۔

تمام قرآنی آیت اسی پر دال ہیں کہ ہر انسان خواہ وہ انبیاء علیہم السلام ہوں اس دنیا کو چھوڑ کر دار برزخ کو جائے گا۔ موت سے کسی کو انکار نہیں۔ ہم نے کب کہا کہ انبیاء علیہم السلام دار دنیا میں زندہ ہیں۔ ہم کہتے ہیں وہ عالم برزخ میں زندہ ہیں۔ عدم زندگی برزخی پر کوئی آیت دال ہے یا حدیث تو پیش کریں۔ ہم انہیں برزخ میں زندہ جانتے ہیں اور ہمارے پاس اس ثبوت کے لئے دلائل باہرہ موجود ہیں جن میں سے اب میں اس جگہ بھی ایک پیش کرتا ہوں۔ جس میں ذرا انصاف ہوا تو قبول کرے گا۔

''قال تعالیٰ: والذین ھاجروا فی اللہ من بعد ما ظلموا لنبوئنھم فی الدنیا حسنۃ (النحل: ۴۱) وقال النبی ﷺ ما بین بیتی ومنبری روضۃ من ریاض الجنۃ ومنبری علی حوضی'' جن لوگوں نے راہ خدا میں ہجرت کی بعد اس کے کہ ان پر ظلم کیا گیا تھا۔ ان کو ضرور میں زمین میں اعلیٰ اور افضل جگہ دوں گا۔

میرے گھر اور منبر کا درمیانی حصہ جنت کے ٹکڑوں میں سے ایک حصہ ہے اور میرا منبر حوض پر ہے۔

فائدہ: دنیا میں قرآن کی آیات سے واضح ہوا کہ سب سے اعلیٰ جگہ روضہ رسول خدا ہے۔ اوّل اوّل مہاجرین سب مہاجروں کے سردار ہیں۔ آپ اس آیت کے اوّلین مصداق ہیں اور حدیث نے واضح کر دیا کہ وہ اعلیٰ اور افضل جگہ روضہ رسول ہی مراد ہے۔ جو جنت کا ٹکڑا ہے اور تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ محدثین، مفسرین، فقہاء کرام اور متکلمین کا۔ جس مقام میں آپ ﷺ مدفون ہیں اس کی شان کعبۃ اللہ سے، کرسی سے، عرش سے، جنت سے اعلیٰ ہے۔ چونکہ یہ ٹکڑا جنت الفردوس سے دنیا میں آیا ہے۔ دنیوی احکام میں اس کے لوازمات اور احکامات سلب کر لئے گئے۔ مگر برزخ جو حصہ ابتدائی قیامت کا اس میں وہ احکام بدستور جاری وجاری ہیں۔ حوالہ جات حیات برزخیہ اور حیات انبیاء علیہم السلام میں دیکھیں یا مرقات شرح مشکوٰۃ دیکھیں، شامی دیکھیں، نسیم الریاض دیکھیں، زرقانی وغیرہ۔

علماء نے اس امر کی بھی تصریح کی ہے کہ جو مرکز ہے جسم رسول اکرم ﷺ کا اس کی شان جنت الفردوس سے بھی افضل ہے اعلیٰ ہے تو روح اقدس رسول اکرم ﷺ جنت الفردوس اعلیٰ مقام کو چھوڑ کر کسی دوسرے مفضول مکان کو کیسے قبول کرے گا۔ لہٰذا روح رسول کا تعلق پختہ اس مکان سے بھی ہو گیا جو افضل ترین ہے اور وہاں ہی وجود رسول اکرم ﷺ ہے اور وجود رسول اکرم ﷺ بفرمان رسول خدا ﷺ ''ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل

اجساد الانبیاء" زمین پر خدا تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کے وجود کو کھانا۔ اس میں سوائے مجدد ین شرک کے کسی کو اختلاف نہیں ہے۔

دوم: جب یہ ثابت ہو گیا کہ روضہ اقدس اور بمعہ منبر روضہ کے یہ تمام جنت کا ٹکڑا ہے تو جنت میں موت نہیں۔ موت دنیا کے لئے ہے۔ جنت میں سب زندہ۔ لہٰذا مع صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما رسول خدا زندہ ہیں۔

سوم: جنت کی کسی چیز پر تغیر تبدل نہیں آتا وہ داخل ہونے سے لے کر آخر تک صحیح ہی رہے گی۔ جیسا کہ قرآن کریم میں موجود ہے۔"قال یا آدم هل ادلک علی شجرة الخلد و ملک لا یبلی (طٰہٰ:۱۲۰)" شیطان نے کہا اے آدم علیہ السلام کیا میں ہمیشہ رہنے والے درخت پر دلالت یعنی رہنمائی نہ کروں اور ایسے ملک پر جو ہمیشہ یکساں رہے گا۔

"ان لک ان لا تجوع فیها ولا تعریٰ و انک لا تظمؤا فیها و لا تضحٰی (طٰہٰ:۱۱۸، ۱۱۹) وقال: و فاکهة کثیرة لا مقطوعة و لا ممنوعه (الواقعة:۳۱)" اے آدمؑ اس جنت میں آپ کو نہ پیاس ہو گی نہ کپڑا بوسیدہ ہو گا نہ دھوپ ہو گی ہو گی اور نہ بھوک ہو گی۔ جنت کے پھل بہت ہوں گے جو ختم نہ ہوں گے اور منع نہ ہوں گے۔

قرآن کریم سے ثابت ہوا کہ جنت کی ہر چیز دائمی ہے فانی نہیں۔ حادث ہے کیونکہ وہ ملک ایسا ہے جس پر نہ فنا ہو گی نہ تغیر و تبدل ہو گا نہ ہی اس کی اشیاء پر فنا ہو گی۔ نہ تغیر و تبدل ہو گا۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ وجود رسول زندہ ہے۔ اس میں تغیر و تبدل ہونا محال ہے۔

سوم: جنت میں نیند نہیں کہ غفلت ہو، نیند اخت موت ہے۔

چہارم: روح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مشاہدہ باری و انوار و تجلیات باری میں اس قدر منور اور مستغرق ہے کہ اس کا اثر بدن پر بھی پڑتا ہے جیسا کہ آگ میں لوہا جائے تو لوہے کا رنگ اور آگ کا رنگ ایک ہو جاتا ہے۔ بوجہ اثر اندازی روح کے، بدن بھی روح کی شکل اختیار کر لیتا ہے اور روح بدن کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ یعنی روح بذات خود برزخ میں مکلف ہو جاتا ہے جیسا کہ بدن دنیا میں بذات خود مکلف تھا تو بدن پر موت کا اثر جو ہوا وہ استغراق کی حالت کی طرح ہوا اور اب بھی بدن بوجہ تعلق روح اور اثر روح تجلیات باری میں استغراق میں ہوتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام دنیا میں جب سوتے تھے تو حالت استغراق میں ہوتے تھے نہ کہ قلب غافل ہوتا تھا جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:"تنام عینای و لا ینام قلبی" میری آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتا۔

دیکھ لیا جہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مرکز ہے قیام گاہ ہے اور جہاں آپ مکین ہیں کی شان جنت الفردوس سے اعلیٰ ہے مگر نیلوی صاحب مجدد مشرک، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کہتا ہے" زندہ در گور" اس مجدد مشرک کے قلم کو سانپ ڈستا تھا اگر کہتا زندہ در جنت الفردوس ہیں۔

مگر اس کے دل میں توہین انبیاء علیہم السلام کی گندگی بھری ہوئی تھی وہ اس کو کیسے کہنے دیتی۔ یہی وجہ ہے کہ جنت الفردوس کو گور کہہ رہا ہے۔ یہ ٹکڑا قیامت میں جنت الفردوس میں رکھا جائے گا اور اسی میں آپ مکین ہوں گے جس میں آج مکین ہیں۔

نیز یہ مجدد ین شرک صرف روافض، قادیانیوں اور عیسائیوں کے مبلغ نہیں بلکہ یہ پرویزی فرقہ کے بھی مبلغ

اعظم ہیں۔ مولوی محمد امیر اور مولوی محمد حسین نیلوی کی کتاب (شفاء الصدور ص ۲، ۱۰۳ و ۱۰۳) "ویعلم ان الحجة هی قول النبی ﷺ او فعله او تقریره دون اقوال الرجال والهامهم وکشوفهم وقیاسهم ومنامهم وما ذکرنا فی هذا الباب منها اقوال الرجال ومنها افعالهم ومنها کشوفهم ومنها منامهم ثم منها موضوعة ومنها منکرة واما اخبار الرسول الصحیحة قلیلة جدا فان التواتر وتلک القلیلة ایضاً ساقطة او مؤلة اذهی تخالف النصوص عمل الصحابة" (ان کا اپنا ترجمہ) یہ بھی معلوم ہے کہ حجت قول و فعل و تقریر رسول ﷺ تو بن سکتی ہے بزرگوں کے اقوال نہ ان کے الہام، نہ کشف، نہ خوابیں، نہ قیاسات متفرعہ اور جتنی روایات آثار وغیرہ گزرے ہیں خوابیں ہیں یا کشف اور اخبار رسول ﷺ صحیح کہاں؟ وہ بھی نصوص قطعیہ اور عمل صحابہ رضی اللہ عنہم کے مخالف، تواتر کہنا ان کے بارے میں کیسے صحیح ہو سکتا ہے۔"

یہ ترجمہ جو میں نے نقل کیا ہے وہی ہے جو مولوی محمد امیر بندیالوی نے کیا ہے۔ جو سارے کا سارا غلط ہے۔ اس غریب کو تو ہدایت النحو پر بھی قدرت نہ تھی۔ اپنے رسالے کا نام جو رکھا اس سے ظاہر ہے کہ یہ غریب تو علم سے واقف ہی نہ تھا، نام رسالہ "اقوال المرضیہ" جس کو یہ بھی خبر نہیں کہ یہ ترکیب اضافی ہے یا توصیفی یعنی مرضیہ بیگم کے اقوال۔ کیا خوب!

فائدہ: ان دونوں مجددین و مجتہدین شرک کی عبارتوں سے بڑے بڑے پوشیدہ راز ظاہر ہوئے جو ان کے عقائد کی قلعی کھولتے ہیں۔ غور کرنا:

۱...... کوئی حدیث رسول متواتر نہیں ہے۔ سب اخبار احاد ہیں۔

۲...... صحیح حدیثیں رسول اکرم ﷺ کی اقل قلیل ہیں۔

۳...... یہ اقل قلیل قابل اعتبار ہی نہیں۔ تمام بے کار اور ساقطۃ الاعتبار ہیں۔

۴...... اگر کوئی قلیل ایک آدھ حدیث صحیح نکل بھی آئے تو قابل اعتبار نہیں کہ اس میں تاویل ہو سکتی ہے اور ساقطہ مؤلہ ہے۔ یہ قضیہ مانعۃ الخلو ہے۔ مانعۃ الجمع نہیں ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ یہ حدیثیں رسول خدا کی مؤل اور ساقط اعتبار ہیں۔ یعنی حدیث رسول ﷺ کی اوّل ان مجددین شرک نے تاویل کی اس کے بعد ان کو ساقط قرار دیا۔

۵...... یہ کہ تمام حدیثیں رسول کریم ﷺ کی قرآن کریم کی صاف صاف صریح نصوص قطعیہ کی مخالف ہیں۔

دوم یہ حدیثیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل کے مخالف ہیں۔

نیلوی صاحب اور بندیالوی صاحب کی نقل کردہ عبارت سے یہ احکام واضح ہوئے۔

۱...... یہ کہ رسول خدا کی تمام زندگی میں رسول خدا ﷺ سے کوئی فعل اور قول عمل صادر نہیں ہوا جو رضائے الٰہی کے موافق ہو۔ بلکہ ساری زندگی رسول خدا ﷺ کی اللہ کی مخالفت اور خلاف ورزی میں گزری اور خدا تعالیٰ کا ایک حکم بھی رسول خدا نے نہیں مانا۔ جیسا ان کی عبارت ظاہر کرتی ہے "اذھی تخالف النصوص" کیونکہ یہ حدیثیں رسول خدا ﷺ کی، قرآن کی صاف اور صریح آیات مخالف ہیں اور حدیث نام ہے قول رسول، فعل رسول اور عمل رسول ﷺ کا یعنی رسول خدا ﷺ کے یہ تینوں فعل خدا کی مرضی اور قرآن کے خلاف صادر ہوئے۔ (نعوذ باللہ)

۲...... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی پوری زندگی قول رسول ﷺ، فعل رسول، عمل رسول، تقریر رسول ﷺ کے خلاف بسر کی۔ پہلے ان مجددین شرک نے خدا اور رسول ﷺ کے درمیان دشمنی ظاہر کی۔ یعنی خدا نے رسول نہیں بھیجا

ایک دشمن پیدا کر دیا۔ (معاذ اللہ) مخالفت ثابت کی کہ قرآن، حدیث کے مخالف ہے اور حدیث، قرآن کے خلاف۔ پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور رسول خدا ﷺ میں عداوت، دشمنی اور مخالفت ثابت کی۔ یعنی رسول ﷺ تو قرآن اور خدا کے مخالف اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول کے مخالف۔ اب میں علماء سے درخواست کرتا ہوں کہ دین شریعت محمدی کہاں سے حاصل ہوئی۔

۶ ...... قیاسات فقیہہ کا علم جو دفتر کے دفتر موجود ہیں جس کو علمائے مجتہدین نے خداداد اجتہادی قوت کے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ سے اخذ کیا۔ جس پر دین کا مدار ہے وہ سارے کا سارا بیکار اور نا قابل اعتبار رہا۔ کیونکہ یہ بھی اقوال الرجال میں سے ہے۔ نیز ان مجتہدین نے تو صاف قیاس بول کر ساقط کر دیا۔ جب حدیث غیر معتبر کر دکھائی تو قیاس مجتہد کی کیا ہستی ہے۔

۷ ...... یہ کہ قرآن کریم کی چودہ صدیوں میں بغیر ان مجددین شرک کے کسی نے نہیں سمجھا اور آج تک کسی متنفس نے منہ سے یا قلم سے یہ نہیں نکالا کہ احادیث رسول ﷺ پوری پوری غیر معتبر اور نا قابل اعتبار اور ساقط ہے۔ کیونکہ قرآن کی نصوص کے مخالف ہیں۔ نہ ہی یہ بات کسی محدث نے، نہ مفسر نے سمجھی، نہ ہی کسی کی سمجھ میں آئی۔ میں ان سے حیران ہوں کہ جب یہ اخباروں، اشتہاروں اور رسالوں میں جلسہ اشاعۃ التوحید والسنۃ کا نام لے کر لکھتے ہیں کہ سنت جب ساقط ہوگی غیر قابل اعتبار ہوگی۔ عمل صحابہ رضی اللہ عنہم کی صریح مخالف ہوئی تو لوگوں کو کیونکر اشاعۃ السنۃ کا دھوکا دیا جاتا ہے۔

جس طرح دیوبندی کہہ کر دھوکا دیا جاتا ہے اور اس کے نام پر گداگری کی جاتی ہے اور میں اس سے بھی حیران ہوں جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا کہ ان دونوں مجددین شرک نیلوی اور بندیالوی نے لکھا ہے قول، فعل، عمل صحابہ رضی اللہ عنہم حجت نہیں، قابل اعتبار نہیں تو اب عمل صحابہ رضی اللہ عنہم کا نام لے کر حدیث کو کیوں کر گرایا۔ قول رسول، فعل رسول ﷺ بیکار رہا۔ قول صحابی رضی اللہ عنہ، فعل صحابی رضی اللہ عنہ غیر معتبر ہوا بتاؤ دین کس سے لیا۔ یہ دونوں مجددین شرک چوہدری غلام احمد پرویز سے بھی چار قدم آگے بڑھ گئے۔ مگر رہے پھر بھی دیوبندی ہی؟ ان پرویزی مبلغین کا حال دیکھو۔ حدیث کا مطلق انکار ہے خوب غور کرو حدیث کا انکار نہیں ہے انکار رسول ﷺ ہے، تکذیب رسول ﷺ ہے۔

شاباش! ارڑارٹ صفا باقی رہا خدا!

رسول اکرم ﷺ کی توہین میں ''زندہ درگور'' کے الفاظ سن لئے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توہین سن لی۔ حدیث رسول اکرم ﷺ کا انکار سن لیا۔ قول فعل کی عزت دیکھ لی۔ اب تمام سلف صالحین جو صحابہ کرام ﷺ اور تابعین و تبع تابعین ہیں۔ اسی طرح جمہور بھی دو قسم کے ہیں۔ جمہور سلف صالحین اور جمہور خلف، متاخرین۔ اب تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک علماء گزرے ہیں ان کی توہین و تحقیر بھی سن لیں۔

ملاحظہ ہو (ندائے حق ص ۱۴) ان قطعیات و یقینیات کے ہوتے ہوئے کسی سلف یا خلف اکابر یا اصاغر جماہیر ہوں یا مشاہیر کا قول فعل حجت نہیں بن سکتا۔

پھر اسی ندائے حق پر یوں گوہر افشانی فرمائی: ''فرضی سلف، فرضی جمہور، فرضی اکابر۔''

نوٹ: (ص ۱۶) کی عبارت سے کافی فوائد ظاہر ہوئے: عدم سماع موتی کی آیات قرآنی عدم سماع پر قطعی اور یقینی طور پر دلالت کرتی ہیں۔ خلاصہ یہ ہوا کہ مولوی محمد امیر نیلوی صاحب، شیخ القرآن اور عنایت اللہ شاہ گجراتی سے پہلے ان آیات سے عدم سماع نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سمجھا، نہ تابعین نے، نہ جمہور علماء نے، نہ اکابرین، نہ مشاہیر

علماء نے، نہ اصاغر نے، نہ خلف نے، نہ کسی مفسر نے، نہ محدث نے، نہ کسی متکلم نے، نہ کسی فقہی مجتہد نے اور نہ اصولیوں نے ہی سمجھا۔

محدث کبیر حافظ العصر حضرت انور شاہ صاحب نے مشکلات القرآن کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ قرآن کریم کی دو لاکھ سے زائد تفسیریں لکھی گئیں ہیں۔ اوّل کسی نے ان آیات سے جو بزعم خود مجددین شرک عدم سماع موتی پر پیش کر رہے ہیں جو قطعی اور یقینی دلالت بھی کرتی ہیں عدم سماع پر ان دو لاکھ میں سے کسی ایک مفسر نے نہ سمجھا خاص کر عندالقبر سماع وجواب سلام کا رسول اکرم ﷺ کا، ان آیات سے نہ سمجھا نہ ہی کسی نے اشارہ تک کیا کہ رسول خدا ﷺ کے سماع عندالقبر کی نفی پر یہ آیات قطعی اور یقینی طور پر دال ہیں کہ رسول خدا ﷺ عندالقبر بھی نہیں سنتے۔ ہاں! مجددین شرک ایک ہی جواب دے سکتے ہیں کہ سمجھتے تو سب تھے مگر ظاہر نہیں کرتے تھے۔ دین شیعہ رکھا کتمان حق کیا کرتے تھے۔ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)

مجددین شرک کی معنوی ذریت بھی جواب عام دیا کرتے ہیں۔ ٹھیک ہے۔

دوسری بات جو بڑی ظاہر کی ہے مجدد صاحب نے وہ یہ ہے کہ نہ کسی صحابیؓ، نہ کسی تابعی، نہ کسی تبع تابعی، نہ کسی امام، نہ مجتہد نہ مفسر، نہ محدث، نہ فقیہہ نہ اصولی کا قول وفعل ودلیل حجت نہیں تو دوسروں کو کون قبول کرتا ہے۔ اب ان سے پوچھو دین تو ہم کو بطور توارث اور تواتر توارثی سے ملا ہے اور دین نام ہے تعامل امت مرحومہ کا امت نے جو ہم اوّل تھے اس نے دین پر عمل کس طرح کیا۔ لوگوں کو تبلیغ سے کس طرح بتایا۔ ہم نے دین کو صرف الفاظ قرآنی سے یا صرف الفاظ حدیث سے نہیں سمجھا بلکہ تعامل امت کو ساتھ ملایا۔ دین تعامل امت سے سمجھا، قرآن حدیث کو ہم نے بطور توارث سمجھا۔ اختلاف لفظ میں صیغہ اور آیت میں پیدا ہوا تو ہم نے اکابرین سلف صالحین، جمہور ومشاہیر امت کی طرف رجوع کیا کہ انہوں نے اس کا کیا مفہوم معنی مطلب بیان کیا ہے۔ اوّل گزر چکا ہے کہ جس طرح قرآن وحدیث کے الفاظ کی امت نے حفاظت کی ہے۔ اسی طرح قرآن وحدیث کے معنی شرح اور تفسیر کی بھی حفاظت کی ہے۔ آج کوئی سلف صالحین اکابرین جمہور سے ہٹ کر قرآن کی تفسیر یا حدیث کی شرح اپنی رائے سے بیان کرتا ہے اپنے مطلب کے لئے ہم اسے زندیق اور ملحد کہتے ہیں۔

تیسری بات اب ان مجددین شرک سے پوچھو کہ جب حدیث رسول تو سب ساقط کر دی تم نے، غیر معتبر ہوئی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک کسی عالم کا قول وفعل حجت نہ ہوا تو آپ نے دین کہاں سے لیا وہ دلیل پیش کریں۔ جس سے تم نے قرآن کو خدا کی کتاب سمجھ رکھا ہوا اور دین کو دین حق سمجھ رکھا ہے۔ قرآن اور دین آپ کو کس نے دیا۔ آپ کا دین تو خانہ زاد ہے آپ کا دین دین محمدی ﷺ تو ثابت ہوسکتا ہی نہیں۔ شرک وبدعت، سماع عدم سماع کی بحث بعد کو کریں۔ اوّل اپنے دین کا ثبوت دیں۔

دین فرضی چیز ہے؟

(ندائے حق ص ۱۵) کی عبارت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعی، تبع تابعی اور جمہور علماء ومجتہدین سب فرضی ہیں۔ یعنی ایک موہومی چیز فرضی کا نام صحابیؓ، تابعی وغیرہ رکھ دیا ہے۔ جیسا ان کی عبارت سے عیاں ہے۔ جب یہ تمام سلف سے خلف تک فرضی نام ہیں۔ نہ کوئی صحابیؓ ہوا، نہ تابعی، نہ تبع تابعی تو دین تو بطریق اوّل فرضی۔ جن سے

دین آیا ان پر اعتماد تو بجائے خود رہا ان کے وجود ہی فرضی ہوئے۔ تو ان سے جو دین ملا وہ بھی فرضی ہو۔ شاباش مبارک ہو!

ہم بعد والوں نے دین کتابوں سے پڑھا۔ علماء ومشائخ سے حاصل کیا۔ ان سے کتابیں پڑھ کر کئی سو سال بعد اور صحابہ کرام ﷡ نے پورا دین زبان رسول اللہ ﷺ سے حاصل کیا۔ براہ راست بغیر کسی واسطے کے۔ صحابہ کرام ﷡ لسان یعنی زبان رسول خدا ﷺ ہیں اور بازوئے رسول خدا ﷺ ہیں۔ انہوں نے جو زبان رسول اکرم ﷺ سے سنا آگے بیان کردیا۔ قول رسول کو تو قول صحابی ؓ قول رسول ہوا اور فعل وعمل رسول خدا ﷺ کے ساتھ کیا ان کا فعل وعمل بھی فعل وعمل رسول ﷺ ہے۔ رسول خدا ﷺ کے ساتھ نمازیں پڑھیں، جہاد کیا، حج ساتھ کیا، روزہ ساتھ رکھا، ان کا یہ فعل وعمل حقیقتاً فعل رسول خدا ہے۔ مجدد دین شرک نے قول صحابی ؓ، فعل صحابی ؓ دونوں ساقط کردیئے۔ قول صحابی ؓ جو قول رسول ﷺ سے حجت نہیں اسی طرح فعل صحابی ؓ حجت نہ ہوا۔ صحابہ کرام ﷡ کے قول وفعل کے ساقط کرنے کے بعد زبان رسول کٹ گئی، بازوئے رسول ﷺ کٹ گئے۔ تمام دین زبان رسول ﷺ سے یا فعل وعمل رسول ﷺ سے ثابت تھا وہ دونوں ختم ہوگئے دین کا وجود ختم ہوگیا۔

اوّل ان حضرات نے قول وفعل صحابہ ﷡ کو رد کیا اور انکار کیا۔ اب ان کی صحابیت تابعین کی تابعیت اور تبع تابعین کی تبع تابعیت کا انکار کیا۔ جمہور علماء محدثین، مفسرین، فقہاء مجتہدین کے علوم کا انکار کیا کہ سب فرضی صحابی ؓ، فرضی محدث ومفسر ہیں۔ میں علماء سے پوچھتا ہوں کہ خدا کے لئے اب تم ہی بتاؤ۔ دین اسلام کی انہوں نے بیخ وبن اکھاڑ کر رکھ دی ہے یا نہیں۔ کیا کوئی کسر باقی ہے؟ کیا یہی عقیدہ روافض کا صحابہ ﷡ کے متعلق نہیں۔ کیا یہ عقیدہ پرویز کا نہیں۔ خدا کے لئے بتاؤ کہ یہ حضرات ان کے مبلغ ہیں یا اسلام کے اور پھر بھی یہ دیوبندی ہیں۔

ان کی دیوبندیت بالکل اسی طرح ہے جس طرح ایک بار پنڈت نہرو نے دلچسپ تقریر کی تھی اور خود نوشت سوانح کے اردو ترجمہ میں لکھا ہوا ہے کہ ہندو مذہب بھی عجیب مذہب ہے کہ وہ آدمی کا پیچھا کسی طرح نہیں چھوڑتا۔ میں کسی مذہب پر بلکہ خدا پر بھی یقین نہیں رکھتا لیکن اس کے باوجود ہندو ہوں اور مذہب میرے ساتھ چمٹا ہوا ہے۔ ان حضرات کا حال بھی یہی ہے۔ وہ صحابہ ﷡ بلکہ تمام سلف صالحین کے اقوال وافعال بلکہ ان کی صحابیت کے بھی منکر ہیں۔ مگر پھر بھی دیوبندیت ان کے ساتھ چمٹی ہوئی ہے۔ اب ذرا دیوبندی بھی ان کی زبان وقلم سے اپنی عزت سن لیں۔

(ندائے حق ص ۶۷) پر ہے: "یہ بناسپتی دیوبندی فرماتے ہیں۔"

یعنی جو اصل دیوبندی ہیں وہ ان کے نزدیک بناسپتی دیوبندی ہیں۔ پھر کہتے ہیں "وہ لوگ اپنے مسلک کی تائید میں کسی ایرے غیرے نتھو خیرے کا قول کہیں نہ کہیں ڈھونڈ نکالتے ہیں۔"

فائدہ: یہ حضرت نیلوی جمہور علماء، مجتہدین، مفسرین، محدثین اور فقہاء کو ایرے غیرے کے الفاظ سے نواز رہے ہیں۔ یہ مجدد دین شرک گستاخ ہی صرف عالم ہیں۔ یہ صاف توہین ہے تمام علمائے کرام اہلسنت کی۔

اسی (ندائے حق ص ۶۸) پر یوں درفشانی فرماتے ہیں: "یہود ونصاریٰ بھی تورات انجیل کو چھوڑ کر اپنی ہاتھ سے لکھی ہوئی پوتھیاں ہی پیش کرتے ہیں۔"

کیوں نیلوی صاحب! جو کتاب ہاتھوں سے لکھی جائے وہ پوتھی ہو جاتی ہے۔ سب سے اوّل یہ بتاؤ کہ ندائے حق پوتھی آپ نے اپنے ہاتھوں سے لکھ کر اس پوتھی میں نہ انبیاء علیہم السلام کو جناب نے معاف کیا، نہ شہداء، اولیاء، صلحاء کو معاف کیا۔ حتیٰ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین تبع تابعین جمہور علمائے امت تک کو نہ بخشا۔ آپ کی اس پوتھی نے آپ کے عقیدے کا بھانڈہ پھوڑ کر رکھ دیا۔ آپ نے امت محمدیہ کو جو یہود و نصاریٰ سے تشبیہ دی۔ اس نے آپ کو ننگا کر کے رکھ دیا۔ آپ کے نزدیک جو شخص بخاری، مسلم، صحاح ستہ پر عمل کرتا ہے وہ پوتھیوں پر عمل کرتا ہے۔ یہ بھی ہاتھوں سے لکھی ہوئی ہیں۔ اب قرآن کریم کی باری آتی ہے۔ اس پر آپ کا فتویٰ صادر ہوتا ہے۔

(ندائے حق ص ۲، ۳) پر لکھا ہے: ''صاحب تسکین جمہور کا بہت دلدادہ ہونے کے باوجود ایک ضعیف حدیث کا سہارا لئے بیٹھے ہیں۔ کیوں جناب! جمہور کے مذہب کی مدار ضعیف حدیثوں پر ہوتی ہے۔ جب عود روح کا مسئلہ آیا تو جمہور کا نام لیا اور ضعاف حدیثوں کا سہارا لیا جن کے ضعف کا اقرار خود حضرت نانوتوی نے کیا۔ جب قبر نبی ﷺ سلام وصلوٰۃ کا مسئلہ آیا جب بھی جمہور کا نام لیا اور من گھڑت حدیث کا سہارا لیا۔ اب باری آئی توسل بالذات والاموات کی۔ اس میں بھی جمہور کا نام لے کر اس من گھڑت حدیث کو اپنا مستدل بنایا۔ اگر جمہور کا یہی حال ہے تو ہم ایسی جمہور کی اتباع سے رہے۔ ہم جمہور سے علیحدہ ہی اچھے ہیں۔ ہم ایسے جمہور کے عاشق نہیں ہیں۔ ہم کو قرآن سنت واجماع مجتہدین کافی ہیں۔ یہ جمہور زنبور کشف خوابیں جنگلیوں کا مذہب آپ کو نصیب۔''

فائدہ: وظائف نبوت سے قرآن کریم نے تین وظائف بیان فرمائے ہیں: ''یتلوا علیھم اٰیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب (الجمعۃ: ۲)'' یعنی تلاوت کتاب نمبر ا، دوم تعلیم و تعلم حکمت، یعنی سنت، سوم تزکیہ و تطہیر نفوس۔ معلوم ہوا کہ تلاوت آیات کتاب کے علاوہ تعلیم کتاب وحکمت کوئی جدا چیز ہے ورنہ جدا کرنے کا کوئی معنی ہی نہ تھا۔ بذریعہ واؤ عاطفہ کے۔ اسی طرح تزکیہ نفس و تطہیر نفس، تعلیم کتاب و تعلیم حکمت کے علاوہ تزکیہ نفس کوئی اور چیز ہے۔ رسول کریم ﷺ نے دنیا سے جاتے وقت اس وحی کی امانت کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سپرد کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قرآن کریم کی حفاظت سینوں اور سفینوں میں کی۔ بعد کی امت نے اس طرح حفاظت کی دنیا کا کوئی مذہب اس کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہے۔

قراء اور حفاظ نے تلاوت اور قرأت کی، الفاظ قرآن ادائیگی حروف اور لب ولہجہ کی حفاظت کی۔ تعلیم کتاب وسنت کی حفاظت مفسرین نے تشریح وشرح حدیث والفاظ حدیث کی حفاظت کی۔ متکلمین نے ایمان وایمانیات اور عقائد کی حفاظت کی۔ فقہاء مجتہدین نے قرآن وحدیث میں غوطہ لگا کر احکام کے موتی نکالے۔ ان جزیاتی اجتہادی احکام کو مدون کیا۔ ان کی حفاظت کی۔ تزکیہ صوفیہ کرام نے لیا۔ حال رسول ﷺ، رسول ﷺ کی قلبی کیفیات، رسول ﷺ کی اندرونی سوز گداز رسول ﷺ کی حفاظت نسبت احسانی کو محفوظ رکھا۔ روح رسول ﷺ وقلب سے بحث کر کے ان کی حفاظت کی۔ علمائے صرف ونحو ومعانی نے اشتقاق ولغت نے ان علوم کی تدوین کی۔

غرض جس گوشہ سے دین کی حفاظت کی ضرورت پیش آئی اس کو پورا کیا اور اس اسلامی باغ کو سدا بہار اور سرسبز وشاداب بنایا۔ اس اسلامی باغ میں اگر کوئی غلط وگندہ بوٹا پیدا ہوا جو باغ اسلامی کو نقصان دیتا ہو تو اس کو علمائے امت نے بیخ وبنیاد سے اکھاڑ پھینکا اور اسلامی باغ میں ہمیشہ گندے پودے پیدا ہوتے رہتے ہیں اور مذکورہ ائمہ مجتہدین اور مفسرین، محدثین، فقہاء کرام، صوفیہ عظام، متکلمین انہیں اکھیڑتے رہتے ہیں۔ جنہیں آج نیلوی صاحب

زنبور کہہ رہے ہیں اور اپنے بھنگ کے پودے کو دین پکار رہے ہیں۔ نیلوی صاحب کو یہ ہوش نہ آیا کہ جس غلاظت اور غیروں کا سڑا ہوا ملغوبہ عیسائیوں اور قادیانیوں اور کرامیہ، صالحیہ اور روافض کے افکار و عقائد کو لے کر دین اسلام میں داخل ہو کر اس کو دین کہہ رہے ہیں۔ یہ کہاں تک صحیح ہو سکتا ہے۔

دوسروں کی غیر مذاہب کی نجاست کو لے کر مسلمانوں کو مشرک گری میں پوری زندگی بسر کر دی اور صلحاء امت کی توہین کا بیڑا اٹھالیا۔ خدا کی قسم اسلام میں بڑے بڑے بڑے فرقے پیدا ہوئے مگر اتنی توہین صلحاء امت کی کسی نے نہیں کی، جتنی مجددین شرک نے کی ہے۔ شیعہ نے صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توہین میں عمر ضائع کی۔ مگر اس فرقہ مجددین شرک نے نہ حضرات انبیاء علیہم السلام کو معاف کیا نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نہ شہدائے عظام کو اور نہ اولیاء اللہ کو نہ صلحاء امت کو۔ حتیٰ کہ کسی صاحب قبر کو بھی نہ بخشا۔

۱...... جس کتاب میں سماع موتی کا جواز مذکور ہو یا کسی ولی اللہ کی کرامت کا ذکر ہو یا انبیاء علیہم السلام کی حیات وسماع کا ذکر ہو یا ان کی فضیلت کا ذکر اس کتاب سے تمسخر اڑایا جاتا ہے جیسے کتاب الروح ابن قیم۔

۲...... ان کے نزدیک حدیث کی صحت وسقم اور ضعیف ہونا یا موضوع ہونا سند پر نہیں نہ جرح راویوں پر ہے بلکہ صرف سماع موتی پر یا فضیلت انبیاء علیہم السلام خاص کر فضیلت وشان محمد رسول اللہ ﷺ اور سماع صلوٰۃ وسلام عندالقبر وقت روضہ اطہر پر حاضری کے یا حیات انبیاء علیہم السلام ہے۔ جس حدیث میں فضیلت رسول اکرم ﷺ موجود ہو یا حیات نبی کریم ﷺ کا ذکر ہو وہ حدیث ان کے ہاں موضوع ہیں یا کم از کم ضعیف تو ضروری ہے۔ مدار صحت وسقم حدیث کا حیات انبیاء یا فضیلت انبیاء نہ سنو گے۔ یا مشرک یا مشرک کا ذکر ہو گا یہ ان کا درود ہے۔

جو کتاب ردی کی ٹوکری میں ڈال کر پھینکنے کے قابل ہو اور اس کے مصنف کو کوئی جانتا تک نہ ہو اس میں ذرا بھر ان کے عقیدہ کی تائید مل سکتی ہو وہ کتاب بھی معتبر، مصنف بھی معتبر۔

۴...... ایک مسلمان کتنا نیک صالح عابد، زاہد ہو موحد ہو دن رات درود شریف، تلاوت قرآن واستغفار کا وظیفہ پڑھتا ہو ان لوگوں کے ہاں وہ بھی مشرک ہے۔ جب تک ان کا بتایا ہوا وظیفہ کا ذکر نہ کرے۔ ان کا وظیفہ یا مشرک یا مشرک دس مرتبہ پڑھے تب مسلمان ہے ورنہ مشرک ہے۔ ان کے ہاں انسان کی عنداللہ مقبولیت وعدم مقبولیت صرف وظیفہ یا مشرک ہے۔

۵...... ان کے ہاں قرآن دانی مفسر قرآن ہونے علم بالقرآن، عالم بالحدیث اور عالم بالفقہ ہونے کا مدار صرف چند آیات پر ہے جو حضرت نوح، حضرت صالح، حضرت ہود اور حضرت ابراہیم علیہم السلام کی امت کے کفار ومشرکین کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ ان آیات کو پڑھ کر امت محمدیہ ﷺ پر چسپاں کرنے پر ہے اور چار صیغوں کے جاننے پر ہے۔ یدعوا، تدعوا، دعوا، ندعوا۔ ان میں جو شخص یہ چار صیغے ضبط کر لے اور کفار مشرکین کے حق میں جو آیات نازل ہوئی ہیں، ان کو امت محمدیہ ﷺ پر چسپاں کرنے کا فن سیکھ لے۔ بس وہ بہت بڑا عالم ہے، مفسر، فقیہ ہے۔ ان کے نزدیک حدیث کا معیار یہ ہے کہ اگر حدیث میں فضیلت رسول ﷺ یا سماع رسول ﷺ یا حیات رسول ﷺ مذکور ہیں۔ وہ حدیث موضوع ہے یا کم از کم ضعیف ضرور ہے۔

آخر کار یہ مان لیا کہ عود روح الی الجسد عنصری قبر میں مذہب جمہور علماء کا ہے۔ یہ مسئلہ متواترات سے ہے عود روح کی حدیثیں ضعیف نہیں ہیں بلکہ متواتر ہیں۔ حیات برزخیہ میں ثابت کیا جا چکا ہے اور یہ بھی مان لیا کہ روضہ

رسول ﷺ پر حاضر ہو کر جو صلوٰۃ وسلام پڑھا جاتا ہے۔ اس کو رسول خدا سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں۔ یہ مذہب بھی جمہور علماء کا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ یہ حدیثیں من گھڑت ہیں۔ اجی نیلوی صاحب! وہ صحیح حدیثیں جو عدم سماع صلوٰۃ وسلام عند القبر پر دال تھیں وہ تو پیش کرتے۔ جمہور کے مذہب کی بنیاد تو آپ کے نزدیک من گھڑت حدیثوں پر تھی تو نیلوی اور عین قین اور بندیالویوں کے مذہب کو ثابت کرنے کے لئے ندائے حق، شفاء الصدور اور اقوال مرضیہ پوتھیوں سے ہی پیش کرتے رہے۔

اور یہ بھی مان لیا کہ توسل والوسیلہ ذوات اور اموات سے یہ مذہب بھی جمہور علمائے امت کا ہے۔ آخر میں یہ بھی تسلیم کر لیا کہ ہمارا مذہب متقدمین جمہور علمائے امت کے خلاف۔ یہ بھی مان لیا کہ ہم ان کے پیچھے چل رہے۔ ان کے نزدیک خوابیں، کشف اور جنگلیوں کا جو مذہب تھا وہ سابقہ امت کا مذہب تھا۔ لہٰذا نیلوی نے فرما دیا ان سے ہم جدا اچھے۔ وہ علمائے زنبور حیوان تھے۔ ان کے نزدیک مفسرین نے جو تفسیریں لکھی وہ صرف قرآن کو نیش زنی کی۔ اسی طرح محدثین نے حدیث کی شرح نہیں لکھی بلکہ ڈنگ ہی مارتے رہے۔ اسی طرح فقہاء، مجتہدین، ائمہ اربعہ نے فقہی جزئیات جو قرآن وحدیث سے استخراج کئے وہ بھی نیش زنی کرتے رہے۔ متکلمین نے قرآن وحدیث سے عقائد وایمانیات بیان کئے وہ بھی نیش زنی کرتے رہے۔ صوفیہ کرام نے زہد وتقویٰ اور تزکیہ نفس جو قرآن وحدیث سے نکالا وہ بھی نیش زنی کرتے رہے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ ان جمہور امت کے علماء نے جو دین کی اشاعت کی یا درس وتدریس کی یہ تمام امت محمدی ﷺ کو اور قرآن حدیث کو نقصان پہنچایا۔ یعنی ان زنبوروں سے جو دین نقل ہو کر اب تک آیا ہے وہ سب بیکار اور نظر ثانی کے قابل ہے۔ لہٰذا یہ مذہب بھی زہریلا ہے۔ اسی وجہ سے نیلوی صاحب نے یہ مذہب ترک کر دیا۔ اپنا ایک خانہ ساز مذہب تیار کیا۔ نیلوی صاحب آپ کے مزے ہیں۔

نیلوی صاحب اور اجماع مجتہدین

نیلوی صاحب! اگر آپ کے اس دعویٰ میں صداقت ہے۔ آپ کے من گھڑت مذہب میں جان ہے، آپ کو اپنے قول اجماع مجتہدین کا کوئی پاس ہے تو اس من گھڑت دعویٰ پہ دلیل پیش کریں۔ اسلامی تاریخ کے چودہ سو سال کے طویل عرصہ میں دور حاضر روضہ رسول ﷺ پر جو صلوٰۃ وسلام پڑھا جاتا ہے وہ حضور ﷺ نہیں سنتے؟ کسی ایک صحابیؓ سے روایت پیش کریں۔ قیامت تک آپ نہیں پیش کر سکتے۔ نیلوی صاحب نے صحابہؓ کے قول کو حجت تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ حالانکہ قول وفعل صحابہؓ دلیل مستقل ہے۔

دور نبوی ﷺ میں صرف کتاب اسلام، سنت، رسول اللہ ﷺ اور اجتہاد رسول ﷺ ہی مستقل دلیلیں تھیں اور دور صحابہؓ میں اجماع کا اضافہ ہوا اور اجماع بھی دلیل مستقل ہوا۔ یعنی اجماع دلیل مستقل ہے۔

اثبات حکم میں کسی دوسری چیز کا محتاج نہیں جیسا کہ قیاس محتاج ہے مقیس علیہ کا۔ بعد دور صحابہؓ کے قول فعل، عمل صحابہؓ مستقل دلیل ہے اور امت کو مسلم ہے۔ یہ قول وفعل مرفوع حدیث کے حکم میں ہے۔ ہاں صحابیؓ کتب سابقہ سے اسرائیلیات بیان نہ کر رہا ہو۔ دوم صحابیؓ کا یہ ذاتی اجتہاد نہ ہو، سوم صحابیؓ کسی مشکل لفظ کی لغت نہ بیان کر رہا ہو۔ یہ بحث اوّل گزر چکی ہے کہ اگر قول صحابیؓ غیر معتبر مانا جائے گا نبوت اور قرآن پر ایمان ہی ثابت نہیں ہو سکتا۔ اگر قول وفعل صحابیؓ غیر معتبر ہوا تو تمام ختم ہوا۔ نیلوی، بندیالوی کا مذہب وہی ہے جو روافض کا ہے۔ شیعہ کے

پیالہ سے نوش کیا ہے اور پرویز سے دعا لی ہے۔

تحدی: کسی صحابیؓ سے، کسی تابعی سے، کسی تبع تابعی سے، کسی امام سے، امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ، امام ابن حنبلؒ سے یا ائمہ حدیث میں سے کسی محدث سے یا کسی شارح حدیث سے یا کسی متکلم سے یا کسی فقیہ سے یا تاریخ اسلامی سے یا ایک صوفی سے یا علامہ شوکانی، ابن تیمیہ، ابن قیم سے یا اکابرین دیوبند سے ایک حوالہ پیش کریں جس میں واضح طور پر لکھا ہو کہ روضہ اطہر پر پڑھا ہوا صلوٰۃ وسلام رسول اکرم ﷺ نہیں سنتے۔

نیلوی اور دعویٰ اجماع

کیوں نیلوی صاحب! یہ جو آپ نے اجماع مجتہدین فرمایا۔ آپ کے وہ مجتہدین انسان تھے یا جنات میں سے تھے یا ملائکہ میں سے تھے؟ انسانوں کے تمام طبقے میں نے شمار کردیئے۔ آپ کے مذہب کے مجتہد کس جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ مفسرین یا محدثین یا فقہاء یا متکلمین سے ان کا اجماع تو دور کی بات ہے۔ آپ ایک حوالہ بھی پیش نہیں کرسکتے۔ آپ نے ٹھیک فرمایا ندائے حق میں کہ سلف صالحین جمہور وغیرہ سب فرضی ہیں۔ اس کی اب سمجھ آئی کہ ان حضرات نے اپنے مذہب، سلف، خلف واکابرین جمہور بیان فرمائے ہیں۔ جیسا ان کا مذہب من گھڑت اسی طرح ان کے جمہور سلف صالحین مجتہدین تمام من گھڑت اور فرضی ہیں۔

اقرار نیلوی صاحب کہ ہم جمہور سلف سے علیحدہ اچھے ہیں۔ کیوں جناب آپ متقدمین، سلف صالحین، جمہور مفسرین، جمہور محدثین، جمہور فقہاء، جمہور متکلمین، جمہور صوفیائے کرام سے علیحدہ اچھے ہوئے تو آپ کا مذہب ان کے مذہب سے علیحدہ ہی اچھا ہوا۔

اتباع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

"والسبقون الاوّلون من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان رضى الله عنهم ورضوا عنه اعدلهم جنات تجرى تحتها الانهار (التوبة: ۱۰۰)" سبقت کرنے والے مہاجرین وانصار میں سے اور جو لوگ ان کے تابع ہوئے احسان سے یعنی اچھے طریقے سے خدا ان سے راضی ہوا اور وہ خدا سے راضی ہوئے۔ ان تینوں طبقوں کے لئے خدا نے جنت تیار کررکھی ہے۔

فائدہ: خدا تعالیٰ نے ان دو فرقوں کے لئے دو چیزیں انعام میں بیان فرمائی ہیں۔ اوّل رضامندی خدا، دوم جنت، دو فرقے تو مہاجرین اور انصار کے ہوئے۔ سوم جو ان کے تابع ہوکر دنیا میں رہا وہ احسان سے بغیر اتباع صحابہ رضی اللہ عنہم مہاجرین وانصار کے، نہ خدا راضی اس پر نہ جنت ہے اس کے لئے۔ اتباع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یا تو ان کے قول میں ہوگی یا فعل وعمل میں ہوگی۔ جس کے نیلوی، بندیالوی اور ان کے ہمنوا منکر ہیں۔ اب خود بتاؤ، آپ کس فرقہ کے ہوئے۔

"قال تعالىٰ: اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم" اے باری تعالیٰ ہم کو سیدھی راہ دکھایئے راہ ان کی جن پر آپ کا انعام ہوا۔

فائدہ: وقت نزول قرآن بغیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دوسری جماعت نہ تھی تو ثابت ہوا کہ ہم کو پانچ وقت کی

نماز میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی راہ کی اتباع کی دعا سکھلائی ہے اور بغیر طلب راہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نماز بھی نہیں ہوتی اور نیلوی، بندیالوی کے قول و فعل کا انکار کر رہے ہیں اور یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قول و فعل کا انکار نہیں بلکہ قول باری تعالیٰ کا انکار ہے۔ نعوذ باللہ من الغوی و الہویٰ!

خلاصہ یہ ہوا کہ بغیر اتباع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نہ جنت ملتی ہے نہ خدا راضی ہوتا ہے۔ قرآن بھرا پڑا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر خدا راضی اور ان کی اتباع کرنے والے پر بھی راضی ہے۔ نیلوی صاحب بتایئے کہ ان آیتوں کا کیا ہوا۔ کیا اتباع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو چھوڑنے والا اتنے بڑے انعام سے محروم نہیں ہوا، بلکہ بعد والوں کے ایمان کا معیار بھی ایمان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہے۔ ”فامنوا بمثل ما آمنتم به فقد اهتدوا (البقرة:۱۳۷)“ پس اگر ایمان لائیں مثل ایمان جیسا تم صحابہ رضی اللہ عنہم ایمان لائے ہو تو بس محقق بات ہے کہ ہدایت پا گئے۔

حدیث و اتباع سواد اعظم

”ان بنی اسرائیل تفرقت علی اثنین و سبعین ملة و تفرق امتی علی ثلاثة و سبعین ملة کلهم فی النار الا ملة واحدة قالوا من هی یا رسول الله قال ما انا علیه و اصحابی“ بنی اسرائیل ۷۲ فرقوں میں متفرق ہوئے تھے اور میری امت ۷۳ فرقوں میں متفرق ہوگی اور تمام دوزخی ہوں گے سوائے ایک فرقہ کے تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے سوال کیا کون سا فرقہ جنتی ہوگا تو فرمایا جس پر میں اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم چل رہے ہیں، وہ ایک جنتی ہوگا۔

۲...... ”قال اتبعوا سواد الاعظم من شذ شذ فی النار“ بڑی جماعت سے تمسک رکھنا جو بڑی جماعت سے جدا ہوا وہ جہنم میں گیا۔ یعنی بڑی جماعت کو چھوڑنا اور جہنمی ہونا برابر ہے۔

۳...... ”من اراد ان یفرق امر هذه الامة و هی جمیع فاضربوه بالسیف کائنا من کان“ جو شخص جماعت سے متفق ہے اس میں پھوٹ ڈالنے کا ارادہ کرے اس کو تلوار سے سیدھا کرو، خواہ کسی نسل و قوم کا ہو۔

۴...... ”قال من خرج من الجماعة قید شبر فقد خلع ربقة الاسلام من عنقه“ جو شخص جماعت کے مخالف ہو کر جماعت سے نکل کر ایک بالشت کے برابر اس نے اسلام کی رسی اپنی گردن سے اتار دی وہ اسلام سے فارغ ہوا۔

فائدہ: اب میں نیلوی صاحب اور ان کے مجددین شرک کفر سے دریافت کرتا ہوں ان سے فتویٰ پوچھتا ہوں۔ حدیث اوّل رسول خدا ﷺ نے فرمایا ۷۳ فرقوں میں سے نجات صرف اسی فرقہ کی ہوگی، جس دین کو میں خدا سے لایا ہوں اس پر چلنے والا ہوگا اور جس دین کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نقل رسول خدا ﷺ سے کیا اور اس پر عمل کیا اس میں تبع و تابعدار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ہوگا۔ نیلوی صاحب آپ سے عرض ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا قول و فعل اور فہم جناب کے نزدیک حجت نہیں ہے۔ آپ فرمایئے کہ بغیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آپ نے دین کو کس سے حاصل کیا۔

آپ کے دین من گھڑت خود ساختہ کا جو بانی ہے اس کا نام تو بتائیں اور لوگ بھی فائدہ اٹھائیں۔ جب قول صحابہ رضی اللہ عنہم حجت نہ ہوا تو منقولات صحابہ رضی اللہ عنہم یعنی قرآن حدیث اور اجتہاد رسول قابل حجت نہ رہے اور جب صحابہ کرام کا فعل حجت نہ ہوا تو اعمال و افعال رسول ﷺ بیکار حتیٰ کہ سارا دین بیکار۔ وہ قابل حجت تمسک نہ رہا۔

حدیث رسول ﷺ کی بڑی جماعت کے ساتھ رہنا اس عقیدہ عمل اس کے قول و فعل کو حجت و حق سمجھنا وہی جماعت جنتی ہے۔ بڑی جماعت سے دوری جہنم سے قرب ہے۔ اب فرمایئے کہ ایک جناب کی جماعت شرذمہ قلیلہ

مبتدہ مسلمانوں کے لئے کافرگری کا کام کرنے والا حدیث کے لحاظ سے جنتی یا دوزخی؟ فیصلہ آپ پر ہے۔ اول تعین فرمانا بڑی جماعت کا نام کیا ہے؟ اس سے جدا ہونے کا نام کیا رکھا جائے گا۔ جناب کو علم نہ ہو تو عرض کر دوں۔ وہ نام مقدس ہے اہل السنۃ والجماعت جو دور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تجویز ہوا تھا اور جناب کے اس عقیدہ وفات انبیاء علیہم برزخ میں زندہ نہیں ہیں اور نبی کریم ﷺ عندالقبر نہیں سنتے۔ اس بھنگ کے پودے کی بنیاد ۷۴۴ھ میں سلطان تغلق بیگ کے وزیر اعظم معتزلی بیکدری نے رکھی تھی۔ اس مردود پودہ کی اس نے تخم ریزی کی تھی اور امام بیہقی محدث کبیر وجلیل اور سرتاج صوفیہ علامہ قشیری نے اس بھنگ کے مردود پودہ کی بنیاد اکھاڑ پھینکی تھی۔ شاید اس کا کوئی دانہ زمین میں رہ گیا تھا وہ اب نیلوی، بندیالوی اور ان کے پیر طریقت عنایت اللہ گجراتی اور سعید احمد چتوڑ گڑھی اور ان کے ہم نواؤں نے اس پودے کفر گری اور شرک گری کا پانی دے کر پالا ہے۔

حدیث سوم: آپ جماعت میں پھوٹ ڈالنے والے ہیں تو کیا آپ کا شرذمہ قلیلہ بچ سکتا ہے۔ یہ وعید شدید جماعت سے جدا ہونے والے کے لئے ہے۔ یہ وعید تو صرف ارادہ پر ہے جب فعل اختیار کیا تو خدا جانے اس کا حشر کیا ہوگا۔

حدیث چہارم: حدیث چہارم میں رسول خدا نے فرمایا کہ دراصل جماعت سے جدا ہونا اسلام سے جدا ہونا ہے۔ اچھا فرمائیے کہ جناب کے اس عقیدے کی جماعت کب سے پیدا ہوئی۔ نیز قرآن کی اس آیت کا مطلب بیان فرمائیے: "ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ماتولی ونصلہ جھنم وساءت مصیرا (النساء:۱۱۵)" فرمایا جس نے مسلمانوں کی جماعت چھوڑی ہم اس کو اسی طرف چلائیں گے جس طرف وہ چل رہا ہے اور جہنم میں داخل کریں گے جو بری جگہ ہے۔ حدیث رسول ﷺ کا مطلب اور اس کا آیت کا ایک ہی ہے۔ مسلمانوں کی جماعت کو چھوڑا تو جہنمی ہوا۔ چہ جائے کہ مسلمانوں کی بڑی جماعت کی توہین کرنا حتی کہ مشرک کہنا پھر دعویٰ اسلام بھی کرنا۔ عجیب بات ہے۔

آپ لوگوں نے مخلوق خدا کو غلط راہ پر لگایا اور ان کو گمراہ کیا۔ خداوندی نعمتوں سے بڑا انعام اور نعمت دین صحیح ہے۔ اس پر چلنے کی توفیق عطا ہو مگر آپ نے اس انعام کو بدل دیا۔

"قال تعالی الم تر الی الذین بدلوا نعمۃ اللہ کفرا واحلوا قومھم دار البوار جھنم یصلونھا وبئس القرار (ابراھیم:۲۸، ۲۹)" یعنی کیا تم نے نہیں دیکھا ان لوگوں کی طرف جنہوں نے خدا تعالیٰ کی نعمت کو کفر سے بدل دیا اور اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر میں جا اتارا جو جہنم ہے داخل ہوں گے اس میں اور بڑی بری جگہ قرار کی۔

بتائیے! آپ کا کفر گر ٹولہ اس آیت کا مصداق نہیں اگر آپ نہیں تو دوسرا کون ہے؟ دین جو تمام نعمتوں سے بڑی نعمت ہے اس کو بدل دیا، دین کے ناقلین کو زنبور اور بدکار قرار دیا اور قرآن وحدیث کی شرح تفسیر اپنے نفس اور ابلیس کے فرمان کے مطابق بیان کرنی شروع کر دی۔

توہین علمائے دیوبند

(اقامۃ البرہان جناب سجاد بخاری ص ۲۴) پر علامہ ترمذی کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "ترمذی صاحب اور ان کے حضرت والا اگر واقعی مخلصانہ اصلاحی کوششوں کا جذبہ رکھتے ہیں تو اس خدمت اسلام کا آغاز انہیں اوپر

سے کرنا چاہئے تھا۔ جواہر القرآن کا نمبر تو بہت بعد میں تھا۔ سب سے پہلے حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی، پھر حضرت نانوتوی اس کے بعد شیخ الہند اور پھر علامہ انور شاہ کشمیری کی اصلاح کی جاتی جن کے تفردات کا نمونہ پہلے پیش کیا جا چکا ہے۔ پھر خاص طور سے پہلے انہیں اپنے گھر کی خبر لینی چاہئے تھی ان کا فرض تھا کہ وہ سب سے پہلے اپنے پیر و مرشد حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کی ان کتابوں کی اصلاح و تطہیر فرماتے جن میں ایسا مواد موجود ہے مثلاً ضعیف، شاذ، منکر بلکہ موضوع حدیثیں بلا انکار و تنبیہ بے سروپا حدیثیں، بے سند اور گمراہ کن کرامتیں جن کو اہل بدعت اپنے عقائد ردّیہ اور اپنی بدعات مخترعہ کی تائید کے لئے پیش کرتے ہیں اس کی وجہ سے تبلیغ توحید کے مشن کو بعض اوقات کافی سے زیادہ نقصان اٹھانا پڑے گا۔"

فائدہ: دیکھا کافر ساز کمپنی کے سجاد بخاری نے اس دور کے لوگوں پر کتنا احسان کیا کہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ امام ہند سے لے کر حضرت حکیم الامت محقق اسلام مجدد دور حاضرہ، مفسر قرآن محدث، فقیہ، تاج صوفیا حضرت مولانا تھانویؒ تک تمام اکابرین کو قابل اصلاح قرار دیا۔ پھر دیکھو حضرت تھانویؒ پر کیسا برسا اور سرزمین ہند میں امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کے بعد حضرت شاہ ولی اللہؒ امام ہندؒ کے لقب سے ملقب ہوئے۔ پھر حضرت محمد قاسمؒ قاسم العلوم بانی دیوبند جن کے ہاتھ سے علوم اسلامیہ کا شجر اگا اور پوری دنیا میں اس کا ثمر پہنچا اور دنیا نے کھایا۔ یہ شیخ القرآن یہ عنایت اللہ گجراتی، یہ توہین کنندہ بخاری انہیں کے لگائے ہوئے شجر کا پھل کھا رہے ہیں۔ اسی شجر کو کاٹ رہے ہیں۔ جب کھایا تھا اور کھا رہے تھے تو یہ پھل میٹھا اور لذیذ تھا۔ اب کڑوا ہو گیا ہے۔ حضرت شیخ سعدیؒ نے ٹھیک فرمایا:

یکے بر سر شاخ وبن می برید خداوند بستان نگہ کرد و دید
بگفتا کہ ایں مرد بد می کند نہ با من کہ با نفس خود می کند

یہ کافر ساز ٹولہ اسلام کی شاخ پر بیٹھ کر اس کو نیچے سے کاٹ رہا ہے۔ مگر گردن ان کی بھی ٹوٹے گی۔ اکابرین دیوبند جو ستون و جبال الراسیات علم اور وسعت علم میں بحر بیکنار تھے۔ جب وہ غلط طریقہ پر چلے اور وہ قابل اصلاح ہیں تو بتایا آج کے مسلمانوں کی نجات کی خیر نہیں۔ ان کے نزدیک حضرت تھانوی نے گمراہ کن روی اختیار کر رکھا تھا۔ ضعیف، بے سند، من گھڑت، جھوٹی حدیثیں بیان کر گئے۔ ان کی کتابیں پلید ہیں، ان کی تطہیر ضروری ہے۔ ان کے نزدیک تھانوی گمراہ اور گمراہ کن کرامتیں بیان کرتے رہے۔ اجی سجاد صاحب! کرامت فرع معجزہ ہے جو اپنے رسول کے صحیح متبعین میں منتقل ہو کر بطور میراث کے صحیح ظاہری باطنی متبع اولاد کو ملتی ہے جو اپنے نبی کی وفادار اولاد ہو۔ انکار کرامت مستلزم ہے انکار معجزہ کو اور انکار معجزہ کفر ہے۔ مگر آپ نے ٹھیک فرمایا گمراہ انسان کو کرامت گمراہ کن ہی نظر آتی ہے۔ کیونکہ اتباع رسول ﷺ سے دور اپنے نبی کی صحیح اولاد ہونے سے دور۔

کرامت حصہ ہے اولیاء اللہ، صالحین کا جو اپنے نبی کے صحیح وارث ہیں۔ آپ کے ٹولہ کو صالحین سے سخت عداوت ہے۔ پھر کرامت کیونکر گمراہ کن نظر نہ آئے، رہی بات حضرت تھانوی کا بے سند حدیثیں بیان کرنا، سجاد صاحب! یہ بھی آپ کی کفر ساز کمپنی کا جب سر سے عقیدہ ہے کہ حدیث جھوٹی اور امت محمدیہ ﷺ کافر ہے۔ شاباش!

میرا مقصد صرف یہ دکھانا ہے جو علماء آپ کو دیوبندی کہتے ہیں وہ ایسا ہے جیسا پنڈت نہرو نے کہا تھا: "میں خدا پر یقین نہیں رکھتا مگر پھر بھی ہندو ہوں۔" کافر ساز کمپنی کے نزدیک دیوبندی مشرک اور کافر ہیں مگر پھر بھی کافر ساز کمپنی دیوبندی ہے دیوبندی علماء کو شرم کرنا چاہئے مگر یہ کمپنی بھی دیوبندی کہلا کر مشرک کافر بن جاتی ہے۔

جب دیوبندی آپ کے نزدیک مشرک قابل اصلاح ہیں تو تم دیوبندی کہلا کر اپنے آپ پر فتویٰ مشرک کافر کا تو چسپاں نہ کرو۔ ہاں دیوبندی نہ کہلائیں تو چندہ نہیں ملتا۔ ایک کرامت کو گمراہ کن نہیں کہا۔ اصل میں یہ معجزہ رسول کو گمراہ کن کہہ رہا ہے کوئی معجزہ جب امت میں آتا ہے تو کرامت کہلاتا ہے۔ حضرت تھانوی کی ان کے دل میں کیا عزت جب جمہور سلف کی عزت کے دل میں نہیں ہے۔ (ندائے حق ص ۱۸) پر ہے: "اور جمہور سلف اکابر کے کیپسولوں میں کس قدر زہر بھر دی گئی ہے جس کی مضرت نسلاً بعد نسل مہلک اور تباہ کن ثابت ہوگی۔"

فائدہ: جب جمہور سلف یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین اور تبع تابعین کے اقوال، اعمال، افعال ان کتابوں میں محدثین، مفسرین، فقہاء، متکلمین نے نقل کئے، کیپسول ہوئیں۔ ان کتابوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال، اعمال زہر ہیں۔ ان کتابوں میں زہر بھری ہوئی ہے جو پڑھے گا اس کا دین تباہ برباد ہوگا اور وہ ہلاک ہوگا۔ اب بتاؤ دین کہاں سے آیا۔ جب صالحین کے تمام اقوال اور اعمال حدیثوں میں تفسیروں میں نقل ہوئے یہی تو دین ہے۔ جب مجدد شرک اس کو زہر کہہ رہا ہے تو صحیح دین کس سے لیا۔

مجددین کفر کے عقائد

اس باب میں سید احمد چتوڑ گڑھی، عنایت اللہ گجراتی اور شیخ القرآن کی لگائی ہوئی پود اور خود عنایت اللہ شاہ کے عقائد بیان ہوں گے۔ جن عقائد کو اس جماعت کے ایک رکن عظیم اور قدیم نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے وہ ہیں مولانا عبدالعزیز شجاع آبادی۔ ان کی کتاب "دعوت الانصاف" کے اقتباس ہیں۔ اب جو عقائد میں بیان کرنے لگا ہوں، ہاں اگر ان عقائد کے خلاف اگر کوئی عقیدہ انہوں نے عوام یا علمائے صحیح العقیدہ کے سامنے بیان کر دیا کہ وہ یقیناً تقیہ سمجھ لیناً عقائد یہی ہیں جو بیان کرتے ہیں۔

عقیدہ نمبر ۱: نبی کریم ﷺ عند القبر صلوٰۃ وسلام قطعاً نہیں سنتے اور یہ عقیدہ نبی کریم ﷺ کے نہ سننے کا یعنی عدم سماع جزو ایمان ہے اور جو شخص نبی کریم ﷺ کے سماع یا دیگر برزخ والوں کے سماع کا قائل ہے وہ کافر مشرک ہے۔ بلکہ یہ عقیدہ یہود کا ہے۔ (اربعین احادیث ص ۲۹)

عقیدہ نمبر ۲: نبی کریم ﷺ کے جسد اطہر سے روح کا کسی قسم کا تعلق نہیں ہے اور یہ عقیدہ تعلق روح کا بدن سے کافر، بت پرست ہندوؤں کا ہے یعنی تعلق روح یا بالبدن کا قائل کافر ہندو ہے۔

عقیدہ نمبر ۳: تعلق روح کا بدن سے ہونا، صلوٰۃ وسلام کا عالم برزخ میں رسول خدا کا سننا یہ عقیدہ یہودیوں کا بنایا ہوا ہے۔

عقیدہ نمبر ۴: جن حدیثوں میں سماع موتی یا صلوٰۃ وسلام عند القبر نبی کریم ﷺ ثابت ہے۔ وہ قول رسول نہیں ہیں بلکہ من گھڑت حدیثیں اور من گھڑت قصے ہیں۔

عقیدہ نمبر ۵: سماع صلوٰۃ وسلام نبی ﷺ کا عند القبر یا سماع موتی کا عقیدہ رکھنا یہ اصل شرک کی جڑ ہے۔ یہ عقیدہ رکھنے والا مشرک ہے۔

عقیدہ نمبر ۶: بعد موت ثواب وعذاب صرف روح کو ہوتا ہے۔ جسد عنصری کو نہیں ہوتا نہ روح کا تعلق بدن سے ہے۔

عقیدہ نمبر ۷: نبی کریم ﷺ کو مدینہ منورہ کی مدفونہ قبر میں ماننا شرک ہے۔
عقیدہ نمبر ۸: اصل یہ قبر نہیں جہاں میت کو دفن کیا جاتا ہے بلکہ قبر وہ ہے جہاں روح رہتا ہے۔
عقیدہ نمبر ۹: قرآن کی تفسیر کرنے میں انسان رسول خدا ﷺ کی تفسیر یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یا ائمہ تفسیر کا محتاج نہیں بلکہ جس طرح سمجھ میں آئے تفسیر بیان کرے۔
عقیدہ نمبر ۱۰: حسین ابن علیؓ باغی یزید تھا۔ یہ ایک باغی کی موت مرا ہے۔
یہ تھے ان کے عقائد جو بیان کر دیئے ہیں۔ یہ حضرات اپنے پیشواؤں کو معاف نہیں کرتے۔
اب میں (دعوت الانصاف ص ۲۱ و ۲۲) سے ان لوگوں کی دریدہ دہنی کے نمونے پیش کرتا ہوں:

۱...... ''کبیر والا شہر میں ان حضرات کے زیر اہتمام ایک اجتماع سے راقم (مولانا عبدالعزیز شجاع آبادی) نے خطاب کیا بر سبیل تذکرہ مولانا خیر محمد جالندھری مہتمم خیر المدارس ملتان اور مولانا عبدالخالق مہتمم دارالعلوم کبیر والا کا ذکر آیا۔ کیوں کہ یہ دونوں حضرات فوت ہو چکے تھے۔ اس لئے میں نے ان کے نام لینے کے بعد رحمۃ اللہ علیہ کا جملہ دعائیہ استعمال کیا۔ تقریر ختم ہوگئی۔ مگر میں ابھی سٹیج سے نہ اترا تھا کہ ایک صاحب مائیک کے سامنے تشریف لائے تردید کردی اور کوئی کسر باقی نہ چھوڑی۔ وہاں سے علیحدہ ہونے پر ملامت کے رنگ میں کہا گیا کہ آپ عجوا قسم کے موحد ہیں ایسوں کو رحمۃ اللہ علیہ سے دعا دینا توحید کے خلاف ہے۔''

۲...... ''ایک مقام پر میری مجلس میں ایک شخص نے مجھ (مولانا عبدالعزیز شجاع آبادی) سے سوال کیا، مردے سنتے ہیں یا نہیں؟

میں نے مناسب جواب دے دیا، ان میں سے ایک صاحب بولے کوئی قبر کھودو، میں اس کی مقعد میں پانی اپنے ہاتھ سے ڈالتا ہوں اگر مردے سنتے ہیں تو بول اٹھے گا۔ میں نے یقین کرلیا کہ میرے جیسے آدمی کا ان لوگوں میں رہنا دین، علم اور علماء کی توہین ہے۔''

۳...... ''اس گروپ کے ایک اور آدمی سے جو مولانا درخواستی کا مرید کہلاتا تھا۔ میں نے کہا کہ تمہارے پیر صاحب تو سماع عندالقبر شریف کے قائل ہیں۔ ان کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے۔ اس نے فوراً جواب دیا کہ وہ بھی کافر، تم بھی کافر، جو بھی سماع کا قائل ہو وہ سب کافر۔''

عدم سماع کے موضوع پر ان کے جو رسائل لکھے گئے ہیں ان کا بیان

۱...... رسالہ (دعوت الارشاد مؤلفہ مولوی اللہ بخش ص ۸) ''جیسے دور سے درود کا ثواب آنجناب ﷺ کو پہنچتا ہے اس طرح قبر مبارک کے نزدیک درود پڑھنے کا ثواب آنجناب ﷺ کو پہنچتا ہے سننے اور جواب دینے کا من گھڑت قصہ ہے۔''

۲...... (ایضاً ص ۲۶) ''حقیقت یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ قبر مبارک کے پاس سلام عرض کرتے تھے جب سفر سے واپس آتے تھے نہ اس عقیدہ سے کہ آنحضرت ﷺ سنتے ہیں بلکہ اس طرح عام قبرستانوں سے گزرتے ہوئے سلام کہا جاتا ہے۔''

۳...... (ایضاً ص ۲۶ و اربعین ص ۲۹) ''بعد از موت سماع و رویت انبیاء علیہم السلام کا عقیدہ دراصل یہودیوں کی ایجاد ہے۔ حدیث ''مامن احد یسلم علیّ الخ'' اس روایت کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ یہ کلام رسول ﷺ نہیں ہے۔''

۴...... (دعوت الانصاف مولانا عبد العزیز ص ۲۲) ''اس گروپ کے واعظوں نے نہ صرف مسلک کی سٹیج کو بدنام کیا بلکہ اپنے اکابر کو ایک مخمصہ میں مبتلا کر دیا۔ جگہ جگہ قائلین سماع، صلوٰۃ وسلام، عند القبر کو کافر مشرک کا فتویٰ دیا اور اہل توحید کو خانہ جنگی پر مجبور کر دیا۔''

۵...... مولانا عبد العزیز فرماتے ہیں کہ: ''مجھے خط لکھا گیا کہ ریاست بہاولپور موضع کھلواں میں سعید احمد چتوڑ گڑھی نے تقریر کی کہ نبی کریم ﷺ اپنی قبر منور پر پڑھا ہوا درود وسلام نہیں سنتے، نہ ہی سماع جسمانی ہے نہ ہی سماع روحانی۔ جو شخص سماع صلوٰۃ وسلام عند القبر کا قائل ہے خواہ کسی تاویل سے ہو وہ قرآن وحدیث اور شریعت کی روح سے بلا تاویل کافر مرتد ہے اور جو شخص سماع کے قائل کو کافر نہ سمجھے وہ بھی بلا تاویل کافر ہے۔''

''اگر سماع عند القبر کا قائل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی ہوتا تو وہ بھی کافر ہے یعنی اگر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی میرے سامنے آ کر یہ عقیدہ ظاہر کریں میں ان کو بھی کافر کہوں گا۔'' (بلفظ جماعت بہاول پور کھلواں)

''ہم لوگ اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر عالم الغیب جان کر یہ اقرار کرتے ہیں اور بیان ثبت کراتے ہیں کہ سعید احمد چتوڑ گڑھی نے سینکڑوں انسانوں کے مجمع میں لاؤڈ سپیکر پر یہ اعلان کیا۔ (دیکھنا یہ ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سماع کا عقیدہ کس سے سیکھا پھر شاگرد کافر ہوا تو استاد کا کیا بنا؟)''

۶...... دلشاد والہ حلقہ شجاع آباد، اسی سعید نے تقریر کے دوران مجھے خطاب کیا کہ عبد الخالق میں تجھے سنا رہا ہوں کہ: ''جو شخص یہ کہتا ہو نبی کریم ﷺ درود وسلام عند القبر سنتے ہیں وہ عقیدہ کے لحاظ سے کافر ہیں۔''

(بلفظ عبد الخالق نعت خوان)

۷...... بیان حافظ اللہ دتہ امرانہ ساکن قریب مدال

''میں اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر قسمیہ بیان کرتا ہوں کہ ہمارے ایک جلسہ میں مولوی سعید چتوڑ گڑھی نے کہا تھا جو شخص حضور ﷺ کو کہتا ہے کہ درود شریف، سلام سنتے ہیں وہ شخص مشرک و کافر ہے۔''

مولانا عبد العزیز شجاع آبادی کے نام اشاعت التوحید والسنۃ کے نام خط جس کو انہوں نے (دعوت الانصاف ص ۲۷) پر نقل کیا ہے کہ: ''محمد سعید نے منافقانہ دستخط کر دیئے ہیں کہ سماع والے کافر نہیں اور شاہ صاحب یعنی عنایت اللہ گجراتی نے بالکل دستخط سے انکار کر دیا اور کہا میرا عقیدہ یہی کفر کا ہے اور سعید کا عقیدہ بھی یہی ہے۔''

۸...... مولوی رشید احمد مدرسہ فاروقیہ شجاع آباد کا بیان

''شریف اللہ خان دوکاندار شجاع آبادی جو کہ مولوی سعید احمد اور عنایت اللہ شاہ کا معتقد ہے۔ اس نے بیان کیا کہ عنایت اللہ شاہ گجراتی نے خان گڑھ میں اپنی تقریر کے دوران کہا کہ مشرک چار قسم کے ہیں۔ اوّل یہود ونصاریٰ، دوم مشرکین مکہ، سوم بریلوی اور چہارم دیوبندی جو سماع عند القبر کے قائل ہیں۔''

۹...... ''علاقہ بہاول پور کھلواں میں ایک جلسہ میں عنایت اللہ شاہ گجراتی معہ اپنے مذکورہ واعظ کے فروکش تھے۔ کمرہ خصوصی کے باہر ایک عالم نے امام ابن کثیر کی عبارت پیش کرنی چاہی تو سعید نے کہا پہلے اس کا نام صحیح کریں۔ ابن کثیر کوئی اچھا ہوتا ہے؟ یعنی حرامی ولد الحرام۔''

دیکھ لیں اس محدث کبیر مفسر جلیل مورخ عظیم کی توہین کی حد ہو گئی اور عنایت اللہ خود موجود بیٹھا ہے جو امیر ہے جماعت اشاعت توحید والسنہ کا۔

۱۰...... (دعوت الانصاف ص ۳۵) "ہمارے ہاں شجاع آباد میں ایک مقام پر عنایت اللہ گجراتی اور واعظ سعید خطاب کر رہے تھے توحید کے موضوع پر کہا بت نہیں سنتے، خدا سنتا ہے بت عام ہیں خدا کے بنائے ہوئے ہوں جیسا حضور ﷺ یا لات و منات کی مورتی۔ عنایت اللہ گجراتی نے تصدیق کی اور کہا کہ یہ نوجوان میری کمی پوری کرے گا۔ ان شاء اللہ" یہی چیز ان کے مولوی اللہ بخش نے (کتاب اربعین ص ۴۲) پر لکھا ہے: "جس قبر کی بھی پوجا کی جائے چاہے نبی کی ہو یا غیر نبی کی بمنزلہ بت کے ہے جیسے بت نہیں سنتا اور نہیں دیکھتا اور نہ جواب دیتا ہے۔ اسی طرح قبر میں دفن کئے ہوئے بزرگ۔"

فائدہ: عنایت اللہ گجراتی نے ٹھیک کہا ہے۔ میری کمی یہ نوجوان پوری کرے گا۔ مراد یہ ہوئی کہ میرے بدن میں کفر کی جو کمی تھی وہ سعید احمد نے پوری کر دی۔ محمد رسول اللہ ﷺ کو بت کہہ کر اور میرا تصدیق کرنا کہ واقعی رسول خدا بت ہیں۔ کفر میں کیا کمی رہ گئی۔ پھر بھی جو کمی تھی اللہ بخش نے پوری کر دی۔ اربعین کے (ص ۴۴) پر لکھتا ہے کہ: "رسول خدا ﷺ معاذ اللہ بت ہیں آپ کی قبر بھی بت ہے۔"

فائدہ: ان کے ہاں جب رسول خدا ﷺ بت ہوئے، امت محمد یہ بت پرست ہوئی۔ آپ ﷺ کی حدیث، آپ ﷺ کے فرمان اور آپ ﷺ کے حکم کو قبول کرنا بت کی بات، بت کا حکم قبول کرنا ہوگا۔ غور سے سن لو امت محمد یہ ان کے نزدیک العیاذ اللہ بت پرست کافر ہوئی۔ آپ کی بتائی ہوئی شریعت پر عمل کرنا بت پرستی ہوئی اور آپ کی قبر مبارک بت ہوئی۔ جس پر ستر ہزار فرشتہ دن کو درود شریف پڑھتا ہے اور ستر ہزار رات کو پڑھتا ہے باقی بے پناہ مخلوق کا درود پڑھنا تمام بت پر پڑھنا ہوا۔ یہ عقیدہ آج تک کسی مسلمان کا نہ ہوا نہ ان کے بغیر کسی کا سنا ہے۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جس فرقے کا یہ عقیدہ ہو کہ رسول خدا بت ہیں نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں، نہ ان کا وجود محفوظ ہے بلکہ خاک ہو گیا ہے۔ آپ کی قبر بھی بت ہے۔ قبر پر جا کر درود شریف پڑھنا بت پر پڑھنا ہے اور جمہور سلف صالحین کے اقوال ہمارے دین کے لئے زہر ہیں۔ جن کتابوں میں اقوال اعمال نقل ہو کر آئے یہ کیپسولوں میں زہر بھری ہوئی ہے اور دین کو تباہ کرنے والی ہے اور امت محمد یہ بت پرست ہے۔ ایسا فرقہ مسلمان ہے یا غیر مسلمان۔

الجواب: اگر ایسے عقائد رکھنے والے فرقہ کو مسلمان کہا جائے تو پھر امت محمد یہ کو یقیناً غیر مسلم کہنا پڑے گا۔ اب مسلمان خود فیصلہ کر لیں۔

اسی طرح (ندائے حق ص ۶۵) رسول خدا ﷺ کا تمسخر اڑایا گیا اور حضور ﷺ کو اپنا نبی بھی قرار نہیں دیا۔ بتایا مخلوق کا نبی قرار دیا۔ العیاذ باللہ!

توہین و تحقیر علماء، مفسرین، محدثین، فقہاء، مجتہدین، ائمہ کرام، اولیائے عظام

(ندائے حق ص ۲۷) پر یہ جاہل یوں رقم طراز ہے: "جن اسرار و رموز قرآنی پر خیر القرون ثم الذین یلونھم واقف ہوئے بعد میں آنے والے فقیہ، محدث، شیخ، مجتہد، علامہ کے لباس میں آ کر مضامین و مقاصد قرآن کو

خواہشات کے ماتحت دماغی مخترعات کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کرنی شروع کی۔ یہاں تک کہ امت مسلمہ ملت واحدہ بہتر فرقوں میں تقسیم ہو کر وحدت کی نعمت کو کھو بیٹھی۔"

فائدہ: اوّل یہ ثابت کیا جا چکا ہے یہ فرقہ باطلہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال و افعال فہم کو قابل حجت تسلیم نہیں کرتا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال و افعال اس فرقہ نے ردی کی ٹوکری میں پھینک دیئے۔ جو دین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین سے نقل ہو کر آیا ہے وہ ختم ہوا۔ وہ قابل اعتبار نہ رہا۔ جب ناقل دین قابل حجت نہیں تو ان سے نقل شدہ دین کب قابل حجت ہے جیسا ان کے اقوال افعال میں بے اعتبار، اسی طرح دین جو ان سے نقل ہو کر آیا وہ بھی بیکار اور بے اعتبار ہوا۔ اس فرقہ نے اوّل حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم ساقط و بے اعتبار قرار دی۔ پھر اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم کو ساقط بے اعتبار قرار دیا۔ اگر کوئی کمی باقی تھی تو اس پر کاری ضرب لگا کر ختم کر دی وہ یہ کہ بدائے حق پوتھی میں فرمایا کہ جمہور سلف اکابر کے کپسولوں میں زہر کس قدر بھر دی گئی۔ میں نے سلف صالحین، اکابرین کے اقوال اور ان کی کتابوں میں بعد کے علماء نے اپنی طرف سے برے برے عقائد اور برے برے اعمال، افعال انہی خواہشات نفسانی اور اختراع دماغی سے داخل کر دیئے اور قرآن کے مفہوم میں زہر بھر دی اور یہ ظاہر ہے کہ زہر کھانے سے انسان ہلاک ہو جاتا ہے۔ بعد والوں نے ایسے گندے عقائد داخل کر دیئے جن سے دین محمدی ہلاک ہوا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نقل ہو کر جو آیا ان اقوال نے اس کو زہر آلود کر دیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کا قول و فعل ایک زہر بن گیا جو عمل کرے گا وہ ہلاک ہوگا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قول و فعل کو گرانے کے بعد جو کمی باقی تھی وہ کپسولوں سے پوری ہو گئی۔ اب ان کی تحریریں، کتابیں، اقوال، افعال سب بیکار۔ تمام دین میں بعد والوں نے گمراہی کا زہر بھر دیا ہے۔ ان کتابوں کے پڑھنے سے دین تباہ ہوگا۔

رہا صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد تابعین کا معاملہ، وہ بھی سن لیں کہ تابعین کے جو محدث، فقیہ، مجتہد آئے انہوں نے قرآن کے مفہوم اور تفسیر کر کے اپنی تفاسیر میں خواہش نفسانی اور اختراع دماغی کے مضامین کے ذریعہ گمراہی کا زہر بھر دیا۔ اب اس فرقہ باطلہ سے پوچھو دین اسلام آپ کو کس نے بتایا۔ دین تو گیا مگر آپ نے حسب ذیل امور کو خود تسلیم کر لیا۔

۱...... جو تفسیر قرآن اس فرقہ نے کی ہے یہ چودہ سو سال میں کسی مفسر نے نہیں کی۔ یعنی ان کی خود ساختہ ہیں۔

۲...... جو عقیدہ انہوں نے ایجاد کیا اور جس کی دعوت لوگوں کو دیتے ہیں یہ عقیدہ چودہ سو سال میں کسی صحیح مسلمان کا نہ تھا۔

۳...... جس دین و مذہب پر اب یہ لوگ ہیں یہ مذہب چودہ سو سال میں کسی مسلمان کا نہ تھا۔

۴...... چودہ سو سال میں امت محمد یہ باطل پر رہی اور گمراہی پر سب کا اتفاق رہا۔

۵...... چودہ سو سال میں کسی فرد کو معلوم نہ ہوا نہ یہ سمجھ سکا کہ ہم باطل پر ہیں۔ حالانکہ اس عرصہ میں بے نظیر اور لاثانی محدث، مفسر، فقیہ، مجتہد، عالم اور صوفیاء کرام میں صاحب کشف والہام بھی گزرے ہیں۔ مگر کسی کو یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ گمراہی پر ہیں اور اب سمجھ آئی تو اس فرقہ ضالہ در یوزہ گرز کوۃ و عشر اور قربانی کے چمڑے اور صدقات پر زندگی بسر کرنے والے کو جس کی منڈی مسجد ہے، محراب و منبر دو کان ہیں اور لوگوں کے مال کی میل خون اور پیپ جس

کی غذا ہے۔ لطف یہ کہ اگر کوئی آدمی کسی صحیح دینی مدرسہ میں زکوٰۃ دینے پر تیار ہوا انہوں نے آگے بڑھ کر کہا زکوٰۃ ہمیں دو وہ تو مشرک ہیں۔

۶...... یہ بھی مان لیا کہ تہتر فرقہ باطلہ بھی انہیں مفسرین کی غلط تفسیر قرآن کرنے کی وجہ سے پیدا ہوئے۔ یعنی فقہاء، محدثین، مفسرین نے یہ تہتر فرقے پیدا کئے جن میں صرف ایک فرقہ ناجی ہے باقی سب دوزخی تو جب بہتر دوزخی ہیں تو ان کے موجد بطریق اولیٰ گمراہ اور دوزخی ہوئے۔ گویا جب بھی اس کفر کی تلوار اٹھی تو اس کی ضرب اہل سنت والجماعت پر ہی گی۔ ان کو عیسائی، ہندو، رافضی، قادیانی، پرویزی کوئی یاد نہ رہا۔ ان کی کفر کی توپ کا منہ ہمیشہ اہلسنت کی طرف ہی رہا۔

اب ان کی توحید غور سے سنیں، سلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین اور تبع تابعین ہیں جن کے زمانوں کو رسول خدا ﷺ نے خیر القرون ہونے اور صالح ہونے کی شہادت دی اور حضور ﷺ نے فرمایا میری امت میں قیامت تک پیدا ہونے والے لوگوں سے یہ لوگ افضل و صالح ہوں گے۔ ان کا قول دین ہوگا مگر نیلوی اور بندیالوی نے اپنی پوتھی (ندائے حق ص ۱۵) پر لکھا ہے: "یہ فرضی سلف، فرضی جمہور اور فرضی اکابر ہیں۔" جس سے ان سنی نما تقیہ باز رافضیوں کا مقصد یہ تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن کو اسی طرح تابعین، تبع تابعین، متاخرین جو فرضی جمہور ہیں۔ اصل میں یہ سب دین کے دشمن تھے، یہ لوگ شیعہ سے چار قدم آگے بڑھے ہیں۔

اچھا نیلوی صاحب! یہ فرمائیں جب یہ صحابیؓ فرضی ہیں تو انہوں نے نبی بھی فرضی بنا لیا ہوگا۔ (معاذ اللہ) قرآن بھی فرضی یہ ان کی توحید کا ماحصل ہے اور یہ کوئی نئی بات نہیں۔

اور ایک موحد مولوی منور دین چک منگلا کی میرے ساتھ بات ہوئی اور کہا کہ مرزا قادیانی ان عوام الناس سے کہیں درجہ اچھا تھا یہ مشرک ہیں وہ موحد تھا۔ اسی طرح مولوی فضل الرحمن جو مولوی شہاب الدین خلیفہ مولوی محمد حسین علی کا لڑکا تھا اسی کی توحید نے یہ گل کھلائے کہ نبی کریم ﷺ پر نزول وحی کا انکار کر دیا۔

لوگو! ان تمام کے عقائد بالکل ایک ہی ہیں خواہ قاضی شمس الدین ہو، خواہ شیخ القرآن ہو، نیلوی ہو، بندیالوی ہو، گجراتی ہو، چتوڑ گڑھی ہو، پنج پیر ہو سب ایک تھیلی کے چٹے بٹے ہیں۔ صرف لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے اشاعت التوحید والسنۃ کا لیبل لگا رکھا ہے ان کے شیخ القرآن نے ایک دفعہ غلطی سے راز فاش کر دیا کہ ڈھوک زمان داخلی جکڑالہ میانوالی شیخ القرآن آئے۔ واپسی پر قاضی عمر دین ہمراہ ہو لئے راستہ میں پوچھا نبی کریم عبدالقبر صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں یا نہ؟ شیخ القرآن نے کہا کہ ہم کو تو یہ بھی یقین نہیں کہ آپ کا وجود مبارک صحیح موجود ہے یا مٹی ہو چکا ہے۔ قاضی عمر دین نے کہا پھر آپ نے حیات النبی ﷺ کے مسئلہ پر دستخط کیوں کر دیئے تھے۔ کہنے لگے کہ اگر دستخط نہ کرتے تو بندہ تو ایک بھی ساتھ نہ رہتا۔ یہ ہے ان کی اصل توحید۔

لوگو! ان بہروپیوں سے اور ان تقیہ بازوں سے بچ کے رہو۔

بندہ کو گکھڑ منڈی سے ایک خط ۲۶ / نومبر ۱۹۸۲ء کو ملا۔ لکھا ہے: "میرے ایک دوست جن کا نام قاری ریاض احمد ہے۔ یہ خلیب مسجد اور مہتمم مدرسہ بھی ہیں۔ ان سے کچھ اختلاف مسئلہ چل رہا ہے۔ اس لئے آپ کی رہنمائی کی ضرورت ہے۔ آپ نے اپنی کتاب عقائد و کمالات علمائے دیوبند میں عقیدہ رسالت میں لکھا ہے کہ آج کل کے اہل سنت والجماعت ہونے کا دعویٰ کرنے والے یہاں تک گئے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام مر کر مٹی ہو گئے

ہیں۔ اس لئے وہ حقیقت امت محمدیہ ﷺ کا فرد نہیں۔ تو جناب عالی! اپنے اکابرین مثلاً مولانا اسماعیل شہید و غلام اللہ صاحب و دیگر اکابرین علمائے دیوبند کی کتابوں میں ایسی عبارتیں ملتی ہیں جیسے تقویۃ الایمان و جواہر القرآن وغیرہ تو ان کے متعلق ہم کیا عقیدہ رکھیں کہ امت محمدیہ ﷺ میں شامل ہیں کہ نہیں۔''

فائدہ: حضرت اسماعیل شہید کا تو جناب نے نام لے لیا، اصل تو تقویۃ الایمان حضرت اسماعیل شہید کی ہے ہی نہیں۔ پھر پرانے نسخوں میں تو حضرات انبیاء علیہم السلام کے متعلق ایسی کوئی بات موجود نہیں۔ نئی کتابوں میں کسی نے مہربانی کردی ہوگی۔

رہے شیخ القرآن غلام خان تو ان کی جواہر القرآن تو توہین صلحاء و اولیاء اللہ سے بھری پڑی ہے۔ آپ نے شیخ القرآن کو علمائے دیوبند میں کیسے شامل کرلیا۔ علمائے دیوبند کی کسی کتاب میں یہ نہ ملتا ہے نہ ملے گا کہ انبیاء علیہم السلام مرکر مٹی ہوگئے۔ غلام اللہ کو دیوبندی کہنا علمائے دیوبند اور مسلک دیوبند کی توہین ہے۔ ان لوگوں کے مذہب کی تو کوئی تعیین ہی نہیں کرسکتا۔ ان کا مذہب بہت سے باطل مذاہب کا معجون مرکب ہے۔ جس کا خلاصہ انبیاء علیہم السلام سے لے کر صلحائے امت تک سب کی توہین کرنا ہے۔

کتاب تحقیق الکفر والایمان بآیات القرآن، سید مرتضیٰ حسن دیوبندی (۸۲) پر لکھا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات آسمانی اتنی طویل تسلیم کرنا خدا کے ساتھ شرک کرنا ہے اور عقیدہ شرک ہے۔

اب اس ملحد فرقہ نے بھی حیات الانبیاء علیہم السلام برزخی کے متعلق یہی عقیدہ ظاہر کیا ہے۔ سید مرتضیٰ حسن کا فتویٰ اور یہ قاعدہ مسلمہ ہے۔ اگر کسی شخص سے ایسی بات سرزد ہو جائے جس سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تکفیر اور ساری امت کی تضلیل لازم آجائے تو وہ شخص بلاتردد کافر ہے اور یہ لوگ تو افضل صحابہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کافر کہنے سے بھی نہیں چوکے۔ پھر اسی کتاب کے (ص ۸۶) پر فرمایا: ''اور بلاشبہ ثابت ہے کہ عہد نبوی ﷺ سے لے کر آج تک امت محمدیہ ﷺ کا اس پر عمل رہا ہے۔ ان امور کا مذاق اڑانا شرع محمدی ﷺ کی تعلیمات کا مذاق اڑانا ہے اور ان کی اہانت کرنا شرع محمدی ﷺ کی تعلیمات کی اہانت کرنے والا مرتد اور کافر ہے۔ اسی کتاب کے (ص ۸۳) پر فرمایا جب امت محمدیہ اسلام و کفر اور گمراہی میں تمیز نہیں کرسکی تو اس کی کیا دلیل ہے کہ توحید، رسالت، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج کے معانی جو ساری امت نے آج تک سمجھ رکھے ہیں یہ صحیح ہیں یا غلط۔

فائدہ: خلاصہ کلام کا یہ ہوا کہ اسلام ایک کھلی شاہراہ ہے کفر اور گمراہی بھی واضح چیز ہے جب ان دونوں متضاد چیزوں میں امت محمدیہ چودہ سو سال میں تمیز نہ کرسکی تو پھر حلال و حرام، جائز و ناجائز، نماز و روزہ، حج و زکوٰۃ نکاح و طلاق کے مسائل میں کیسے تمیز کرسکتی ہے۔

میں اس خط سے حیران ہوا جب خود سائل تسلیم کر چکا ہے کہ پوری امت میں شیخ القرآن کا عقیدہ سب سے جدا ہے جو پوری امت کا نہیں تو شیخ القرآن کے اس امت کا فرد نہ ہونے میں شبہ رہ گیا۔ بندہ سے پوچھنے کی کیا ضرورت تھی۔

شیخ القرآن صاحب کے لگائے ہوئے پودے نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ غلام بمعنی لڑکا ہے اور غلام اللہ خدا کا بیٹا بن گیا ہے اس لئے خدا کے بیٹے کی ہر بات خواہ کیسی ہو ماننی چاہئے۔ حالانکہ یہ پہلے سیدھا سادھا غلام خان تھا اور غلام بمعنی بندہ ہے تو غلام خان یعنی خوانین کا بندہ ہوا۔ جب غلام اللہ خان بنا تو اسے خدا کا بندہ ہی رہنے دیتے بندہ

سے غلطی ہو ہی جاتی ہے۔ شیخ القرآن نے بھی ٹھوکر کھائی کہ سلف صالحین کے خلاف عقائد باطلہ کی تعلیم دی۔ کیا واعظ سعید ملتانی نے یہ نہیں کہا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی میرے سامنے سماع موتی کا اقرار کرے تو میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی کافر کہوں گا۔ کیا یہ صاف اقرار نہیں، اس ملحد فرقہ کا۔ وہ عقیدہ نہیں جس کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول خدا سے تعلیم حاصل کی تھی۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تو صلوٰۃ وسلام عند القبر کے قائل ہیں۔ جیسا کہ تنزیہ الشریعہ عن اخبار الشنیعہ کے (ص ۳۲۵) پر ہے: "وله شواهد من حديث عبدالله ابن مسعود و عبدالله ابن عباس و ابی هريره اجمعهما البيهقی و من حديث ابی بكر الصديق اخرجه الديلمی من حديثهما اخرجه العقيلی" اس حدیث کے صحیح ہونے پر تین گواہ موجود ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود، حضرت عبداللہ ابن عباس، حضرت ابوہریرہ۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم کی حدیثیں جن کو بیہقی نے دیلمی سے اخراج کیا ہے۔

فائدہ: یعنی حدیث "من صلى علىّ عند قبری سمعته" کی حدیث کو ان محدثین نے اخراج کیا ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہوا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سماع موتی اور سماع صلوٰۃ وسلام عند القبر کا عقیدہ رکھتے تھے۔ اصل میں یہ ٹولہ قرآن کریم اور حدیث نبوی ﷺ کو اپنا محکوم اور غلام بنانا چاہتے ہیں۔ اس لئے یہ کسی مفسر یا محدث یا فقیہ کا قول قبول کرنے کے لئے تیار نہیں۔

جب ان کے سامنے کسی بڑی سے بڑی ہستی کا حوالہ پیش کیا جائے تو جواب دیتے ہیں یہ کوئی نبی تو نہ تھا کہ اس کا قول مان لیا جائے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے نبی تو شیخ القرآن اور نیلوی ہیں اور ان کا آخری نبی عنایت اللہ گجراتی ہے۔ کیونکہ ان کا تو برے سے برا عقیدہ بھی تسلیم کر لیتے ہیں۔ جب ان سے کہا جائے یہ عقیدہ جو تم پیش کرتے ہو یہ تو پہلے لوگوں کا نہ تھا نہ تمہارے آباؤ اجداد کا تھا۔ جواب دیتے ہیں کہ کافر یہی کہا کرتے تھے "حسبنا ما وجدنا عليه آباءنا" میں نے ان سے کہا کہ آپ نے ٹھیک سمجھا ہے۔ آپ نے اپنے آباؤ اجداد کو کافر سمجھ کر ان کا مذہب ترک کر دیا ٹھیک کیا۔ آپ کا مذہب نیا، عقیدہ نیا، دین نیا اس ٹولے کا عقیدہ یہ ہے کہ ان سے پہلے سارے مسلمان کفر پر تھے یہ تو مسلم ہیں۔

ابتداء میں جب مسئلہ حیات النبی ﷺ زوروں پر تھا شیخ القرآن موضع تھمے والی اس مسئلہ کے لئے تشریف لائے۔ یہ عاجز اور مولوی نذیر اللہ گجراتی و دیگر علماء بھی وہاں پہنچ گئے۔ جلسہ عام میں میں نے اعلان کیا کہ آپ فریق مخالف قاضی شمس الدین صاحب کو گوجرانوالہ سے بلا لو یا شیخ القرآن کو میدان میں لے آؤ۔ مناظرہ میں مدعی میں ہوں گا۔ مجیب شیخ القرآن ہوں گے۔ میں ثابت کروں گا کہ مولوی غلام اللہ خان نہ دیوبندی ہیں، نہ حنفی ہیں، نہ اہل سنت ہیں۔ ان کا مذہب کئی باطل فرقوں کا معجون مرکب ہے۔ کرامیہ، نظامیہ، معتزلہ، خارجیہ، قادیانیہ، پرویزیہ اور رافضیہ وغیرہ۔

اس اعلان کے بعد شیخ القرآن اس علاقہ میں تشریف نہیں لائے۔ اس فرقہ باطلہ نے مرزا قادیانی کی طرح تدریجی ترقی کی ہے۔ پہلے اس نے مناظر ہونے کا، پھر مجدد ہونے کا، پھر امام مہدی ہونے کا، پھر نبی ہونے کا، رسول صاحب شریعت ہونے کا۔ ان حضرات نے بھی پہلے اشاعت توحید باری تعالیٰ کا نام لے کر اپنا کام شروع کیا۔ علماء ان کے ساتھ ہو گئے۔ پھر انہوں نے اولیاء کرام پر زبان درازی شروع کی۔ پھر صلحائے امت کی ایسی توہین کسی نے نہیں کی جتنی اس مردود فرقہ نے کی۔ ہم بادل نخواستہ یہ برداشت کرتے آئے۔ مگر جب ان ملحدوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور حضرات انبیاء علیہم السلام کو توہین کا نشانہ بنایا تو ہم سمجھ گئے۔ یہ موحد نہیں ملحد ہے۔ میری یہ پیش گوئی بآواز بلند ہے کہ کچھ

عرصہ بعد یہ منکرین نبوت ورسالت کا صاف صاف انکار کردیں گے۔حدیث رسول ﷺ کو تو نا قابل اعتبار قرار دے چکے ہیں۔یہ درحقیقت مکذب رسول ہیں۔جس کے صحت وسقم کا معیار صرف ان کی اپنی پسند ہے۔

رسول کریم ﷺ سے استہزاء

نیلوی صاحب کی پوتھی (ندائے حق ص ۶۵) "جو لوگ انبیاء علیہم کی حیات حسیہ، حقیقیہ، جسمانیہ عنصریہ کاملہ کے مدعی ہیں ان کا فرض تھا کہ انبیاء علیہم کو خصوصاً اپنے نبی کریم محمد رسول اللہ ﷺ کو قبر مبارک سے نکال لیتے تاکہ لوگ بھی آپ کی زیارت سے مشرف ہو کر صحابی کا درجہ حاصل کر لیتے اور مختلف مسائل کا تصفیہ حضور سے کر لیتے جیسے وفات سے پہلے اپنے فیصلے حضور ﷺ سے کرواتے تھے۔"

فائدہ: اگر نیلوی صاحب دیوبندی ہوتے تو المہند جو عقائد دیوبند پر مستقل کتاب لکھی گئی ہے جس میں دنیا بھر کے علماء کے دستخط ثبت ہیں ضرور دیکھی ہوتی۔معلوم ہوا نہ یہ دیوبندی ہیں نہ ان کا وہ مذہب ہے جو علمائے اسلام کا ہے۔

۲...... نیلوی صاحب کی بدتمیزی اور بداخلاقی دیکھئے کہا ہے خصوصاً اپنے نبی کریم کو قبر سے نکال لیتے۔

الجواب: مسلمان کی تو یہ ہمت نہیں پڑتی ہاں تمہارے بھائیوں حلب کے چالیس رافضیوں نے یہ حرکت کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ان کا حشر دنیا نے دیکھ لیا کہ جیتے جی انہیں زمین میں دھنسا دیا گیا تھا۔دوسری دفعہ نصاریٰ نے یہ ارادہ کیا۔جنہیں نورالدین زنگی نے ختم کر دیا۔اب تم نے شاید یہ ارادہ کر رکھا ہے کہ تمہارے گکڑوی نے جو کہا کہ:
"قبر مبارک کھود کر رسول خدا ﷺ کو نکال کر بدن اقدس پر چٹکی بھرتے ہیں۔اگر رسول خدا ﷺ نے "سی" منہ سے کی تو زندہ ہیں ورنہ مردہ ہیں۔"

بتاؤ ایسے لفظ کافر کے علاوہ کوئی اور کہہ سکتا ہے۔پھر نیلوی صاحب نے کہا "خصوصاً اپنے نبی" کو اس سے ظاہر ہے کہ نیلوی کا نبی کریم ﷺ سے کوئی تعلق نہیں۔آپ صرف مسلمانوں کے نبی ﷺ ہیں۔کیا نیلوی صاحب کو علم نہیں کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے سامنے مالک بن نویرہ نے یہ کہا تھا کہ قال صاحبکم تو مالک کو قتل کر دیا تھا کہ تم نے صاحبنا کیوں نہیں کہا۔اگر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ آج زندہ ہوتے تو نیلوی کی زبان گدی سے کھینچ لیتے۔

۳...... میں نے سمجھا تھا کہ نیلوی کوئی صاحب علم ہے۔یہ اب معلوم ہوا کہ نیلا تو گدھے کو کہتے ہیں۔اس لئے یہ اپنی نسبت کا صحیح مظہر ہے۔نیلوی کو صحابی ہونے کی شرائط کا بھی علم نہیں۔پھر نیلوی صاحب فرماتے ہیں تاکہ لوگ آپ سے مسائل کے فیصلے کروا لیتے۔کیا اسے اتنا علم بھی نہیں کہ رسول کریم ﷺ شریعت مکمل کر گئے اور مسلمان اپنے فیصلوں کے لئے شریعت کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

پھر نیلوی صاحب فرماتے ہیں خاص مسئلہ حیات جو متنازعہ فیہ ہے اس کو تو حل کر دیتے۔

ارے جاہل! اس مسئلے میں تو پوری امت کا اتفاق اور اجماع ہے اور یہ پوری امت کا اجماعی عقیدہ ہے اور یہ مسئلہ متواترات سے ہے۔حقیقتاً یہ سب رسول کریم ﷺ سے استہزاء کے سوا کچھ بھی نہیں۔

نوٹ: یاد رکھنا رسول کریم ﷺ کی نسبت بغیر اپنے دوسروں کی طرف کر رہا ہے جو حیات انبیاء علیہم کے قائل ہیں۔نیلوی صاحب کو یہ کہنا بھی گوارا نہیں کہ حضور ﷺ کی نسبت اپنی طرف کرے۔

۴...... مصر کے سلاطین عبیدیہ نے ایک بار مشورہ کیا تھا کہ تینوں قبریں مدینہ سے اکھاڑ کر اگر مصر لائی جائیں تو

آمدنی کا بڑا ذریعہ بن جائے گا۔ چنانچہ اس ڈیوٹی پر وزیر ابوالفتح کو لگایا جب وہ مدینہ میں داخل ہوا، مسجد نبوی ﷺ میں بے شمار مخلوق موجود تھی۔ ایک قاری قرآن پڑھ رہا تھا جب اس نے یہ آیت پڑھی: ''الا تقاتلون قوما نکثوا ایمانهم وهموا باخراج الرسول (التوبة:۱۳)'' اس قوم سے کیوں نہیں لڑتے جس نے عہد و پیمان توڑ دیا اور رسول کے نکالنے کا قصد کیا تو مسجد میں زلزلہ آ گیا الفتح منہ کے بل گرا، اس کے دانت ٹوٹ گئے کہتا تھا کاش میں پیدا ہی نہ ہوتا۔

میں نے ابتدائی دور میں قاضی شمس الدین صاحب کو خط لکھا تھا کہ حیات النبی ﷺ کے مسئلہ پر آپ میرے ساتھ تحریری بات کریں۔ ان شاء اللہ حق واضح ہو جائے گا۔ مگر قاضی صاحب انکار کر گئے۔

ہاں نیلوی صاحب! تمام مسلمانوں کا حیات انبیاء علیہم پر عقیدہ ہے۔ آپ منکر حیات ہیں۔ اس لئے رسول خدا ﷺ کی قبر کھودنی ہے تو آپ کھودیں جو حیات کا عقیدہ رکھتے ہیں انہیں کیا ضرورت ہے۔ ہاں آپ کا عقیدہ رافضیوں سے ملتا ہے۔ آپ ان کو بھی ساتھ ملا لیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ جب امام مہدی آئیں گے تو قبر رسول کو اور شیخین کی قبروں کو کھودیں گے۔ امام مہدی رسول کریم ﷺ سے بیعت لیں گے۔ یعنی رسول کریم ﷺ مرید ہوں گے۔ امام مہدی پیر ہوں گے۔ ابوبکر اور عمر ﷠ کو سزا دیں گے۔ امام مہدی کے آنے سے پہلے آپ لوگ ہی یہ کام کرلیں تاکہ ان کا کچھ بوجھ تو ہلکا ہو جائے۔ (معاذ اللہ)

مولوی اللہ بخش رسالہ (دعوت الارشاد ص ۲۶) پر لکھتا ہے کہ: ''بعد موت سماع و رویت انبیاء علیہم کا عقیدہ رکھنا یہ اصل یہود کی ایجاد ہے۔''

الجواب: معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو یہودیوں سے کوئی نسبت ہے آپ نے ٹھیک فرمایا کہ اس مسئلہ کی نفی جس نوزائیدہ ملحد فرقہ نے کی۔ اس نے یہود کے ایماء سے ہی کی۔ توہین انبیاء علیہم اور علمائے امت یہود کا خاصہ تھا۔ جو اب آپ کو ورثہ میں ملا۔ مبارک ہو! آج کوئی نبی موجود نہیں ورنہ تم لوگ یہودیوں کے نقشے قدم پر چل کر نبی کو قتل بھی کرتے۔ (معاذ اللہ)

سماع موتی اور سماع نبی کریم ﷺ عند القبر

یاد رکھیں کوئی باطل سے باطل فرقہ بلکہ کافر سے کافر فرقہ حتی کہ روسی، چینی، دہریہ بھی اپنے دعویٰ پر دلائل پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں خدا کوئی نہیں۔ کئی انبیاء علیہم کے انکار پر دلائل پیش کرتے ہیں کوئی قیامت کے عدم پر دلائل پیش کرتے ہیں۔ خواہ اوٹ پٹانگ ہوں مگر کرتے ہیں۔ یہ ملحد و مشرک ملحد بھی قرآنی آیات پیش کرتے ہیں۔ ناچیز کے سامنے اس فرقہ کے ایک مولوی صاحب نے آ کر کہا کہ مجھے چند آیات میں اشکال ہے۔ میں نے کہا پیش کیجئے۔ اس نے آیت پڑھی: ''ومن اضل ممن یدعوا من دون اللہ من لا یستجیب له الی یوم القیامة (الاحقاف:۵)'' میں نے کہا مولوی صاحب! میں نے تفصیلی جواب حیات برزخیہ میں لکھ دیا ہے۔ اب مجمل جواب سن لو۔

حضرت انور شاہ کشمیری﷫ نے مشکلات القرآن میں لکھا ہے کہ قرآن کریم کی دو لاکھ سے زائد تفسیریں لکھی گئیں ہیں۔ بڑی تفسیریں، روح المعانی، بحر محیط، ابن جریر، جامع البیان، ابن کثیر، تفسیر کبیر، درمنثور، خازن، معالم التنزیل، ابوسعود، منائل القرآن، البرہان زرکشی کی، حزبیہ القرآن، عبدالجبار معتزلی کی کشاف، قرطبی، مدارک، التنزیل بیضاوی، مولوی علی البیضاوی، فتح القدیر، شوکانی، تفسیر محمد علی صابونی، اتقان، طبقات المفسرین، سیوطی، اعجاز

القرآن، تنویر المقیاس، از تفسیر ابن عباس، غرائب القرآن، نیشاپوری کی تفسیر، ملا جیون، احکام القرآن جصاص، ظلال القرآن، تفسیر وحادی، اکلیل، اسباب النزول سیوطی، تفسیر مظہری، جلالین، جمل، تفسیر ابو جعفر، اعجاز القرآن، تفسیر منار۔

غرض ستر تفسیریں میرے کتب خانہ میں موجود ہیں۔ چودہ تفسیر صرف شیعہ کی موجود ہیں۔ جو مفہوم القرآن کی ان آیات کا عدم سماع موتی یا عدم سماع نبی کریم ﷺ عند القبر پیش کر کے ثابت کرتے ہیں۔ ان تمام تفسیروں میں سے ان آیات سے عدم سماع کا مسئلہ نکال کر ذرا پیش کریں قرآن کی یہ آیات کیا اس وقت قرآن میں موجود نہیں تھیں۔ جب ان مقدس ہستیوں نے یہ تفسیریں لکھیں یا ان کے سامنے نہ آسکیں کہ ورق الٹنے میں غلطی لگ گئی یا ان کی تفسیر عمداً ترک کردی یا صاف خیانت اور بددیانتی کی، اور یہ سارے کے سارے اس بددیانتی پر متفق ہوئے۔ یہ ساری آیتیں ان کے سامنے تھیں۔ حدیث رسول ﷺ کے وہ ماہر تھے۔ علوم میں گہری نگاہ تھی وہ جانتے تھے کہ ان آیات کا سماع موتی سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ قرآن کریم کے الفاظ جس طرح امت نے محفوظ کئے۔ اسی طرح ہر ایک لفظ کے معانی بھی محفوظ رکھے۔ جس طرح رسول کریم ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو الفاظ معانی حفظ کرائے۔ اسی طرح صحابہ رضی اللہ عنہم نے تابعین کو اور تابعین نے تبع تابعین کو قرآن کے الفاظ معانی حفظ کرائے اور تواتر قائم رہا۔ یہ الفاظ معانی ضروریات دین سے ہیں۔ ان کا انکار کرنا یا تاویل کرنا صریح کفر ہے۔ جیسا کہ حضرت انور شاہ صاحب نے فیض الباری اور عقیدۃ الاسلام میں لکھا ہے۔

چنانچہ (فیض الباری ج ۴ ص ۴۷۳) "الملحد هم الذين يؤلون فى ضروريات دينهم باجراء اهوائهم" ملحد وہ ہے جو ضروریات دین میں تاویل کرے اپنے ایجاد کردہ عقیدہ کو رواج دینے کے لئے۔

اور (فیض الباری ج ۱ ص ۷۱) زندیق کی تعریف یہ ہے: "وان اعترف ظاهرا و باطنا لكنه تفسره مالبث بالضرورة بخلاف ما تفسره الصحابة والتابعون واجمعت الامة عليه هو زنديق" زندیق وہ ہے جو قرآن کو ظاہر و باطن تو جانتا ہے مگر تفسیر ایسی کرتا ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین اور ائمہ مجتہدین کی متفقہ تفسیر کے خلاف ہو۔

فائدہ: میں نے کہا مولوی صاحب آپ کا عقیدہ ہے جس طرح قرآن سمجھو اپنی رائے سے تفسیر کرو وہ بھی زندقہ ہے اپنا مطلب جو تم بیان کرتے ہو ان تفسیروں سے پیش کرو، ورنہ تم زندیق ہو یا ملحد۔

مولوی صاحب نے جواب دیا وہ مفسر کوئی پیغمبر تھے کہ ان کی بات ماننا ضروری ہو۔ میں نے کہا وہ تو پیغمبر نہیں تھے البتہ غلام اللہ خان اور عنایت اللہ گجراتی آپ کے رسول ضرور ہیں کہ ان کی بات ماننا آپ کے لئے ضروری ہے۔ البتہ آپ "يتبع غير سبيل المؤمنين نوله ما تولى (النساء: ۱۱۵)" کا مصداق ضرور ہیں۔ آپ نے تسلیم کرلیا ہے کہ تمہارے یہ پیشوا امت رسول ﷺ میں نہیں ہیں۔ یہ مسلمانوں کو چھوڑ چکے ہیں۔ مگر یہ بات مان لی کہ غلام اللہ خان اور عنایت اللہ شاہ اور محمد طاہر پنج پیری سے پہلے ہم مسلمان نہیں تھے، صحیح عقیدہ نے ہی بتایا۔

یہ نہ سمجھنا کہ میں مسلمانوں کو نا مسلمان کہہ رہا ہوں بلکہ جن لوگوں نے علمائے دیوبند کو بنا سپتی دیوبندی کہا، جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی کو غیر عادل کہے، اس کو اور کیا کہا جائے۔ اگر تمہارا عقیدہ المہند کے مطابق ہے تو ٹھیک ورنہ تم دیوبند کا نام لے کر لوگوں کو دھوکا دیتے ہو۔ چندہ مانگتے ہو۔ شرم نہیں آتی۔

نیلوی صاحب نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو غیر معروف، بالفقہ والعدالۃ لکھا ہے۔ کیا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو یہ علم نہیں تھا کہ ایک جاہل کو قاضی بنا دیا۔ غیر فقیہ تو جاہل ہوتا ہے اور راوی میں عدالت شرط ہے اور غیر عادل راوی تو

فاسق ہے۔ مگر اس بدکار نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دونوں لفظ استعمال کئے ہیں۔ حالانکہ یہ وہ شخص ہے جس نے اسلام لانے کے بعد نبی کریم ﷺ کا دامن نہیں چھوڑا۔ یقیناً چوتھا حصہ دین حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل ہو کر آیا ایسے شخص کو یہ نیلوی جاہل ان الفاظ سے یاد کر رہا ہے۔ یہ ٹولہ حقیقت میں دشمن صحابہ رضی اللہ عنہم ہی نہیں بلکہ دشمن دین بھی ہے۔ ان میں اور شیعہ میں کوئی فرق نہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرح دوسرے جلیل القدر صحابی ؓ کو نیلوی جنگلی کا لقب دیا۔ اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔

پھر مولوی صاحب نے یہ آیت پڑھی: "انک لاتسمع الموتٰی اور ما انت بمسمع من فی القبور اور انک میت و انھم میتون"

الجواب: "انک لاتسمع الموتٰی اور ما انت بمسمع من فی القبور" میں دو صیغے ہیں ایک میں اسماع کی نفی ہے، دوسرے میں سماع کا اثبات ہے۔ نفی کا تعلق زمانہ دنیا سے ہے اور سماع کا تعلق زمانہ برزخ سے ہے۔ جب نبی کریم ﷺ کو حکم ہوا آپ زمانہ دنیا میں تھے جو اس وقت دنیا میں موجود نہیں۔ آپ ان کو نہیں سنا سکتے۔ ہاں! وہ برزخ میں سنتے ہیں۔ نفی اسماع کا تعلق دنیا سے ہے۔ سماع کا تعلق برزخ سے ہے۔ اب اشکال کیا ہوا۔ نبی کریم ﷺ اہل دنیا کو تبلیغ کرنے کے مکلف تھے نہ برزخ والوں کو جو لوگ اب دنیا میں نہیں ان کو تبلیغ محال ہے۔ لہذا انہیں کیا فائدہ ہوگا۔

دوئم: نفی اسماع کی ہے نہ سماع کی اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ زمانہ دنیا میں نہیں وہ برزخ میں ہے ان تک آواز پہنچانا میرا کام ہے۔ "ان اللہ یسمع من یشاء"

سوم: سماع سے غرض ہی عمل ہے صرف سننا سنانا نہیں جیسے کہتے ہیں میں نے اس کو کئی بار کہا نماز پڑھ وہ میری بات ہی نہیں سنتا۔ مراد یہ ہے میری بات پر عمل نہیں کرتا یا جیسے کہا جاتا ہے تمہارا مقدمہ فلاں کے پاس چلا گیا تو کہا جاتا ہے وہ تو مقدمہ سن ہی نہیں سکتا جس سے مراد ظاہر ہے۔

"انک میت و انھم میتون" یہ آیت آپ نے غلط موقع پر پیش کی۔ یہ اس وقت پیش کر سکتے ہیں جب حیات انبیاء علیہم السلام کا مسئلہ پیش ہے۔ اس آیت میں کس لفظ کا معنی عدم سماع ہے۔ جب سماع یا عدم سماع کا ذکر ہی نہیں تو یہ آیت پیش کرنا ناسمجھی کی دلیل ہے۔ البتہ اس آیت میں قرآن نے دونوں موتوں کا فرق واضح کر دیا کہ حضور ﷺ کی موت اور قسم کی ہے، دوسروں کی موت اور قسم کی ہے، ورنہ اتنا کافی تھا۔ "انک و انھم میتون۔ آیت انک لاتسمع الموتٰی اور و ما انت بمسمع من فی القبور" کا مفہوم اگر وہ لیا جو آج کے برخود غلط مفسرین لیتے ہیں تو دو صورتیں ممکن ہیں۔ اوّل یہ کہ نبی کریم ﷺ قبور پر جا کر اہل قبور سے حاجت طلب کرتے تھے۔ دوئم یہ کہ حضور ﷺ قبرستان میں جا کر اہل قبور کو تبلیغ کرتے تھے اور یہ دونوں صورتیں محال ہیں۔ کیونکہ پہلی صورت شرک ہے ور دوسری صورت خلاف عقل ہے۔ کیونکہ جب اہل قبور مکلف ہی نہیں تو انہیں تبلیغ کا کیا مطلب۔ تیسری صورت یہ ہے کہ عدم سماع سے مراد عدم نفی ہے یعنی کفار کو تبلیغ کرنا ایسا ہے جیسے مردوں کو۔ صاحب روح المعانی نے فرمایا کہ جن کو مشرکین پکارتے تھے وہ یا جماد ہوں گے یا ذوی العقول۔ اگر جماد ہوئے جیسے پتھر کے بت وغیرہ ان کے عدم سماع کی وجہ آلات سماع کا فقدان ہے اور اگر ذوالعقول ہوں جیسے شیاطین وغیرہ تو وہ قعر جہنم میں ہیں یا وہ نیک صالحین انبیاء علیہم السلام ہوں گے وہ نعمائے جنت میں مگن۔ معلوم ہوا کہ وہ کسی عارضہ کی وجہ سے نہیں سنتے۔

منکرین سماع موتی یہ بھی پیش کرتے ہیں کہ جہاں جہاں سماع کا ثبوت ہے اسی مورد پر بند رکھا جائے جہاں مورد نہیں وہاں انکار کیا جائے۔ جواب یہ ہے پھر شارع سے مورد کی تعیین کرائیں اور مورد کا قانون اور ضابطہ شارع سے بیان کریں۔ جب مورد کا کوئی قانون اور ضابطہ ہی نہیں تو مورد کی تعیین کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

منکرین سماع یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ فی الجملہ سنتے ہیں، جواب یہ ہے کہ فی الجملہ تو زندہ بھی سنتا ہے اگر سو جائے یا غشی آجائے تو نہیں سنتا۔ اسی طرح جب مورد پر سماع درست ہے جس کو آپ تسلیم کر چکے ہیں تو بتایئے جن موارد میں سنتا ہے اس وقت کیا وہ مردہ نہ تھا۔ اگر اس وقت سن لیا تو بتایا اوقات میں اس کے سننے میں کون سا پہاڑ حائل ہو گیا۔ اچھا یہ بتاؤ کفار مشرکین عرب انبیاء علیہم کو مانتے تھے یا ان کے منکر تھے۔ ظاہر ہے کہ وہ منکر تھے تو اس صورت میں ان کی قبور پر نداء اور فریاد کے کیا معنی اور ان کا عقیدہ تھا کہ موت ایک عدمی چیز ہے جو عدم بمعنی محال ہے اور قدرت باری محالات سے تعلق نہیں پکڑتی۔ کیونکہ محال میں استعداد تعلق بھی موجود نہیں۔ جب مشرکین عرب کا عقیدہ یہ تھا کہ موت نے ان کے وجود کو معدوم کر دیا تو عدم محض کو پکارنے کا کیا مطلب؟ زندگی اور موت ان کے ہاں یہ تھی کہ ہمارے آباؤ اجداد مر گئے ہم آگئے۔ ہم مر جائیں گے ہمارے بیٹے آجائیں گے۔ علیٰ ہذا القیاس! البتہ وہ پتھر کی مورتیوں کی پوجا کرتے تھے۔

یہاں ہمارے یہ نئے مفسرین یہ دھوکا دیتے ہیں کہ مشرکین عرب بتوں کی پوجا اس لئے کرتے تھے کہ اس وجہ سے وہ ارواح خوش ہوں گے جن کے یہ بت ہیں۔ یہ دعویٰ محض فریب ہے۔ کیونکہ مشرکین عرب کا عقیدہ موت سے متعلق پہلے واضح کیا جا چکا ہے۔ جب وہ معدوم ہو گئے تو معدوم کو خوش کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

کلام اور سماع شے واحد ہے جو کلام کر سکتا ہے وہ سن بھی لیتا ہے اور کلام کا ثبوت اس آیت میں صاف موجود ہے۔

"قال یالیت قومی یعلمون بما غفرلی ربی وجعلنی من المکرمین (یٰس:۲۶، ۲۷)" اس نے کہا کاش! میری قوم کو علم ہوتا کہ میرے رب نے مجھے بخش دیا اور مجھے عزت والی جگہ دی۔ ظاہر ہے کہ کلام زندہ ہی کرتا ہے زندہ ہی سنتا بھی ہے۔

"حتیٰ اذا جاء احدھم الموت قال رب ارجعون لعلّی اعمل صالحاً فیما ترکت کلّا انھا کلمۃ ھو قائلھا ومن ورائھم برزخ الی یوم یبعثون (المومنون:۹۹، ۱۰۰)" جب ان میں سے کسی کو موت آتی ہے تو کہتا ہے۔ اے میرے رب مجھے ایک بار دنیا میں پھر بھیج، میں جا کر نیک عمل کروں جو قصور ہوا وہ پورا کروں جواب ملا ہرگز نہیں یہ تو ایک بات ہے جو اس نے کہہ دی اور ان کے بعد عالم برزخ ہے قیامت تک۔

فائدہ: یہاں بھی کلام ہوئی سوال و جواب ہوئے سن کر نیز حجات دنیا میں لوٹنے کے لئے ہے۔ کلام کرنے کے لئے کوئی حجاب نہیں۔

"یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیوٰۃ الدنیا وفی الآخرۃ (ابراھیم:۲۷)" اللہ تعالیٰ ایمانداروں کو کلمہ توحید پر دنیا میں بھی ثابت قدم رکھتا ہے اور برزخ میں بھی۔

نوٹ: قرآن کریم بالقول فرمایا اور قول کے لئے قائل کا ہونا ضروری ہے۔ قائل ہوا تو کلام کا ہونا لازمی ہے کلام ثابت ہوئی تو سماع ثابت ہو گیا۔

۴...... "قالوا یاویلنا من بعثنا من مرقدنا (یس:۵۲)" وہ کہیں گے ہائے کس نے ہمیں نیند سے جگا دیا۔ یہاں بھی قالوا کے لئے قائل کی ضرورت ہے اور مرقد سونے کی جگہ کو کہتے ہیں اور رقود کے معنی سونا ہے اور سونا زندہ کے لئے ہے۔ لہٰذا یہاں میت کے لئے کلام کرنا اور سونا دونوں ثابت ہوئے۔ قرآن کریم میں رقود اسی معنی میں آیا ہے "وتحسبھم ایقاظاً وھم رقود (الکھف:۱۸)" کیا آپ نکیرین کے سوال وجواب کے قائل ہیں یا منکر ہیں۔ اگر منکر ہیں تو بات صاف ہے کہ ضروریات دین کا منکر کافر ہوتا ہے اور اگر قائل ہیں تو یہ کہئے کہ کیا سنے بغیر سوال وجواب ہو سکتے ہیں۔ نیز کیا آپ ثواب وعذاب قبر کے قائل ہیں یا منکر۔ اگر منکر ہیں تو ظاہر ہے کہ ضروریات دین کا منکر کافر ہے اور اگر قائل ہیں تو ظاہر ہے کہ ثواب وعذاب زندہ کو ہوتا ہے۔ حضرت انور شاہ صاحب نے (فیض الباری ج۲ ص۴۶۷) پر ایک فیصلہ کن بات لکھی ہے: "احادیث السماع متواترۃ" سماع کی حدیث متواتر ہیں۔

اور تواتر کا انکار کفر ہے، نیز (فیض الباری ج۲ ص۴۶۷) "فالانکار السماع الموتیٰ فی غیر محله لیس مالم ینقل عن احد من ائمتنا فلا بدلنا الالتزام بماسماع الموتیٰ" پس انکار سماع موتی کا اپنے محل میں نہیں ہے۔ جب ہمارے ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک سے بھی عدم سماع نقل نہیں ہوا۔ پس ضروری ہے کہ سماع موتی کے عقیدہ کو لازم پکڑا جائے۔

لیکن یہ حضرات جب حدیث کا انکار کر چکے ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم کے قول وفعل کو حجت نہیں سمجھتے۔ قرآن کی من مانی شرح وتفسیر کرتے ہیں اور تمام قابل احترام ہستیوں کی توہین کرتے ہیں تو انہیں اس سے کیا غرض کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا عقیدہ کیا تھا۔ مفسرین نے کیا سمجھا، محدثین کیا کہہ گئے۔

ان لوگوں نے تو حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ کے واقعہ کو جنگلی کی بات کہہ کر ٹال دیا۔ حالانکہ یہ واقعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے دس سال کے بعد کا ہے اور اس موقع پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا جم غفیر موجود تھا اور خلیفہ راشد عمر فاروق رضی اللہ عنہ موجود تھے اور ہم خلفائے راشدین کے قول کو شریعت کا درجہ دیتے ہیں۔ اجتہاد کا نہیں اور یہ واقعہ فیض الباری میں انور شاہ صاحب نے لکھا ہے اور ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں اور تاریخ طبری میں ابن خلدون نے اور ابن حجر عسقلانی نے اور سید سمہودی نے وفاء الوفا میں اور مولانا حسین علی تحریرات حدیث میں لکھا ہے کہ حضرت بلال بن حارث صحابیؓ، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر کے پاس آئے استسقاء کی درخواست کی یا رسول اللہ! دعا فرمایئے امت قحط سالی سے ہلاک ہو رہی۔ رات کو خواب میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمر رضی اللہ عنہ کو میرا سلام کہنا۔ صبح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے آپ کے لئے پیغام لے کر آیا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم نے یہ خواب کب دیکھا؟ جواب دیا البارحۃ۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس صحابہ رضی اللہ عنہم کا مجمع عام تھا انہوں نے سن کر کہا بلال نے سچ کہا۔

استسقاء عند القبر جلیل القدر صحابیؓ کا فعل ہے خلیفہ راشد کے سامنے بیان ہوا۔ آپ نے تصدیق فرمائی۔ خلفائے راشدین کا قول حکم تشریع کا رکھتا۔ قرآن وحدیث میں اقوال خلفاء کو واجب الاتباع قرار دیا ہے۔ پھر یہ واقع صحابہ رضی اللہ عنہم کے جم غفیر کے سامنے بیان ہوا ہے کسی نے اختلاف نہیں کیا۔ اگر یہ جائز نہ ہوتا تو صحابہ رضی اللہ عنہم یقیناً انکار کر دیتے کہ یہ فلاں نص قرآنی یا نص حدیث کے خلاف ہے۔ اگر کوئی بھی اختلاف کرتا یہ اختلاف آج تک چلا آتا اور فقہاء اور محدثین مفسرین کی مقدس جماعت اس کی ہرگز اجازت نہ دیتی۔ حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ کی

وفات ۶۰ھ میں ہوئی۔ یعنی اس واقعہ کے قریباً بیالیس سال بعد بھی وہ زندہ رہے۔ پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا کہ میں بحیثیت سفیر کے حضور ﷺ کا پیغام لے کر آیا ہوں۔ پیغام زندہ کا ہوتا ہے یا مردہ کا۔ پھر اس عرصہ میں کسی صحابیؓ نے یہ نہیں کہا کہ یہ خواب کا واقعہ ہے۔ درخور اعتناء نہیں۔ یہ آج کے کٹھ ملاؤں کا دل گردہ ہے کہ اسے جنگلی کا خواب کہہ رہا ہے جس کا اصول یہ ہے دین وہی ہے جو ہماری سمجھ میں آئے یا ہماری خواہش کے مطابق ہو۔ اس کے خلاف نہ خدا کی مانو نہ رسول خدا کی اور اللہ کی کتاب کے ساتھ تمسخر کا یہ عالم ہے کہ مشرکین اور کفار کے حق میں جو آیتیں نازل ہوئیں انہیں مسلمانوں پر چسپاں کرنے میں مشاق ہیں۔ جو خوارج کی خصوصیات میں سرفہرست ہے۔ چنانچہ بخاری شریف میں ''باب قتال الخوارج والملحدین'' میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا قول مذکور ہے: ''الخوارج ھم شرار خلق اللہ اطلقوا الی ایات اللہ نزلت فی الکفار جعلوا ھا علی المؤمنین'' خارجی بدترین مخلوق ہیں آیات قرآنی جو کفار کے حق میں نازل ہوئیں ان بدکاروں نے انہیں مسلمانوں پر چسپاں کر دیا۔

ان حضرات کا شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب نجدی ہے جس کو علامہ شامی نے خارجی لکھا ہے۔ یہ اس کے پورے پورے متبع ہیں جو آیات قرآنی بتوں کے حق میں نازل ہوئیں اور جن سے یہ لوگ عدم سماع موتی پر استدلال کرتے ہیں۔ ان آیات سے ان چند آدمیوں نے بھی استدلال نہیں کیا۔ جو منکر سماع ہوئے وہ بس عقلی دلائل پر اکتفا کرتے رہے۔ یہ لوگ ایک نام نہاد مجہول غیر معروف فتاویٰ فی تحقیق المذاہب کا حوالہ دیتے ہیں جیسا کہ شفاء الصدور اور اقامۃ البرہان میں ذکر کیا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ نے قبرستان میں کسی کو کسی قبر پر کوئی بات کرتے سنا تو فرمایا کیا اس نے کوئی جواب دیا تیری بات سنی۔ پھر آیت: ''وما انت بمسمع من فی القبور'' پڑھی اور فرمایا پھٹکار ہو اس پر جس کو جواب نہیں ملتا۔ پھر باتیں کرتا ہے۔

الجواب: میں نے حیات برزخیہ میں اشارۃ لکھ دیا تھا یہ مولوی قنوجی نواب صدیق حسن خان کا استاد تھا اور یہ غیر مقلدین کی دسیسہ کاری ہے۔ آپ مؤلف کا نام ولدیت بیان کریں۔ نیز یہ بتائیں کہ یہ کتاب کس سن میں اور کس مطبع میں شائع ہوئی۔ مؤلف کا مسلک کیا تھا۔ پہلے اس کا مسلک بیان کریں اور پھر بتائیں کہ احناف کے نزدیک اس کا کیا پایہ ہے۔ ان کی نگاہ میں اس کی حیثیت کیا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ معتبر کتب احناف میں اس کا تذکرہ نہیں ملتا۔ پھر یہ حوالہ نہ متقدمین حنفیہ نے دیا، نہ متاخرین کو معلوم ہو سکا۔ حالانکہ ترجمان حنفیت ملا علی قاری نے موضوعات کبیر میں اور اسی عبارت کو (عمدۃ الرعایہ ص ۱۶) پر نقل فرمایا: ''ومن القواعد الکلیۃ ان نقل الاحادیث النبویۃ والمسائل الفقھیۃ والتفاسیر القرآنیہ لا یجوز الا من الکتب المتداولۃ لعل الاعتماد علی غیرھا من وضع والزنادقۃ والحاق الملاحدۃ بخلاف الکتب المحفوظۃ فان نسخھا صحیحۃ متعددۃ'' قانون کلی یہ ہے کہ حدیث نبوی کی نقل کرنا یا مسائل فقہیہ یا تفاسیر قرآنیہ سوائے کتب متداولہ سے جائز نہیں۔ کیونکہ دوسری کتابوں پر اعتماد نہیں ہو سکتا کہ زندیقوں نے ملاوٹ کر دی ہو یا ملحدوں نے الحاد کر دیا ہو۔ اس کے برعکس ان کتابوں سے رجوع کرنا چاہئے جو محفوظ ہیں۔ کیونکہ ان کے نسخے صحیح اور متعدد ہوتے ہیں۔

اسی طرح حضرت سے کسی نے طبقات ابن سعد کے معتبر یا غیر معتبر ہونے کے متعلق پوچھا تو فرمایا۔ یہ کتاب ایک دفعہ عالم اسلامی میں نابود ہو چکی تھی یورپین قوموں نے طبع کرائی۔ لہٰذا غیر کی دست اندازی کا شک ہے۔ اس لئے غیر معتبر ہے۔ اب تمہاری غرائبی تحقیق المذہب کو کون مانے واقعی للمذہب المجہول ثبوت المجہول۔

فتح ابن الہمام نے (فتح القدیر ج ۳ ص ۲۴۶) پر لکھا ہے: ”طریق نقله احد الامرین لذلک عن المجتهد اما ان یکون له فیه سند الیه او یاخذ من معروف تداولته الایادی نحو کتب محمد بن حسن ونحوها من التصانیف المشهورة للمجتهدین لانه بمنزلة الخبر المتواتر عنهم او المشهور کذا ذکره الرازی فعلی هذا لو وجدنا بعض النسخ النوادر فی زماننا یحل غیر ما فیها الی محمد ولا الی ابی یوسف لانها لم تشهر فی عصرنا فی دیارنا ولم تتداول نعم اذا وجد النقل من النوادر مثلاً فی کتاب معروف مشهور کالهدایة والمبسوط کان ذالک تحویلا علی الکتاب“ قاضی (یا مفتی) کے مجتہد سے نقل کرنے کے دو ہی طریقے ہیں۔ ایک یہ کہ نقل روایت کی سند مجتہد تک مسلسل جائے یا کسی ایسی کتاب سے نقل کرے جو مشہور ہو معروف متداول ہاتھوں ہاتھ آئی ہو۔ جیسے امام محمد بن حسنؒ کی کتابیں یا ان کی مانند مجتہد مشہور کتابیں۔ کیونکہ کتاب میں ان سے مشہور اور خبر متواتر کی طرح مذکور ہوئیں۔ امام ابوبکر جصاص رازی نے اسی طرح ذکر کیا۔ اگر ہم اپنے زمانے میں کسی نادر کتاب کے بعض نسخے پائیں تو اس کی نسبت امام محمد یا ابو یوسف کی طرف کرنا جائز نہ ہوگا۔ اس وجہ سے یہ کتاب ہمارے زمانے میں ہمارے شہروں میں متداول نہیں ہوئی۔ ہاں اس نادر غیر معروف کتاب کی نقل کسی مشہور معروف کتاب سے مل جائے۔ جیسے ہدایہ، مبسوط اس پر بھروسہ جائز ہوگا۔

یہ اصول عالمگیری اور بحر الرائق وغیرہ میں موجود ہے۔

فائدہ: جب امام محمد اور امام ابو یوسفؒ جو ہمارے امام ہیں اور جو حضرت امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد ہیں۔ ان کی کتاب غیر معروف وغیر مشہور اور قابل حجت نہیں۔ نہ اس سے نقل جائز ہے جب تک متداول یا کسی مشہور فقیہ کی کتاب میں اس کی عبارت موجود نہ ہو اور یہ لوگ ایک مجہول اور غیر معروف کتاب فتویٰ غرائب کو لئے پھرتے ہیں۔ اگر امام صاحب کا یہ مذہب ہے تو کتب متون فقہ میں جو متداول ہیں دکھائیں۔

(فیض الباری ج ۲ ص ۴۶) ”فاعلم ان القبور فی الحس معطلة قطعاً وحینئذ اجراء الکلام علیها کانها خالیة من الافعال اجراء علی ما فی الواقع ونفس الامر وان کان فی نظر عالم الغیب غیر معطلة ومشغولة اهلها واصحابها فی ما فوض الیهم من ربهم“ جان لو کہ ظاہراً حساً دیکھتے ہیں کہ تمام قبریں قطعاً خالی پڑی ہیں ان میں کوئی فعل نہیں ہو رہا۔ اس طرح جاری کرنا کلام کا واقعہ میں اور نفس الامر میں بالکل خالی ہے اور عالم غیب کی نظر میں کوئی بھی معطل نہیں۔ یہ افعال سے خالی ہے اور ان قبروں میں رہنے والے ثواب وعذاب میں مشغول ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان پر مسلط کر دیا ہے۔

(فیض الباری ج ۲ ص ۴۹۲ باب ما جاء فی عذاب القبر) ”وهو ثابت عند اهل السنة والجماعة کانه بالتواتر“ عذاب قبر اہل سنت والجماعت تمام کے تمام کے نزدیک تواتر سے ثابت ہے اور ظاہر ہے کہ تواتر کا منکر کافر ہے۔

فائدہ: یہ ثابت ہو چکا کہ کوئی مسئلہ کسی مجہول کتاب سے ثابت نہ کیا جائے۔ غرائب کی کوئی حیثیت نہیں۔

(۲) عذاب قبر پر پوری امت کا اجماع اور اتفاق ہے تواتر سے ثابت ہے منکر تواتر کافر ہے۔

(۳) پورا پورا قرآن بھرا ہوا ہے کہ جہان دو ہیں، عالم الغیب اور عالم الشہادت جس طرح یہ دو جہاں مختلف ہیں ان کے احکام بھی مختلف ہیں۔ عالم شہادت محسوس اور مشہود ہے۔ اس کے احکام بھی کانوں سے سننا، زبان سے کلام کرنا، آنکھوں سے دیکھ لینا، تکلیف آرام کا محسوس کرنا۔

عالم الغیب نہ آنکھوں سے دیکھا جاتا ہے، نہ اس زبان سے کلام ہو سکتی ہے، جہاں اوّل یعنی محسوس کا تعلق علمائے ظاہر اور علمائے باطن دونوں سے ہے۔ کیونکہ اس کا تعلق علوم نبوت سے ہے اور جہاں ثانی کا تعلق علمائے باطن سے ہے۔ جس کا تعلق نور نبوت سے ہے عالم الغیب کے حالات مردوں کی قبور میں مشغول بالعذاب وثواب ہونا، ان کی قبور کا آباد ہونا، اہل قبور کے حالات واقوال، احوال سب معلوم ہوتے ہیں۔ مگر ان کو جنھیں نور نبوت حاصل ہو۔ عارف باللہ کامل ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ عالم غیب، عالم شہادت سے زیادہ آباد ہے۔ قرآن دونوں جہان آباد بتاتا ہے۔ مگر جس کی بصیرت کی آنکھیں پٹ ہوں اسے اس جہان کی آبادی معلوم نہیں ہوتی۔ سوائے انکار کے کیا کر سکتا ہے۔ یاد رکھو کافر، فاسق، علوم نور نبوت حاصل نہیں کر سکتا۔ عالم محسوس کا تعلق نبوت کے ظاہری پہلو سے ہے اور عالم الغیب کا تعلق نبوت کے باطنی پہلو سے ہے۔ یہ مسئلہ اس لئے لکھا ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں عذاب نظر نہیں آتا۔ کیا نبوت کا باطنی پہلو تمھیں نظر آتا ہے جب جبرائیل آتا اور رسول کریم ﷺ سے بات کرتا وہ بات کسی اور کو سنائی نہیں دیتی تھی۔ مگر جب وہی بات رسول کریم ﷺ اپنی زبان سے ادا کرتے لوگوں کو سنائی دیتی۔

کشف حاشیہ درمختار (ج ۱ ص ۳۱۱ حاشیہ نمبر ۷) ''المطلوب فیما ذھب الیہ طبع القاصر و ذھن الفاتر ان السماع لامطلق لا ینکرہ احد و انما الخلاف فی کیفیتہ النزاع نزاع اللفظی اللہ اعلم و اعلی الکلام و اقصی الحرام ان ھذا المسئلۃ لیست مما یبحث الحافظون وینقلہ الناقلون بل ھو من الانکشاف الصفاتی الذی ینکشفہ اللہ تعالی اولیاء فالایۃ یشیر الی مقام والحدیث یشیر الی مقام'' اصل مطلوب جس کی طرف میری طبیعت قاصر اور دماغ فاتر گیا وہ یہ ہے کہ مطلق سماع موتی کا منکر کوئی بھی نہیں۔ ہاں کیفیت سماع میں اختلاف ہے اور یہ صرف نزاع لفظی ہے مقصودی بات تو یہ ہے کہ سماع موتی کا مسئلہ علمائے ظاہر کی سمجھ سے باہر ہے، نری لفاظی اور نقل سے کام نہیں بنتا۔ بلکہ یہ مسئلہ انکشاف صفاتی سے تعلق رکھتا ہے جو اللہ تعالیٰ قبور کے حالات اولیاء اللہ پر منکشف فرما دیتا ہے۔ آیت قرآنی اور مقام کی طرف اشارہ کرتی ہے یعنی سماع عدم نافع کی طرف اور حدیث دوسرے مقام کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

صاحب کشف الاستار نے ٹھیک فرمایا کہ شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔ مگر یہ چیز کہاں سے لائیں یہ تو نور نبوت سے حاصل ہوتی ہے جو نور نبوت کے قریب ہی نہ جائے۔ بلکہ نور نبوت کو ناجائز کہے، اس کو یہ کہاں نصیب ہو سکتا ہے۔ ''یھدی اللہ لنورہ من یشاء (النور: ۳۵) او من لم یجعل اللہ لہ نورا فمالہ من نور (النور: ۴۰)''

یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ عالم برزخ عالم غیب سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کے تمام احکام وافعال بھی اس قسم کے ہیں۔ امور غیبیہ پر دلائل ظاہر یہ پیش کر کے احکام غیبیہ ثابت کرنا نری حماقت ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ عالم غیب کی زبان کلام سماع سے واقف ہو اس سے دریافت کریئے کہ عالم برزخ والے کس طرح سنتے اور کس طرح کلام کرتے ہیں۔

تو نہ دیدی گہے سلیمان را ۔۔۔ چہ شناسی زبان مرغاں را

اور جب اس عالم سے واقفیت ہو جائے تو صورت یہ بنتی ہے کہ:

بینی اندر دل علوم انبیاءؑ ۔۔۔ بے کتاب و بے معید و اوستا

اگر یہ سمجھنا چاہو تو ایسے آدمی سے پوچھو جو علوم نبوت کے علاوہ نور نبوت سے بھی بہرہ ور ہو۔ ورنہ سماع موتی اور اخذ فیض از ارواح کا انکار والا اپنی جہالت کا ثبوت دیتا ہے۔

(فیض الباری ج ا ص ۱۴۹، ۱۵۰) "لجمیع انواع البر الاذکار والاشغال وغیرها والاذکار یقال للاوراد المسنونة واما ذکره المشائخ من الضربات الکیفیات واعلم ان لفظ الاحسان مثامل یقال لها اشغال والنسبة فی اصطلاحهم ربط خاص سوی ربط الخالقیة والمخلوقیة فمن حصل له ربط سوی ربط العالم یقال صاحب النسبة والطرق المشهورة فی التصوف السهروردیة والقادریة والجشتیة والنقشبندیة وسلسلة السهروردیة تسلسلت فی اجدادنا من شرة متصلة" اور جان لو کہ لفظ احسان کا شامل ہے تمام اقسام بر کو یعنی تمام نیکیوں کو خواہ اذکار ہوں یا اشغال، اذکار کا لفظ اوراد اور ادعیہ مسنونہ پر بولا جاتا ہے اور جو چیزیں مشائخ نے ضربات اور کیفیات کی صورت میں بیان فرمائیں ان کو اشغال کہتے ہیں اور ان کی اصطلاح میں نسبت ایک ربط خاص کو کہتے ہیں جو خالقیت اور مخلوقیت کے تعلق کے علاوہ ہے اور تصوف میں چار سلاسل بھی برحق ہیں۔ جیسے سہروردیہ، قادریہ، نقشبندیہ، چشتیہ اور سلسلہ سہروردیہ ہمارے خاندان میں دس پشتوں سے مسلسل چلا آرہا ہے۔

فائدہ: حضرت شیخ انورؒ نے واضح کر دیا کہ جس طرح ہمارے چار مذاہب برحق ہیں۔ اسی طرح چار سلاسل بھی برحق ہیں۔ چار مذاہب میں نبوت کا ظاہری پہلو سنبھال لیا اور چار سلاسل نے باطنی پہلو سنبھال لیا۔ جس مذہب نے نبوت کے یہ دونوں پہلو سنبھالے وہ مذہب اہل سنت ہے۔ اسی طرح شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے فرمایا کہ بغیر ضربات کے لطائف کا منور ہونا محال ہے۔ یہ بھی فرمایا بغیر ضربات لطائف روحانی کیفیات کا پیدا ہونا محال ہے۔

فیض از قبور

(فیض الباری ج ۴ ص ۴۳۴) "فقد سألت مرة عنه من الاستفاضة من اهل القبور هل يجوز ذالک ام لا فقال اما المحدثون فلا اراهم یجوزونه ولکن اجیز اما لکونه ثابتا عند ارباب الحقائق غیر انه ینبغی لمن له اهلا وامامن کان غرقا فی الظلمات فلا خیر له" میں نے شیخ انور سے ایک دفعہ اہل قبور سے حصول فیض کے متعلق سوال کیا کہ یہ جائز ہے یا نہیں تو فرمایا کہ محدثین میں میں نہیں دیکھتا وہ جائز رکھتے ہوں۔ لیکن میں جائز رکھتا ہوں کیونکہ یہ قائز ثابت ہے صوفیاء، عارفین، ارباب حقائق سے۔ مگر یہ ضروری ہے کہ قبر سے فیض لینے کی اہلیت رکھتا ہو۔ بہر حال وہ شخص جو اندھیروں میں غرق ہو اس کے لئے کیا اچھائی ہے۔

پھر فقہاء کا رد فرماتے ہوئے (فیض الباری ج ۴ ص ۳۲۰) "فینبغی ان یرجع فی مثاله الی کلام العرفاء فانهم اعلم بهذا الموضوع لکل فن رجال" حق یہ ہے کہ روح سے فیض حاصل کرنے کے مسئلہ میں اور اسی طرح کے سلوک وتصوف کے مسائل میں عارفین کے کلام کی طرف رجوع کی جائے وہ لوگ اس فن سے اچھی طرح واقف ہوتے ہیں۔ کیونکہ ہر فن کے مخصوص ماہر ہوتے ہیں۔

اس کی تحقیق کے لئے علمائے دیوبند کے بنیادی عقائد دیکھے جائیں تو "المهند" جو علمائے دیوبند کے بنیادی عقائد کی جان ہیں۔ اس میں لکھا ہے و وصول الفیوض من قبورهم و صدورهم صحیح یعنی اولیاء کے سینوں اور قبور سے فیض حاصل کرنا بالکل درست ہے۔

فائدہ: (۱) میرا یقین ہے کہ شیخ انورؒ علماء میں ایک سورج کی طرح تھے جو غروب ہو گیا۔
(۲) اگر میدان قیامت میں اللہ نے مجھ سے پوچھا کہ تم نے کوئی نیکی بھی کی تو میں جواب دوں گا یا خدایا میں نے حضرت انور شاہ محدث کو دیکھا تھا۔
(۳) اہلسنت کا عقیدہ ہے بغیر انبیاء علیہم کے کوئی معصوم نہیں ورنہ میں کہتا کہ انور شاہ معصوم تھے۔ بایں ہمہ اگر شیخ انور سلوک یا سیر الی اللہ یا سیر فی اللہ یا ان کیفیات جو سالک پر طاری ہوتی ہیں۔ خود بخود سمجھنا چاہتے تو ہرگز ہرگز نہ سمجھ سکتے۔ سلوک یہ نہیں کہ پانچ لطائف حاصل کر لئے یا مراقبات ثلاثہ یا دوائر ثلاثہ یا سیر کعبہ یا فنانی الرسول یا فنا بقاء یا سالک المجذوبی کے منازل حاصل کر لئے یہ تو سلوک کے مبادی، اساس اور قواعد ہیں اصل تو عالم امر سے آگے چلنا ہے۔ عالم حیرت تک اللہ تعالیٰ کی انتہاء نہیں نہ ابتداء ہے۔ سلوک کی ابتداء ہے مگر اس کی انتہاء معلوم نہیں۔ میں کہتا ہوں دس ہزار سال عمر کسی کی ہو کسی کامل سے ملے جس کو اپنے نبی کی جوتیوں کے صدقے مکمل اتباع سنت کی وجہ سے رب العالمین سے فیض بالذات شروع ہو جائے وہ متبع شریعت بندہ مخلص ہو۔ اس کا سلوک فیبی کشش، فیبی جذبہ، فیبی توجہ سے ملتا ہے۔ ہاں یہ ختم نہیں ہوتا۔ ''اللھم اجعلنی من الحاضرین ولا تترکنی من الغائبین'' میرا دل تھا قدرے تفصیل سے لکھتا مگر کون سمجھے گا، کیا فائدہ؟ وہ تو بجائے حاصل کرنے کے اعتراض کریں گے۔

لباس فہم بر بالائے او تنگ — سمند ہم در صحرائے او لنگ
نہ چندی گنجد ایں جادہ چونی — فرد بند لب از کم وز فزونی

اور

ایں آں سعادت ہست کہ حسرت برد براں — جویان تخت قیصر وملک سکندری

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ اور فیض از قبور

(القول الجمیل عربی ص ۱۶۱) ''اذا دخل المقبرة قراء سورة انا فتحنا فی رکعتین ثم یجلس مستقبلا الی المیت مستدبرا الی الکعبة الی ان قال ویقرأ سورة الفاتحة احدی عشرة ثم یقرب المیت ویقول یا روح ویضرب فی القلب حتی یجد انشراحا ونورا ثم ینظر لما یفیض من صاحب القبر علی قلبه'' جب قبرستان میں داخل ہو سورۃ انا فتحنا لک دو رکعتوں میں پڑھ کر کعبہ کی طرف پیٹھ کر کے میت کی طرف منہ کر کے بیٹھ جائے اور گیارہ مرتبہ سورۃ فاتحہ پڑھ کر میت کے قریب ہو جائے اور کہے یا روح اور ضرب اس کی قلب پر لگائے حتیٰ کہ سینہ میں انشراح پیدا ہو جائے۔ پھر انتظار کرے کہ روح کی طرف سے سالک کے دل پر کیا فیض آتا ہے۔
فائدہ: یہ طریقہ جو شاہ ولی اللہ نے فرمایا ہے یہ مبتدی کے لئے ہے، کامل کے لئے نہیں۔ کامل کو تو فیض شروع ہو جاتا ہے۔ بشرطیکہ قبر والا بھی اکمل ہو کہ نور رسول اکرم ﷺ کی ذات گرامی سے شروع ہو جائے اور یہ براہ راست رب العالمین سے ملنا شروع ہو جائے۔ جس طرح انبیاء علیہم کو ملتا ہے فرق یہ ہے کہ انبیاء علیہم کو براہ راست ملتا ہے اور اولیاء اللہ کو اتباع نبی کے واسطہ سے ملتا ہے۔ بغیر اتباع نبی کے کوئی کمال حاصل ہونا محال ہے۔

طریق اخذ فیض قبور

(القول الجمیل ص ۸۵) ''ان یجلس بین یدیه ان کان حیا و عند قبره ان کان میتا ویفرغ نفسه عن کل

نسبۃ و یفضی بروحہ الی روحہ" اگر شیخ زندہ ہے تو سامنے بیٹھے اور اگر فوت شدہ ہو تو قبر کی طرف منہ کر کے کعبہ کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھ جائے خالی الذہن ہو کر بیٹھے۔ پھر دیکھے کہ روح کی طرف سے طرح فیض آتا ہے۔

(فتاویٰ عزیزیہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ج ۱ ص ۹۳)

سوال: کسے صاحب باطن، صاحب کشف برقبور، ایشاں مراقب بچیزے از باطن اخذمی تواں نمود یا نہ؟

جواب: می تواں نمود۔

سوال: کسی صاحب باطن، عارف، کامل یا صاحب کشف کو قبور سے فیض حاصل ہو سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: حاصل ہو سکتا ہے۔

(فتاویٰ عزیزیہ ج ۱ ص ۶۴) "بنائے طریقہ چشتیہ و اویسیہ و قادریہ کہ ہمہ پیراں ما راند و حضرت نقشبند خواجہ انکار آں کردو خود از روح حضرت خواجہ عبدالخالق نجدانی ذکر خفیہ و عمل بر عزیمت گرفتہ بودند۔" طریقہ چشتیہ قادریہ یہ تمام ہمارے پیر ہیں جس طرح نقشبندیہ ہیں۔ ذکر جلی کا خواجہ نقشبند انکار نہ کرتے تھے مگر انہوں نے حضرت خواجہ عبدالخالق نجدانی کی روح سے فیض حاصل کیا تھا اور ان سے ذکر خفی حاصل کیا تھا۔ لہٰذا اس پر عمل کرتے تھے اور ان کا طریقہ بھی حاصل کیا تھا۔

اس مسئلہ کا تعلق تو علم تصوف سے تھا، میں نے اس بنا پر لکھا کہ یہ جو بے مغز خرافات منہ سے نکالتے ہیں کہ قبروں میں کوئی چیز نہیں ہے۔ فناء ہو گئے، مٹی ہو گئے تو پھر فیض ان سے کس طرح ہوتا ہے۔ یہ لکھو کھا نفوس مقدسہ جنہوں نے قبور سے فیض حاصل کیا جو علم میں جہاں جبال الراسیات اور وسعت میں سمندر کے برابر تھے کیا ان کو جھوٹا سمجھیں اور جو چار جماعت اردو پڑھنے والے شیخ القرآن اور مفسر قرآن بنے بیٹھے ہیں ان کو سچا سمجھیں۔ یہ امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی وہ گھرانہ ہے جس سے دین ہم کو ملا۔ اگر وہ دین دار نہ تھے اور دین کو نہ سمجھ سکے تو آج کون سمجھ سکتا ہے۔

منکرین سماع کے پاس تین قسم کے دلائل ہیں۔ اوّل قیاس، دوم عقل اور سوئم آیات قرآنی جن کو وہ بتاویل پیش کرتے ہیں۔ قیاس یہ ہے کہ جب انسانی ڈھانچہ ہی ختم ہو گیا۔ کان زبان آنکھیں ختم ہو گئی تو سن کس سے لیتے ہیں؟

الجواب: سماع موتیٰ حدیث سے متواتر اور اجماع امت سے ثابت ہے اور نص کے مقابلہ میں قیاس مردود ہے اور پھر یہ قیاس شخصی ہے قیاس شرعی بھی نہیں۔ نص کے مقابلے میں قیاس پیش کر کے ابلیس رجیم بن گیا۔ ہم تو اس سے ڈرتے ہیں۔ ہاں جس کو رجیم بننے کا ڈر نہ ہو پیش کرتا رہے۔

دوم: دلیل عقلی؟

الجواب: "اذا جاء النقل بطل العقل" جب نبی کریم ﷺ قبر کے باہر کھڑے ہوئے اندر کے عذاب و ثواب دیکھ لیتے تھے تو عقل کے پاس اس کو رد کرنے کے لئے کیا دلیل ہے۔

(شفاء الصدور ص ۱۲) پر حضور ﷺ کے حق میں عقلی دلیل یہ پیش کی ہے کہ جو لوگ عند قبری کا وظیفہ پڑھتے ہیں وہ بھی سن لیں تین بند دیواروں میں قبر شریف محفوظ ہے جہاں ہوا کا بھی گزر نہیں۔ چہ جائے کہ آواز جا سکے۔

الجواب: یہ بھی مجدد دین شرک کی پوتھیوں کی روایت ہے ورنہ کتب حدیث میں دفتر کے دفتر موجود ہیں، محدثین اسی سماع کے قائل ہیں، عقلی ڈھکوسلوں کی جگہ کوئی دلیل پیش کرو۔

عقائد علمائے دیوبند میں جہاں بھی دیوبند عقائد کے علماء موجود تھے اس رسالہ پر ان کے دستخط ثبت ہیں۔ بلکہ ہر چار مذاہب کی تصدیقات موجود ہیں۔ اس میں لکھا اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے جس طرح علوم نبوت ظاہر یہ کا تعلق عقائد سے ہے اسی طرح علوم نبوت باطنیہ کا تعلق بھی عقائد سے ہے۔ تب ہی تو علمائے دیوبند نے ان علوم باطنیہ کو عقائد میں بیان کیا۔ اس کتاب میں دو لفظ استعمال فرمائے۔ باطنی فیض صدور رجال سے بھی ہوتا ہے اور قبور رجال سے بھی ہوتا ہے۔ یہ معلوم ہونا چاہئے سلوک کے علم کے حصول کے لئے واضع نے الفاظ وضع نہیں کئے۔ یہ علم القائی اور انعکاسی ہے۔ صوفیہ کرام کا موضوع ہی حال بروح رسول ہے۔ دوسرے لفظ سے معلوم ہوا کہ قبر آباد ہے اور صاحب قبر کو فہم، شعور، ادراک، سماع، کلام سب حاصل ہے اور سلوک جو دنیا میں حاصل کیا تھا وہ یاد ہے۔ معلوم ہوا کہ روح کا تعلق بھی بدستور ہے ورنہ قبر سے فیض نہ ہوتا۔ اب اس شخص کی طرف بھی دیکھیں جو جاہل مجہول علم سلوک نور نبوت کو بدعت کہتا ہے۔ اس جاہل کا مطلب یہ ہے کہ مولانا خلیل احمد محدث سہارن پوری سے لے کر آج تک ایک بدعت کو عقائد میں داخل کئے رکھا، یہ جاہل اتنا نہ سمجھا کہ پہلے مرزا غلام احمد قادیانی نے فتویٰ دیا تھا کہ حیات مسیح کا عقیدہ شرک فی الحیات ہے۔ یعنی تیرہ صدیوں تک یہ امت شرک میں ڈوبی رہی۔ پھر اس شرک گر گروہ نے فتویٰ دیا کہ حیات انبیاء کا عقیدہ شرک فی الحیات ہے۔ یہ توحیدی مرزائی غلام احمد قادیانی کے نقش قدم پر چلنے لگے۔ "ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فمالہ من نور"

(فتاویٰ عزیزیہ ج ا ص ۹۱) میت کے شعور اور ادراک کے متعلق فتویٰ دیا ہے: بالجملہ انکار شعور و ادراک اموات اگر کفر نباشد در الحاد بودن او شبہ نیست۔ اہل قبور کے ادراک اور شعور سے انکار کرنے والا اگر کافر نہیں تو ملحد تو یقیناً ہے۔

رسالہ تحقیق الکفر والایمان بآیات القرآن کے (ص ۱۳) پر بسلسلہ عقائد دیوبند سید مرتضیٰ حسن ناظم شعبہ تعلیمات فرماتے ہیں: مرزائیو! بدعتیو! نیچریو! وہابیو! سمجھ لو اور خوب سمجھ لو یہ ہے عقائد حقہ علماء دیوبند کے نہ یہ بدعتی ہیں، نہ نیچری ہیں، نہ وہابی ہیں، نہ غیر مقلد ہیں۔ سچے اور پکے کتب حنفیہ کے مطابق حنفی ہیں۔ بزرگوں کے معتقد ان کے مرید بحمد اللہ خود صاحب سلسلہ ہیں ذکر شغل بیعت طریقت کرنے والے۔

اسی رسالہ کے (ص ۱۴) پر قادیانی وغیرہ کے مذاہب کے مقابلہ میں لکھا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کو بہت سے معجزات اور ان کی اتباع کی وجہ سے اولیاء کرام کو بے شمار کرامتیں دی گئیں۔ معجزہ اور کرامت دونوں خرق عادت ہیں۔ نبی کے ہاتھ سے ہو تو معجزہ اور ولی کے ہاتھ سے ہو تو کرامت ہے اولیاء اللہ کی جملہ کرامات جناب رسول اللہ ﷺ کے معجزات ہیں۔ ان حضرات کی دعاؤں کی برکت سے باذن اللہ مشکلیں حل ہوتی ہیں۔ مریض شفا پاتے ہیں اور نامراد اپنی مرادوں کو پہنچے ہیں۔ دوست آباد اور دشمن برباد ہوتے ہیں مگر یہ تمام باذن اللہ ہوتا ہے۔

پھر اسی رسالہ کے (ص ۱۵) پر ہے: بزرگان دین کی محبت ایمان کے ساتھ لازم ہے اور جو ان سے محبت نہ رکھے اسے "گمراہ اور بے دین سمجھتے ہیں جو اولیاء سے دشمنی رکھے وہ خدا کا دشمن ہے اور اس کے سوء خاتمہ کا اندیشہ ہے۔" یہ ہیں علمائے دیوبند کے عقائد، مگر یہ ملحد جو اپنے آپ کو دیوبندی کہتے ہیں وہ اسے شرک اور علمائے دیوبند کو مشرک سمجھتے ہیں۔

تحریرات علمائے دیوبند سے دیوبندی عقائد اور رسالہ تحقیق الکفر والایمان بآیات القرآن سے ظاہر ہے کہ علمائے دیوبند علم سلوک وتصوف کو جزو دین سمجھ کر عقائد میں داخل فرماتے ہیں جیسا کہ پہلے فیض الباری شرح بخاری حضرت انور شاہ صاحب کی تحریر سے واضح ہوا کہ لفظ احسان ہر نیکی و بر کو شامل ہے۔خواہ اوراد مسنونہ ہوں یا اشغال مشائخ۔کتاب وسنت سے اخذ کئے گئے ہیں،طریقہ کار میں اختلاف ہوسکتا ہے،نفس ذکر اسم ذات میں کوئی اختلاف نہیں۔

ملحدین الحاد کا عقیدہ ہے کہ وقت حاضری روضہ رسول صلوٰۃ وسلام پڑھنے والا اگر یہ عقیدہ رکھے کہ آپ سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں تو وہ کافر ہے۔تمام علمائے ربانی اس کے قائل ہیں کہ حضور ﷺ سنتے ہیں بالخصوص مندرجہ ذیل محدثین اور علماء کا بھی عقیدہ ہے۔گویا ان ملحدین الحاد کے نزدیک یہ سب کافر ہیں۔معاذ اللہ!

امام بخاری،امام مسلم،امام ترمذی،امام نسائی،امام ابن ماجہ،امام ابوداؤد،امام مالک،امام شافعی،امام احمد بن حنبل،امام ابو یوسف،امام محمد،امام طحاوی،ابن ابی شیبہ،ابوداؤد طیالسی،طبرانی،ابن شاہین،ابونعیم،ابن حبان،ابن عساکر،حکیم ترمذی،حاکم،ابن سعد وبیہقی،ابن خزیمہ،ضیاء مقدسی،ابویعلی،محی السنہ بغوی،دارمی،دارقطنی،خلیب،سعید بن منصور،ابن مردویہ،ابن ابی الدنیا،دیلمی،ابن ابی حاتم،ابن نجار بزار،ابن عدی،رافعی،ابن عرفہ،ابن الہویہ،ابن راہویہ،ابن جوزی،قاضی عیاض،عبدابن حمید،ابونصر،امام سنجری،ہروی،ابن مندہ،رویانی،طبری،فی الریاض النضرہ،خطابی،ابن حجر عسقلانی،امام نووی،صاحب سراج الوہاج،علامہ سندھی،امام شعبی،امام منیر شارح بخاری۔ان کے علاوہ مفسر اور محدث بھی ہیں کوئی پوچھے یہ جلیل القدر علمائے اسلام کافر ہیں یا ان کو کافر کہنے والے یہ چند ملحدین کافر ہیں۔

جسم مثالی

ان ملحدین کا ایک اختراعی عقیدہ یہ ہے عذاب وثواب جسم مثالی کو ہوتا ہے۔اس سلسلہ میں قرآن کریم کی چند آیات ملاحظہ ہوں:

۱...... ”فکیف اذا توفتھم الملائکۃ یضربون وجوھھم وادبارھم (محمد:۲۷)“ پس کیا حال ہوگا جب فرشتے ان کی روحوں کو قبض کر رہے ہوں گے اور ان کی پیٹھوں پر اور منہ پر مار رہے ہوں گے۔

فائدہ: جن اجسام سے ملائکہ روحوں کو قبض کرتے ہیں انہی کے منہ اور پیٹھ پر مارتے ہیں موت کے وقت ہی جسم کو عذاب شروع ہوگیا۔

۲...... ”ولو تری اذ یتوفی الذین کفروا الملائکۃ یضربون وجوھھم وادبارھم وذوقوا عذاب الحریق (الانفال:۵۰)“ اگر تو دیکھے فرشتے جب کفار کی روح قبض کرتے ہیں تو ان کی پیٹھ اور منہ پر مارتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جلنے کے عذاب کا مزہ چکھو۔

فائدہ: اس آیت نے بھی جسم مثالی کا افسانہ ختم کر دیا۔جن اجسام سے روح نکالے جاتے ہیں،انہی کو مار پیٹ کر عذاب دیا جاتا ہے اور انہی اجسام سے کہا جاتا ہے آگ کا عذاب چکھو ثابت ہوا۔جس جسم عنصری سے روح

نکالا جاتا ہے اسی جسم عنصری کو مار پڑتی ہے خود آیت پر غور کیا کرو جسم مثالی سے روح خارج ہوا کہ اس کو مار پڑتی ہے اور آگ کا مژدہ سنایا جاتا ہے۔

۳...... ''یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ (ابراھیم:۲۷)'' اللہ تعالیٰ ایمانداروں کو کلمہ توحید لا الہ الا اللہ پر دنیا میں بھی ثابت رکھتا ہے اور عالم برزخ عذاب قبر سے بھی۔

یہی تفسیر مسلم شریف میں خود رسول مقبول سے منقول ہے آیت میں لفظ بالقول ہے قول کے لئے قائل کا ہونا ضروری ہے قائل ہی قبر میں ''من ربک ومن نبیک ومن دینک'' کا جواب دے رہا ہے۔ اگر سنتا نہیں شعور اور ادراک نہیں رکھتا بات یاد نہیں تو جواب کیسے دیتا ہے۔

۴...... ''مما خطیئتھم اغرقوا فادخلوا نارا (نوح:۲۵)'' گناہوں کی وجہ سے غرق کئے گئے۔ پھر دوزخ کی آگ میں داخل کئے گئے۔

فائدہ: روح غرق نہیں ہوئے جسم عنصری غرق ہوئے اور جو غرق ہوا وہی آگ میں داخل کیا گیا۔ اب نیلوی، پیلوی کا جسم مثالی کا من گھڑت افسانہ بس افسانہ ہی ہوا۔

۵...... ''وان الذین ظلموا عذابا دون ذالک ولکن اکثرھم لا یعلمون (طور:۴۷)'' جن لوگوں نے ظلم کیا ان کے لئے قیامت سے پہلے ایک عذاب ہے یعنی عذاب قبر۔ مگر اکثر آدمی نہیں جانتے۔

۶...... ''حتی اذا جاء احدھم الموت قال رب ارجعون لعلی اعمل صالحاً فیما ترکت کلا انھا کلمۃ ھو قائلھا ومن ورائھم برزخ الی یوم یبعثون (المومنون:۹۹، ۱۰۰)'' جب ان میں کسی پر موت آتی ہے تو کہتا ہے اے میرے رب مجھے دنیا میں لوٹا دے عمل صالح میں۔ میں نے جو کمی کی ہے وہ پوری کروں جواب ملتا ہے ہرگز نہیں یہ تو ایک کلمہ تھا جو تم نے منہ سے نکال دیا۔ اب ان میں اور آخرت میں برزخ حائل ہے قیامت تک۔

دنیا سے رخصت ہونے کا علم جسم عنصری کو بعد موت ہوتا ہے۔ پھر اسے اپنے اعمال صالح میں قصور بھی معلوم ہوتا ہے وہ کلام بھی کرتا ہے اور خالی کلام نہیں رب العالمین کے سامنے واپسی کی درخواست بھی کرتا ہے۔

''ولو تری اذ الظالمون فی غمرات الموت والملائکۃ باسطو ایدیھم اخرجوا انفسکم الیوم تجزون عذاب الھون بما کنتم تقولون علی اللہ غیر الحق وکنتم عن آیاتہ تستکبرون (الانعام:۹۳)'' اگر تم ظالموں کو سکرات موت کی حالت میں دیکھو جب فرشتے ہاتھ لمبے کر کے کہتے ہیں ان روحوں کو باہر نکالو آج کے دن تمہیں سخت عذاب دیا جائے گا۔ کیونکہ تم اللہ تعالیٰ پر ناحق بہتان لگاتے تھے اور اللہ کی آیات سے تکبر کیا کرتے تھے۔

فائدہ: دنیا میں جس جسم عنصری نے ظلم کیا فرشتے ان سے کہہ رہے ہیں اور جسم عنصری سن رہا ہے اور جسم عنصری کو سنایا جا رہا ہے ''الیوم تجزون'' کیوں نیلوی صاحب کیا جسم مثالی ظلم کرتا رہا جب ظلم نہیں تو سزا کیسی کیا خدا ظالم ہے۔ نہ جسم مثالی دنیا میں آیا نہ وہ مکلف ہوا نہ اس سے کوئی برائی ہوئی سزا مفت میں۔

۸...... ''قال یالیت قومی یعلمون بما غفرلی ربی وجعلنی من المکرمین (یٰس:۲۶، ۲۷)'' کہا کاش میری قوم کو علم ہوتا کہ میرے رب نے مجھے بخش دیا اور مجھے بڑی عزت بخشی۔

فائدہ: میت کا کلام کرنا ثابت ہوا اور گزر چکا ہے کہ کلام اور سماع شے واحد ہیں۔

۲...... برزخ میں جا کر تمام حالات یاد ہوتے ہیں۔
۳...... غفرلی میں لی ضمیر جسم عنصری کے لئے یا جسم مثالی کے لئے۔

۹...... "النار یعرضون علیھا غدوا وعشیاً ویوم تقوم الساعة ادخلوا آل فرعون اشد العذاب (المومن:۴٦)" صبح شام ان پر آگ پیش ہوتی ہے اور جب قیامت قائم ہوئی تو انہیں کہا جائے اے آل فرعون سخت ترین عذاب میں داخل ہو جاؤ۔

فائدہ: یہ صبح شام آگ جسد عنصری پر پیش کی جاتی ہے یا جسم مثالی پر جس پر اب آگ پیش ہوتی ہے اور وہ آگ پر پیش ہوتے ہیں وہ آل فرعون ہے یا آل فرعون مثالی جسم والی تھی اور جس پر برزخ میں آگ پیش ہوتی ہے وہی قیامت کے دن آگ میں داخل ہوگا۔

(ملفوظات ص ۳) پر مولوی احمد رضا خان صاحب: "وہ صرف روح کے سماع کے قائل ہیں اور جسم مثالی پر تعلق قائم رکھتے ہیں۔ سماع کے عرفی معانی ان آیات کے ذریعے سنتا ہے اور یہ بعد مرنے کے صرف روح کے لئے ہیں۔ روح کو جسم مثالی دیا جاتا ہے روح اس جسم کے خول سے سنتی ہے۔"

شاباش! خان صاحب بریلوی کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ ان کے مذہب کے جزو ان سے لے کر اپنے مذہب میں داخل کر لیا۔ چنگیز خان کی طرح ماشاءاللہ آپ کا مذہب بھی چنگیز خانی سے کم نہیں اس نے بھی تمام ادیان سے اجزاء لے کر ایک دین بنا لیا تھا۔ آپ نے جسم مثالی کے مسئلے میں خان صاحب بریلوی کی اقتداء فرمائی۔ بلکہ ایک قدم آگے بڑھ گئے۔ جسم مثالی کو عذاب وثواب دیا جاتا ہے یہی تو تناسخ ہے۔ تناسخ یہ نہیں کہ صرف دنیا میں لوٹایا جائے بلکہ کسی دوسرے جسم میں اس روح کو جزاء سزا دینا تناسخ ہے۔ خواہ دنیا میں خواہ برزخ میں جسم مثالی والوں کو میرا چیلنج ہے کہ اس پر کوئی شرعی دلیل لائیں ورنہ یہ لازم آئے گا کہ وہ خدا کو ظالم مانتے ہیں۔

۱۰...... "وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا (بنی اسرائیل:۱۵)" ہم کسی قوم کو عذاب نہیں دیتے جب تک کہ اس میں رسول نہ بھیجیں۔

کیوں نیلوی اینڈ کمپنی کیا جسم مثالی کی طرف رسول آتے رہے کیا جسم مثالی دنیا میں مکلف تھا۔ کیا اس نے کوئی نیکی بدی کی۔ آپ نے تو اللہ کا قانون ہی بدل دیا۔

۱۱...... "ذالک ان لم یکن ربک مھلک القری بظلم واھلھا غافلون (الانعام:۱۳۱)" اللہ تعالیٰ کسی شہر کو ہلاک نہیں کرتا جب تک کہ اس میں رہنے والے غافل نہ ہوں شریعت سے۔

کیا جسم مثالی احکام شریعت سے غافل ہوا کرتا ہے۔

۱۲...... "وما کان ربک مھلک القری حتی یبعث فیھا رسولا یتلوا علیھم آیاتنا (ھود:۱۱۷)" اللہ تعالیٰ کسی شہر کو ہلاک نہیں کرتا جب تک کہ اس شہر میں رسول نہ بھیجے جو انہیں ہمارے احکام سنائے۔

کیا رسول جب آتے تو جسم مثالی کو اس کے احکام سنایا کرتے تھے۔

"ولو انا اھلکناھم بعذاب من قبلہ لقالوا ربنا لولا ارسلت الینا رسولا فنتبع آیاتک من قبل ان نذل ونخزیٰ (طٰہٰ:۱۳۴)" اگر ہم ان کو آپ کے آنے سے پہلے ہلاک کر دیتے تو کہتے یا خدایا ہمارے پاس رسول کیوں نہ بھیجا کہ ہم تیرے احکام کی پیروی کرتے قبل اس کے ہم ذلیل وخوار ہوئے۔

فائدہ: کیوں نیلوی صاحب! کیا آپ کا جسم مثالی اللہ تعالیٰ سے۔ کہے گا کہ کیوں نہ ہمارے پاس رسول بھیجا یا یہ کہے گا کہ میں نے کون سا گناہ کیا جس کی پاداش میں جہنم کے حوالے کیا جا رہا ہے۔

"فیقولوا ربنا لولا ارسلت الینا رسولا فنتبع آیاتک ونکون من المؤمنین (القصص:۴۷)" پس وہ کہیں گے کہ اے ہمارے رب تو نے ہمارے پاس کوئی رسول کیوں نہ بھیجا کہ آپ کے احکام کی پیروی کرتے اور ایمان لے آتے۔

رسول بھیجنا اتمام حجت ہے بغیر بعثت رسول کے اتمام حجت نہیں ہوتا تو کیا دنیا میں جسم مثالی کے پاس رسول آیا کرتے تھے۔ اگر ایسا نہیں تو عذاب کیسا؟

قانون کلی: اللہ تعالیٰ اپنے علم کے مطابق کسی کو عذاب، ثواب نہیں دیتا، اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ ابوجہل کافر مرے گا مگر اس نے اپنے علم کے مطابق نہ فرعون کو سزا دی، نہ ابوجہل کو بلکہ انسان کے عمل کے مطابق سزا دیتا ہے جو اس کے عقیدے سے وجود میں آتے ہیں تو جسم مثالی سے کون سا عمل نیک و بد دنیا میں ہوا۔ جب عمل ہی نہیں تو سزا کیسی۔

قرآن اور سماع موتی

اوّل خوب سمجھ لیں کہ قرآن میں کسی ایک جگہ بھی نہیں فرمایا کہ مردے نہیں سنتے۔ جہاں بھی عدم سماع کا ذکر فرمایا اس سے مراد کفار ہی ہے کہ وہ مردہ ہیں۔ ان محرفین قرآن نے کفار کے حق میں نازل شدہ آیات کو اولیاء اللہ پر چسپاں کر دیا۔

۱..... "صم بکم عمی فھم لا یرجعون (البقرۃ:۱۷۱)" (کفار) بہرے ہیں، گونگے ہیں، اندھے ہیں وہ نہیں لوٹتے۔

کہتے ہیں کیا کفار کی آنکھیں کان اور زبان تھی ہی نہیں۔ معلوم ہوا کہ حقیقت میں سننا قبول کرنے کے معانی میں ہے۔ لہٰذا ان کا سماع بھی عدم سماع ہے۔

۲..... "وجعلنا لھم سمعا وابصارا وافئدۃ فما اغنی عنھم سمعھم ولا ابصارھم ولا افئدتھم من شیٔ اذ کانوا یجحدون بآیات اللہ (الاحقاف:۲۶)" اور ہم نے انہیں کان آنکھیں اور دل دیئے مگر یہ چیزیں ان کے کوئی کام نہ آسکیں۔ کیونکہ وہ اللہ کے احکام کا انکار ہی کرتے رہے۔

معلوم ہوا سمجھنے کے تینوں آلات موجود تھے مگر حق بات نہ تو کانوں سے سنتے تھے نہ کان اس طرف لگاتے تھے کافر حق بات قبول نہیں کرتا گویا وہ سنتا ہی نہیں۔ یعنی جحود کا نام ہی عدم سماع ہے۔ کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ کافروں کے چہروں پر نہ آنکھیں تھیں نہ کان تھے نہ سینے میں دل تھا یا یہ کہ آنکھیں تو تھیں مگر چٹ، کان تو تھے مگر بہرے، اور دل سرے سے تھا ہی نہیں۔

۳..... "لقد ذرأنا لجھنم کثیرا من الجن والانس لھم قلوب لا یفقھون بھا ولھم اذان لا یسمعون بھا اولئک کالانعام بل ھم اضل (الاعراف:۱۷۹)" ہم نے بہت سے جن وانس جہنم کے لئے پیدا کئے ہیں۔ ان کے دل ہیں مگر حق قبول نہیں کرتے۔ ان کی آنکھیں ہیں مگر دیکھتے نہیں۔ ان کے کان ہیں مگر سنتے نہیں وہ ڈھوروں ڈھوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے ہیں۔

جس طرح کافر حقیقی حیوان نہیں اسی طرح حقیقی مردہ بھی نہیں۔ ہاں کفر موت ہے اور ایمان حیات ہے لہٰذا کافر حیوان ہے اور مردہ مومن زندہ ہے اور انسان ہے۔

۴...... ''ولو نشاء اصبنٰھم بذنوبھم ونطبع علی قلوبھم فھم لا یسمعون (الاعراف: ۱۰۰)'' اگر ہم چاہتے ان کے گناہوں کے بدلے انہیں عذاب دیتے ہم نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے سو وہ سنتے ہی نہیں۔

دل جب حق کو قبول کرنے کے لئے تیار نہ ہو تو کانوں سے سننا گویا نہ سننا ہے۔

۵...... ''فاعرض اکثرھم فھم لا یسمعون (فصلت: ۴)'' اکثر نے حق سے منہ موڑ لیا۔ پس وہ سنتے ہی نہیں۔

اعراض عن الحق کا مطلب ہی عدم سماع ہے۔

۶...... ''ولا تکونوا کالذین قالوا سمعنا وھم لا یسمعون (الانفال: ۲۱)'' ان لوگوں کی مانند نہ ہو جانا جو کہتے ہیں ہم نے سن لیا حالانکہ وہ نہیں سنتے۔

۷...... ''واذا تتلٰی علیھم آیاتنا ولّٰی مستکبرا کان لم یسمعھا کان فی اذنیہ وقرا فبشرہ بعذاب الیم (لقمان: ۷)'' اور جب ان کے سامنے ہماری آیت پڑھی جاتی ہیں تو وہ تکبر سے منہ پھیر لیتے ہیں گویا انہوں نے سنا ہی نہیں جیسے ان کے کانوں میں ثقل ہے تو اسے دردناک عذاب کی خبر دے دیں۔

۸...... ''ام تحسب ان اکثرھم یسمعون او یعقلون ان ھم الا کالانعام بل ھم اضل (الفرقان: ۴۴)'' کیا آپ کا گمان ہے کہ ان کافروں میں اکثر سنتے ہیں یا سمجھتے ہیں یہ تو چوپائے ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے۔

۹...... ''وما انت بھدی العمی عن ضلالتھم ان تسمع الا من یؤمن بآیاتنا فھم مسلمون (النمل: ۸۱)'' آپ اندھوں کی رہنمائی نہیں فرما سکتے جب کہ وہ گمراہی پر جمے ہوں۔ آپ تو صرف ان کو سنا سکتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور وہ مسلمان ہیں۔

۱۰...... ''الذین کانت اعینھم فی غطاء عن ذکری وکانوا لا یستطیعون سمعا (الکہف: ۱۰۱)'' یہ وہ لوگ ہیں جن کی آنکھیں میری یاد سے پردے میں تھیں اور وہ سن نہیں سکتے تھے۔

حق کی طرف سے آنکھیں موند لیں تو کانوں نے سننا چھوڑ دیا۔ یہ نہیں کہ وہ عرفی اندھے اور بہرے ہیں۔

۱۱...... ''ونطبع علی قلوبھم (الاعراف: ۱۰۰)'' اور ہم نے ان کے دلوں پر مہر ماردی۔

۱۲...... ''ان تدعوھم لا یسمعوا دعاءکم (فاطر: ۱۴)'' اگر تم انہیں ہدایت کی طرف بلاؤ تو کچھ نہ سنیں۔

۱۳...... ''وقالوا لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر (المُلک: ۱۰)'' کفار کہیں گے! گر دنیا میں ہم سنتے اور سمجھتے تو آج اہل جہنم میں نہ ہوتے۔

کیا دنیا میں رہنے والے تمام کافر بہرے ہوتے ہیں؟

فائدہ: قرآن کی ان چند آیات سے واضح ہو گیا کہ کسی آیت سے یہ نہیں مفہوم ہوتا کہ میت نہیں سنتا بلکہ ان آیات اور ایسی بے شمار آیات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کافر نہیں سنتا۔ کیونکہ سننے کا مقصد فائدہ اٹھانا ہوتا ہے۔ جب انہوں نے قبول حق سے انکار کیا تو ان کا سننا نہ سننے کے برابر ہے۔ مگر ہمارے ان ملحدین نے قرآن کی معنوی تحریف کر کے نئی تفسیر تیار کر دی اور ان کے بدھو دانشوں نے چیخنا شروع کر دیا کہ مردے نہیں سنتے۔ ان آیات کا خلاصہ یہ ہے:

۱...... اللہ تعالیٰ جس کے دل پر مہر مار دے وہ حق کو قبول کرنے سے بے بہرہ رہا۔ لہٰذا وہ حق سننے سے بھی بے بہرہ رہا۔ یار لوگوں نے بے بہرہ کو بہرا بنا کر میت کے ذمہ لگا دیا۔

۲...... جو شخص تکبر کی وجہ سے قرآنی آیات سے منہ موڑ لے اور ایمان نہ لائے اس کی سماعت بھی بے کار ہو جاتی ہے۔ وہ حق سننے پر آمادہ نہیں ہوتا اور سنی ان سنی کر دیتا ہے۔

۳...... احکام الٰہی سے مستغنی متکبر ہو کر ایمان نہ لائے وہ بھی کانوں سے بہرہ ہی ہے۔

۴...... جو آدمی کانوں سے حق سنتے نہیں، آنکھوں سے حق دیکھتے نہیں۔ دل سے حق سمجھنے کی کوشش نہ کی وہ حیوان سے بھی بدتر ہے۔

نکتہ: حصول علم کے آلات دو ہیں۔ آنکھیں اور کان۔ ان کے فہم شعور، سمجھ کا محل و مقام قلب ہے فلاسفہ اور مسلمانوں میں اختلاف یہ ہے کہ فلاسفہ عقل کا محل دماغ کو بتاتے ہیں۔ مگر اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ عقل فہم شعور سب کا محل دل ہے۔ دل سے جذبہ اٹھتا ہے۔ پھر دماغ کو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم جب قلب پر مہر مارنے کا ذکر کرتا ہے تو کان اور آنکھ کے بے کار ہونے کا ذکر بھی کر دیتا ہے۔ ''ختم اللہ علی قلوبھم وعلی سمعھم وعلی ابصارھم غشاوۃ (البقرۃ:۷)'' اللہ نے ان کے دلوں پر مہر ماردی تو کان کسی کام نہ آسکے اور آنکھوں پر گمراہی کا پردہ پڑ گیا۔

یہ دل پر مہر کانوں پر مہر اور آنکھوں کا پردہ نظر نہیں آتا۔ مگر جب تمام اوصاف زندوں والے سلب کر لئے تو انہیں میت اور مردہ سے تعبیر فرمایا اور ''وما انت بمسمع من فی القبور (فاطر:۲۲)'' اور ''انک لا تسمع الموتٰی (النمل:۸۰)'' فرما دیا۔ یعنی سننے سے جو فائدہ ہوتا تھا۔ ایمان لانا، نیکی کرنا، نماز، روزہ حج، زکوٰۃ حرام وحلال وغیرہ تمام احکام ان کے وجود سے سلب ہو گئے۔ لہٰذا اب تو یہ مردہ ہیں۔ ان کے وجود ان کی قبریں ہیں ان میں ان کی روح دفن ہیں۔ یہ مٹی کی قبریں نہیں ہاں یہ چلتی پھرتی قبریں ہیں تو ان مردوں کو تبلیغ کرنا اور اس پر یہ توقع رکھنا کہ یہ ایمان لائیں گے یا حق کی آواز سنیں گے، عبث ہے۔ ان تمام آیات میں یہی بات دہرائی گئی کہ کافر نہیں سنتا۔ مگر ان ملحدین نے قرآن کو کھلونہ بنا لیا ہے اور بے دریغ تحریف کئے جا رہے ہیں۔

ذکر موت

موت کا لفظ کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے، مثلاً قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے۔

۱...... ''او من کان میتا فاحییناہ (الانعام:۱۲۲)'' یہاں کافر کو میت فرمایا یعنی وہ کافر تھا پھر اس کو ایمان کی دولت عطا فرمائی۔ گویا کفر کو موت سے اور اسلام کو حیات سے تعبیر فرمایا۔

۲...... فقدان نور معرفت الٰہی پر بھی موت کا لفظ بولا جاتا ہے اور کافر میں نور معرفت الٰہی کا وجود کہاں؟ لہٰذا کافر کے لئے میت کا لفظ بولا جاتا ہے۔

۳...... فقدان قوت نامیہ پر بھی موت کا لفظ استعمال ہوتا ہے جیسے ''یحی الارض بعد موتھا (الحدید:۱۷)''

۴...... فقدان حس وحرکت قوت نامیہ پر بھی جیسے جمادات، نباتات، حیوانات پر۔

۵...... اس تعریف سے پتھر خارج ہیں۔ مگر پتھروں میں بھی ایک قسم کی حیات ہوتی ہے جیسے قرآن میں موجود

ہے۔"وان من شیئ الا یسبح بحمدہ (بنی اسرائیل:۴۴)" اور پتھر بھی شے ہیں۔

۶...... کفر موت اور اسلام حیات ہے۔قرآن کریم نے کہیں فرمایا کافر میں نور معرفت ختم ہے۔لہٰذا یہ مردہ ہے۔کہیں فرمایا یہ حیوان سے بھی بدتر ہے یوں تو حیوان سنتے ہیں۔جیسے کافر بھی سنتے ہیں۔مگر کافر میں سمجھنے کے آلات موجود تھے اس نے ان سے کام نہ لیا اور حیوان میں تو یہ آلات مفقود تھے وہ معذور بھی۔لیکن فرمایا کافر کے دل پر مہر ماردی دل پاور ہاؤس ہے،کان،آنکھ بلب ہیں۔جب پاور ہاؤس بیکار ہو گیا تو بلب کیسے روشن ہوں۔

قرآن نے ایمان شعور،فہم،عقل کا محل قلب بتایا ہے قلب جب ایمان شعور اور فہم سے عاری ہو گیا تو گویا وہ مر گیا۔اسی مردہ کے متعلق فرمایا"انک لا تسمع الموتی (النمل:۸۰)" اس موت یعنی کفر کے مقابلے میں حیات کا ذکر بھی فرمایا کہ"ان تسمع الا من یؤمن بایاتنا وھم مسلمون (النمل:۸۱)" ایمان حیات ہے اس لئے آپ ان زندوں کو سنا سکتے ہیں جن میں ایمان کی حیات موجود ہے مگر ان ملحدوں نے کہا ہم نہیں مانتے کہ کفر موت ہے اور کافر مردہ ہے بس مردہ وہ ہے جسے ہم مردہ کہیں۔جس کو اللہ کہے کہ مردہ ہے اسے ہم مردہ نہیں کہیں گے۔واقعی توحید کا حق بھی اسی طرح ادا ہوتا ہے کہ موحد اللہ کی بات بالکل نہ مانے کفار کے عذاب کی وجہ بیان کرتے ہوئے صاحب تفسیر مظہری نے لکھا ہے:"عذاب الکفار الذین لا یسمعون او یعقلون البراھین الایات" (ج۱ ص۱۷) کفار کا عذاب،وہ کفار جو قرآنی آیات کے دلائل کو نہ سنتے ہیں یہ سمجھتے ہیں۔

مفتی محمد شفیع صاحب اپنی تفسیر (معارف القرآن ج۶ ص۴۶۹) پر زیر آیت:"والذین اذا ذکروا بایات ربھم لم یخروا علیھا صما وعمیانا (الفرقان:۷۳)" اور آیات پر عمل بھی کریں مگر ان کو اصول صحیحہ تفسیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتابعین کے خلاف سنی سنائی باتوں کے تابع کر کے غلط عمل کرے۔یہ بھی ایک طرح کے اندھے بہرے ہو کر ہی گرنے کا حکم میں ہی ہیں۔

ذرا آگے فرماتے ہیں:اصول کی بات یہ ہے کہ دنیا کا کوئی کام معمولی سے معمولی فن بھی نری کتاب کے مطالعہ سے معتد بہ حاصل نہیں ہوسکتا۔جب تک اس کو کسی استاد سے نہ پڑھا جائے۔معلوم نہیں قرآن اور علوم قرآن کو کیوں ایسا سمجھ لیا کہ جس کا جی چاہے خود ترجمہ دیکھ کر جو چاہے اس کی مراد متعین کر لے۔یہ بے اصولی مطالعہ جس میں کسی ماہر فن استاد کی رہنمائی شامل نہ ہو یہ بھی آیات الٰہیہ پر اندھے بہرے ہو کر گرنے کے مفہوم میں شامل ہیں۔

مفتی صاحب کی مراد یہ ہے کہ جس نے بغیر علوم عربیہ حدیث فقہ صرف نحو لغت وعلم معانی اور بغیر ماہر استاد کے علوم قرآنی پڑھے خود ترجمہ کیا وہ اندھا اور بہرہ ہی ہے۔ماخوذ ہوگا مولانا تھانوی ؒ نے اپنے ایک رسالہ الصالحون کے (ص ۳۴) پر اس موضوع پر خوب بحث فرمائی ہے۔فرماتے ہیں:"پس آج کل عافیت اور دین کی سلامتی اسی میں ہے کہ قرآن وحدیث سے استنباط کی اجازت مطلق نہ دی جائے۔فقہ پر اعتبار نہ کرنے کا انجام چند روز میں یہ ہوگا کہ قرآن وحدیث پر بھی اعتبار نہ رہے گا۔کیونکہ ہر شخص ایک رائے رکھتا ہے اور ایک رائے کو دوسری رائے پر ترجیح نہیں بلکہ جو کسی شخص کا خیال ہے۔وہی اس کا دین اگر کسی کی رائے یہی ہو کہ قرآن وحدیث کی بھی ضرورت نہیں بلکہ جو اس کی رائے ہے وہی دین ہے۔"

پھر (ص ۳۵) پر فرماتے ہیں:"اردو خوان کے لئے ترجمہ دیکھنا حرام ہے،آج کل اس فتویٰ پر لوگوں کو بڑی وحشت ہوتی ہے کہ قرآن کا ترجمہ دیکھنے کو حرام کہا جاتا ہے قرآن ہی تو مسلمانوں کی کتاب ہے اسے دیکھنے کو منع

کیا جاتا ہے۔ پھر اسلام کس طرح درست ہو میں کہتا ہوں، قرآن بے شک مسلمانوں کی کتاب ہے اور اسلام کو درست کرنے کو نازل ہوئی ہے۔ لیکن اس سے اسلام درست کرنے کا طریقہ اردو ترجمہ دیکھنا نہیں ہے۔ البتہ قرآن سے اسلام کے درست کرنے کا طریقہ کسی ماہر قرآن سے اس کا پڑھنا اور سمجھنا پھر عمل کرنا ہے۔ اسی طرح قرآن سے کام لیجئے بے شک اسلام درست رہے گا۔"

پھر (ص ۷۳) پر فرماتے ہیں: "جنہوں نے راعنا کے متعلق سوال کیا تھا یہی کہا کہ آپ کو قرآن کا ترجمہ دیکھنا حرام ہے۔"

مفتی صاحب کا فرمان اپنی جگہ کہ صحابہ اور تابعین کی تفسیر کے خلاف قرآن کو سنی سنائی باتوں کے تابع بنا دیا۔ اس پر اندھے بہرے بن کر گرنے کے حکم میں ہیں۔ مگر شیخ القرآنی اور توحید کیسے چھکے جب تک آدمی اپنے آپ کو صحابہ اور تابعین کا پابند بنائے رکھے۔ آزادی کا زمانہ ہے اس لئے بھول جاؤ، صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھول جاؤ۔ اللہ کے رسول کی حدیث کو اور پلے باندھو اس اصول کو کہ: مستند ہے میرا فرمایا ہوا۔

سماع موتیٰ اور حدیث رسول ﷺ

"ان العبد اذا وضع فی قبرہ وتولی عنه اصحابه وانه یسمع قرع نعالهم فاتاه ملکان فیجلسانه فیقولان له من ربک" آدمی کو جب قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی لوٹ رہے ہوتے ہیں اور وہ ان کی جوتوں کی آہٹ سن رہا ہوتا ہے کہ اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اسے بٹھاتے ہیں اور کہتے ہیں تیرا رب کون ہے؟

فائدہ: قبر جو زمین میں کھودی جاتی ہے اس میں آدمی کو دفن کرتے ہیں اور واضع یعنی قبر میں رکھنے والے انسان ہی ہوتے ہیں سب جانتے ہیں کہ فرشتے دفن نہیں کرتے۔ فی قبرہ ضمیر کا مرجع عبد ہے جسم مثالی نہیں اور تولی عنه کی ضمیر کا مرجع بھی عبد ہے۔ تولی کے قائل وہ دفن کرنے والے انسان ہیں نہ ملائکہ نہ جسم مثالی۔ لفظ اصحاب ہے جو جمع ہے اور فرشتے دو ہوتے ہیں اور جب وہ دفن کر کے واپس آتے ہیں تو وہ "عبد میت یسمع قرع نعالهم" میں ہم ضمیر جمع کی ہے۔ لہٰذا دو مراد نہیں ہوتے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ جس بندہ کو انسان دفن کرتے ہیں سوال جواب اسی سے ہوتے ہیں وہی جوتوں کی آہٹ سن رہا ہوتا ہے۔

ایک اور بزرجمہر ڈاکٹر عثمانی کو کیا سوجھی کہ قرآن وحدیث کو لاوارث نعش سمجھ کر پوسٹ مارٹم کرنے لگے۔ انہیں چاہئے کہ لوگوں کے پیشاب پاخانہ ٹیسٹ کرنے کا شغل کرے۔ خیر سے فرماتے ہیں کہ میت فرشتوں کی جوتیوں کی آواز سن لیتا ہے۔ حدیث میں تمام ضمائر عبد کی طرف لوٹ رہی ہیں۔ مگر یہ تو علم کی بات ہے۔ ڈاکٹر صاحب معذور ہیں مگر عقل سے ہی کام لیتے تو فرشتوں کو جوتیاں نہ پہناتے۔ مگر عقل سے بھی پیدل ہی نظر آتے ہیں۔ ممکن ہے دماغی ہسپتال کے ڈاکٹر ہوں اور اس ماحول میں رہتے رہتے ہر کہ درکان نمک رفت نمک شد کے مصداق بن گئے ہوں۔

ڈاکٹر صاحب کو یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ ملائکہ جوتے پہن کر آتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کو یہ بھی معلوم ہوگا کہ فرشتے کہاں سے جوتے لیتے ہیں۔ کیا انسانوں کے ساتھ ہی لین دین کرتے ہیں یا فرشتوں میں ہی کوئی فرشتے موچی بھی ہوتے ہیں، یہ بھی معلوم ہوگا کہ فرشتوں کے جوتے کس میٹریل سے تیار ہوتے ہیں۔

یہ جو مثل مشہور ہے کہ ولی را ولی می شناسد تو ایسا معلوم ہوتا ہے کسی ایسے ہی ڈاکٹر کو اس طرح کی بے تکی

ہانکتے ہوئے ایک ڈاکٹر نے دیکھا ہوگا تو بے اختیار کہہ اٹھا:

تنگ بر ماراہ گزار دیں شدہ ہر لئیمے را زوار دیں شدہ

"قد عرفت هذه الاية بقصة بدر بالسلام على القبور و بماروى فى ذلك ان الارواح تكون على الشفير القبور فى اوقات وبان الميت يسمع قرع نعالهم اذا انصرفوا عنه الى غير ذالك فلولم يسمع الميت لم يسلم عليه و هذا واضح وقد ذكرناه فى التذكره" حقیقت یہ ہے کہ تم نے بدر کے قصے سے پہچان لیا کہ قبور پر اسلام علیکم کہنا بہت بار اس پر روایت کی گئی ہے کہ روح قبروں کے کناروں پر ہوتے بعض اوقات میں اور ظاہر ہے کہ جب روح ہوا تو یقیناً باتیں سنتا ہے اور جوتوں کی آہٹ سنتا ہے جب دفن کرنے والے لوٹتے ہیں۔ اگر میت نہ سنتا تو اسلام علیکم نہ کہا جاتا۔ یہ واضح ہے اس کا ہم نے تذکرہ میں ذکر کیا ہے۔

اور (تفسیر قرطبی ج ۱۳ ص ۲۳۳) اور مستدرک حاکم جو علی شرط مسلم صحیح لکھا اور امام ذہبی متفق ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ منقول ہیں: "والذى نفسى بيده انه يسمع خفق نعالهم" حق بات ہے کہ میت سنتا ہے جوتوں کی آہٹ جب لوگ اسے دفن کرکے لوٹتے ہیں۔

فائدہ: کیوں نیلوی صاحب! تمہارا جسم مثالی کہاں ہوتا ہے۔ یہ حدیثیں تو کھلا اعلان کر رہی ہیں کہ جو دفن کیا جاتا ہے وہی آواز بھی سنتا ہے۔ پھر اسی جسم کی پسلیاں قبر کے دبانے سے ٹوٹ جاتی ہیں۔ کیوں نیلوی صاحب جسم مثالی کی بھی کوئی بناوٹی پسلیاں ہوتی ہیں۔

ابتداء میں جو حدیث مشکوٰۃ (ص ۲۴) کے حوالہ سے بیان کی گئی ہے یہ بخاری کی ہے۔

صحیح مسلم (ج ۲ ص ۳۸۳) پر الفاظ یہ ہیں: "كولى عنه العبد اذا وضع فى قبره و اصحابه بمثله"

دوسری حدیث مسلم کی جس کے متعلق بمشکہ فرمایا: "ان الميت اذا وضع فى قبر انه يسمع خفق نعالهم اذا انصرفوا" پھر ابوداؤد جو صحاح ستہ میں سے ہے (ج ۲ ص ۲۹۸) پر ہے: "كولى عنه اصحابه انه يسمع قرع نعالهم فيأتيه ملكان" اور (سنن الکبریٰ بیہقی ج ۴ ص ۸۰)

میں اسی پر اکتفاء کرتا ہوں ورنہ سماع موتی کے متعلق حدیث کے دفتر بھرے ہیں شیخ بے مثل علامہ انور شاہ کشمیری کا قول فیض الباری کے حوالے سے لکھ چکا ہوں کہ آپ فرماتے ہیں: سماع موتی کی حدیثیں متواتر ہیں۔

اس کے علاوہ (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۴۳۸) "والسلف مجمعون على هذا قد تواترت الاثار عنهم بان الميت يعرف بزيارة الحى ويستبشر" سلف صالحین کا اس پر اجماع ہے اور متواتر احادیث موجود ہیں کہ میت اس آدمی کو پہچانتا ہے اور خوش ہوتا ہے جو اس کی زیارت کو آئے۔

اور مولانا عبدالحئی لکھنوی نے (شرح وقایہ ج ۲ ص ۲۵۳) حاشیہ پر فرمایا: "والروايات كثيرة فى كتب الحديث و اما رد عائشة بعض تلك الاحاديث فلم يعتد به جمهور الصحابة ومن بعدهم" سماع موتی کے اثبات میں کثرت سے احادیث موجود ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا رد کرنا اور بعض ایسی حدیثیں جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق آئی ہیں ان کو جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم نے اور تابعین نے قابل اعتبار نہیں سمجھا۔

فائدہ: اس سے یہ واضح ہوگیا کہ جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم تابعین اور بعد والے جن کے زمانہ کی خیریت کی شہادت خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی سب سماع موتی کے قائل تھے۔ اتباع صحابہ رضی اللہ عنہم میں نجات ہے: "ما انا عليه

و اصحابی" سے دور ہونے والا قطعی جہنمی ہے۔

ان حضرات کے بعد امام شافعیؒ ان کے مقلدین، امام احمد بن حنبل سب سماع موتی کے قائل ہیں۔ احناف کا بڑا طبقہ اور علمائے دیوبند کثر ہم اور سب سماع موتی کے قائل ہیں۔ نیلوی صاحب اور ان کے ہمنواؤں کا یہ کہنا ہے کہ ابن کثیر کی یہ عبارت الحاقی ہے۔

الجواب: (۱) یہ بالکل غلط اور کذب ہے، بہتان ہے ہمارے پاس ایک ایک کتاب کے کئی نسخے موجود ہیں۔ اصل یہ ہے کہ تفسیر ابن کثیر مکتبہ امیریہ میں یہ عبارت ناپید ہے کیوں؟ اس لئے کہ آپ جیسے کسی مجدی عقیدہ کے دست کرم کا نتیجہ ہے۔ محقق نے (حاشیہ ص ۴۴۵) پر لکھا ہے: "ومن ھھنا الی الآیۃ التالیۃ زیارۃ من النسخۃ المکیۃ وھو غیر موجود فی النسخۃ الامیریۃ"

۲...... سماع موتی کے مسئلے کی بنیاد ابن کثیر کی عبارت پر نہیں بلکہ قرآن کریم اور متواتر احادیث پر ہے۔

۳...... اہل قبور کو اسلام علیکم کہنے کا ارشاد رسول ﷺ۔

۴...... جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم اور بعد والوں کا اجماع موتی پر ہے۔

۵...... بدر میں نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ "ما انتم باسمع منھم"

۶...... صحابہ رضی اللہ عنہم تابعین، ائمہ مجتہدین اور علمائے دیوبند کا مذہب یہی ہے۔

ایک غیر مقلد مولوی سے سماع موتی کے مسئلہ پر میری بات ہوئی۔ میں نے کہا ذرا اپنا مسلک بتاؤ۔ کہا میں مسلمان ہوں شیعہ نہیں، قادیانی نہیں، پرویزی نہیں، میرا مسلک ظاہر ہے۔ میں نے کہا دیوبندی ہو یا اہل حدیث ہو؟ کہنے لگا اہل حدیث ہوں۔ میں نے کہا تم غلط کہتے ہو۔ اگر اہل حدیث ہوتے تو سماع موتی پر حدیثوں کے دفتر جو بھرے پڑے ہیں انہیں پڑھ لیتے۔ سوال کی کیا حاجت تھی۔ خیر چلو اب ایک حدیث خواہ ضعیف ہو، عدم سماع موتی پر پیش کرو۔ خاموش ہو گیا۔ میں نے پوچھا آپ منکرین کے میت کے ساتھ سوال جواب کے قائل ہیں یا نہیں اور کیا عذاب وثواب کے قائل ہیں یا نہیں۔ اگر میت سنتا نہیں تو سوال جواب کا کیا مطلب؟

کہنے لگا: اس وقت مردہ سنتا ہے۔ میں نے کہا کیا اس وقت وہ مردہ نہیں ہوتا بعد دفن اگر اس وقت مردہ ہوتا ہے پھر بھی سن لیتا ہے۔ پھر کیوں نہیں سنتا۔ دونوں حالتوں میں مردہ ہے۔ پھر میں نے کہا عذاب زندہ کو ہوتا ہے یا مردہ کو؟ جنت کے باغوں کی سیر زندہ کرتا ہے یا مردہ؟ اگر پتھر کو آگ میں ڈالیں تو کیا یہ کہیں گے کہ پتھر کو عذاب ہو رہا ہے۔ معلوم ہوا تم اہل حدیث نہیں منکر حدیث ہو۔ کہنے لگا قبور کی زیارت سے شرک پھیلتا ہے۔ میں نے کہا رسول کریم ﷺ نے تعلیم دی کہ زیارت قبور کو جاؤ تو السلام علیکم کہو۔ تو کیا حضور ﷺ نے شرک کی تعلیم دی ہے۔ مرد بنو شرک کا فتوی پہلے تو نبی کریم ﷺ پر لگاؤ۔ پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر۔ (معاذ اللہ)

نوٹ: تفسیر ابن کثیر مکتبہ امیریہ سے دھوکہ نہ کھائیں۔ اب بھی ابن کثیر کے دو نسخے موجود ہیں۔ ایک مطبع الستار مصر کی جس پر تفسیر معالم التنزیل ہے۔ ابن کثیر حاشیہ پر ہے۔ دوسری وہ جسے مطبع دار الاحیاء الکتب العربیہ البابی الحلبی وشرکاؤہ نے طبع کیا۔ ان دونوں نسخوں میں یہ عبارت موجود ہے اور ان دونوں نسخوں میں نسخہ مکیہ پر اعتبار کیا ہے۔ اب جو اردو ابن کثیر ہے یہ ترجمہ کسی غیر مقلد مجدی نے کیا ہے۔ اس میں بھی پوری عبارت چھوڑ گیا ہے اس بدتہذیب ٹولہ کا ایک سوال ہے ہم قرآن پیش کرتے ہیں تم رنطلے پیش کرتے ہو۔

الجواب: ہم نے سارا دین الفاظ قرآن اور معنی الفاظ حدیث اوران کے معنی یہ تمام متواتر طریقہ سے لئے۔ جس کی ترتیب یہ ہے اوّل الفاظ معنی اس نے سکھائے جس کے لئے ﷺ کہنے کا حکم ہے اوران کو سکھائے جن کو خود قرآن بھیجنے والے نے رضی اللہ عنہ ورضوان اللہ کا لقب استعمال فرمایا اوران رضی اللہ عنہ کے لقب سے ملقب حضرات نے ان کو سکھائے جن کے لئے رحمۃ اللہ علیہ کا لقب استعمال ہوا۔ ہم اہل سنت کواس ترتیب پراوران طبقوں پر پورا پورا اعتماد ہے۔ ان کے قول وفعل عمل پر اعتماد ہے۔ دین نقل اور خبر ہے ساتھ منقول عنہ اور مخبر عنہ پر ان رحمۃ اللہ پر اعتماد نہ ہوتو دین کس سے لوگے۔

اصل بات یہ ہے کہ قرآن کے الفاظ وہی ہیں جو تم پیش کرتے ہو اور جو ہم پیش کرتے ہیں، اختلاف آگے شروع ہوتا ہے ہم قرآن کے الفاظ کے معنی رحمتوں سے لیتے ہیں تم لعنتوں سے لیتے ہو۔ ہم اعتماد کرتے ہیں ان پر جن کے لئے رحمت اللہ کہا گیا ہے۔ تمہارا اعتماد ہے ان پر جو مغضوب علیہم اور والضالین کا مصداق ہیں۔ بتاؤ تو تم نے قرآن کس سے لیا۔ رحمۃ اللہ علیہ سے تو تم بدکتے ہو۔ لہٰذا ظاہر ہے تم نے قرآن کا مفہوم اس گروہ سے لیا جو لعنت اللہ علیہ اور مغضوب اور ضالین کا مصداق ہے۔ اگر نہیں تو کیا قرآن تم پر نازل ہوا یا غار سر من رائے سے چرا لائے ہو۔ اگر تمہیں رحمۃ اللہ علیہ کی بتائی ہوئی تفسیر پسند نہیں بلکہ اپنی رائے پر اعتماد ہے تو تمہارے ملحد اور زندیق ہونے میں کیا شک ہے۔

سماع موتی، مزید دلائل

۱...... ''واسئل من ارسلنا من قبلک من رسلنا اجعلنا من دون الرحمن الھۃ یعبدون (الزخرف:۴۵)''
اے نبی ان رسولوں سے پوچھئے جو آپ سے پہلے ہم نے بھیجے۔ کیا اللہ کے بغیر کوئی اور معبود ہے۔

یہ آیت بیت المقدس میں نازل ہوئی جب تمام انبیاء علیہم جمع تھے ان ملحدین سے پوچھئے کہ رسولوں سے پوچھنے کا حکم کیا معنی رکھتا تھا۔ اگر وہ سنتے نہ تھے خدا نے تمام رسولوں کے سامنے بتایا کہ تمام انبیاء علیہم کی امتوں کو سمجھ تھی کہ تمام برزخ والے سنتے اور جواب دیتے ہیں۔ اب لگادو فتویٰ رسول خدا پر بلکہ خدا پر جس نے رسول کو یہ عقیدہ بتلایا جو تمہارے نزدیک کفر شرک ہے اور مرتد ہوتا ہے۔ جو عقیدہ آسمان سے جبرائیل لایا وہ ان ملحدین کے نزدیک شرک ہے۔

۲...... (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۶) ''ثم دخلت بیت المقدس جمع لی الانبیاء فقدم جبرائیل حتی اممھم''
پھر میں بیت المقدس میں داخل ہوا اور تمام انبیاء علیہم میرے لئے جمع کیے گئے پھر جبرائیل نے آ کر مجھے کھڑا کیا حتی کہ میں نے ان کی امامت کرائی۔

جب رسول کریم ﷺ نے تکبیر اولیٰ کہی انبیاء علیہم نے سنی، پھر رکوع سجود کی تکبیریں۔ پھر اب اعدائے انبیاء بتائیں تکبیریں سنے بغیر جماعت کیسے ہوئی۔ کہو تو حیدیو! رسول کریم ﷺ کے متعلق تمہارا کیا فتویٰ ہے۔

۳...... (ابن کثیر ج ۳ ص ۱۸) تمام انبیاء علیہم نے خدا کی صفت ثناء کی، نبی کریم ﷺ نے بھی ان کی سنی۔ ''الانبیاء النوا علی ربھم قال ابراھیم الحمد للہ الذی اتخذنی خلیلا'' تمام انبیاء علیہم نے بعد نماز خدا کی صفت ثناء بیان کی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تمام حمد اس کی جس نے مجھے خلیل بنایا۔

''ثم قال موسیٰ الحمد للہ الذی کلمنی تکلیما'' پھر موسیٰ علیہ السلام نے کہا تمام حمد اس کے لئے ہے جس نے مجھے کلیم اللہ بنایا۔

"ثم قال داؤد قال الحمدلله الذی جعل لی ملک عظیما" پھر داؤد علیہ السلام نے کہا سب حمد اس کے لئے ہے جس نے مجھے ملک عظیم دیا۔

"ثم قال سلیمان الحمدلله الذی سخرلی الریاح" پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا تمام حمد اس کے لئے جس نے ہوائیں میرے لئے مسخر کر دیں۔

ابن کثیر کے علاوہ تمام کتب بھری پڑی ہیں حوالہ کی حاجت نہیں۔

"ثم فرضت الصلوٰۃ خمسین فنزلت حتی اتیت موسٰی فقال ما فرض ربک بامتک قلت خمسین صلوٰۃ قال ارجع الی ربک فسئل له التخفیف" پھر مجھ پر پچاس نمازیں فرض ہوئیں۔ میں اتر آیا۔ آگے حضرت موسیٰ ملے۔ فرمایا آپ کے رب نے آپ کی امت کے لئے کیا فرض کیا۔ میں نے کہا پچاس نمازیں۔ آپ نے فرمایا لوٹ جایئے اور تخفیف کا سوال کیجئے۔ حتیٰ کہ بار بار لوٹا آخر پانچ نمازیں فرض ہوئیں۔

۵...... (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۸۶) "فرأیت ابراھیم فرحب لی ثم قال مر امتک فلیکثرین غراس الجنت الی ان فقلت ما غراس الجنۃ قال لا حول ولا قوۃ الا بالله" (بقدر ضرورت) پھر میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا، آپ نے فرمایا مرحبا۔ پھر فرمایا اپنی امت کو فرمانا۔ غراس جنت زیادہ پڑھیں۔ عرض کیا غراس جنت کیا ہے فرمایا کثرت سے لاحول الخ پڑھنا۔

فائدہ: یہ ہے فیض برزخ والوں کا ان سے فیض کس قدر ہوا جنت میں باغات لگانے کا طریقہ بتایا چونکہ فرمایا تھا کہ جنت چٹیل میدان ہے تمہارے عمل باغ اور نہریں بنیں گے۔

۶...... (زرقانی شرح مواہب لدنیہ ج ۶ ص ۱۹) "فانه فرض علی بنی اسرائیل صلاتان فما صلوھا" امام زرقانی نے فرمایا کہ بنی اسرائیل پر صرف دو نمازیں فرض تھیں۔

۷...... (مسلم شریف و فتح الملہم ج ۱ ص ۱۱۸) "ففتح لنا فاذا آدم علیہ السلام فرحب لی ودعالی بخیر" آسمان اول کا دروازہ کھلا اچانک حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ مجھے مرحبا فرمایا اور میرے حق میں دعائے خیر کی۔

۸...... (ایضاً ج ۱ ص ۱۱۸) آسمان دوم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام سے ملاقات "قال ففتح لنا فاذا انا بابنی الخالۃ عیسٰی بن مریم ویحیٰی بن زکریا فرحبالی ودعوالی بخیر" پھر دوسرے آسمان کا دروازہ کھلا اچانک خالہ زاد بھائی حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام سے ملاقات ہوئی اور حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام سے دونوں نے مرحبا کہا اور میرے حق میں دعائے خیر کی۔

۹...... (مسلم شریف) "ففتح لنا فاذا انا بیوسف علیہ السلام اذ قد اعطانی شطر الحسن رحب لی ودعا لی بخیر" تیسرے آسمان کا دروازہ کھلا تو حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ بڑا حسن کا دیا گیا، مرحبا کہا اور دعائے خیر کی۔

۱۰...... "ففتح لنا فاذا انا بادریس علیہ السلام فرحب لی ودعا لی بخیر" آسمان چہارم کا دروازہ کھلا، حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے مرحبا کہا اور دعائے خیر کی۔

پانچواں آسمان: "ففتح لنا فاذا انا ھارون علیہ السلام فرحب بی ودعالی بخیر" پانچویں آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام سے ملاقات ہوئی آپ نے مرحبا کہا اور دعائے خیر فرمائی۔

چھٹا آسمان: "ففتح لنا فاذا انا بموسی علیہ السلام فرحب لی و دعالی بخیر" چھٹے آسمان پر موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے مرحبا کہا اور دعائے خیر کی۔

ساتواں آسمان: "ففتح لنا فاذا انا بابراھیم علیہ السلام مسندا ظھرہ الی البیت المعمور" ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ آپ بیت المعمور سے تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔

سماع موتی اور مذہب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

امام رازی نے اپنی تفسیر میں سورۃ کہف کے شروع میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی کرامت بیان فرمائی ہے۔

"اما ابو بکر فمن کرامتہ لما حمل جنازتہ الی باب قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم و نودی السلام علیک یا رسول اللہ ھذا ابو بکر بالباب فاذا الباب قد انفتح فاذا بھاتف یھتف من القبر ادخلوا الحبیب الی الحبیب" بہرحال حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی کرامت میں سے ہے کہ جب ان کا جنازہ اٹھا کر روضہ اطہر کے دروازے کے سامنے رکھا گیا آواز دی گئی۔ اسلام علیک یا رسول اللہ یہ ابوبکر در اقدس پر حاضر ہے۔ اچانک دروازہ کھل گیا اور قبر رسول سے آواز آئی دوست کو دوست کے ہاں داخل کر دو۔

فائدہ: الافضل بعد الانبیاء علیہم السلام حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا جنازہ ہے خیال کرو کیا کوئی صحابی رہ گیا ہوگا۔ ہزاروں کی تعداد میں ہوں گے۔ ان سب کا یہ عقیدہ تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سنتے ہیں کیا وہ دیوانے تھے کہ روضہ اطہر کے دروازے پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو رکھ کر اندر دفن کرنے کی اجازت طلب کر رہے ہیں۔ دروازہ خود کیوں کھلا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کھلوایا اور خود قبر سے آواز دی کہ میرے حبیب کو میرے پاس اندر لاؤ ظاہر ہے کہ سماع موتی کا عقیدہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کا تھا۔

اس مسئلہ پر شیعہ عالم مولوی اسماعیل و دیگر علماء سے طولانی بحث ہوئی جو الفاروق میں شائع ہوتی رہی۔ شیعہ نے کہا یہ دو دخیل فی المکان ہیں جو شرعاً ناجائز ہے۔

ہم نے جواب دیا دخیل فی المکان اور چیز ہے جوار اور چیز ہے صدیق و فاروق جوار رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں دخیل فی المکان تو اس وقت تصور ہوتا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کھول کر اس میں دفن کئے جاتے۔ تفسیر کبیر سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا با جازت داخل ہونا اور اکمال سے فاروق اعظم کا داخل ہونا ثابت کیا۔ خوب سن لو مجدی کی معنوی اولاد ضرور شیعہ کی امداد کرے گی اور اس واقعہ کا انکار کر دے گی۔ حیات انبیاء علیہم السلام میں بھی غیر مقلدین نے شیعہ کی مدد کی اور یہ ملحدین توتو ہین صحابہ میں شیعوں کے شانہ بشانہ چلتے ہیں۔

سماع موتی اور مذہب تابعین

(مشکوٰۃ شریف باب الکرامات ص ۵۴۴) "عن سعید بن عبدالعزیز قال لما کان ایام الحرۃ لم یوذن فی مسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثا لم یقم یبرح سعید بن المسیب المسجد و کان لا یعرف وقت الصلوٰۃ الا بھمھمۃ یسمعھا من قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم" سعید بن عبدالعزیز کہتے ہیں کہ زمانہ یزید میں واقعہ حرہ کے دوران تین دن تک مسجد نبوی میں نہ اذان ہوئی نہ اقامت اور سعید ابن المسیب مسجد میں مقیم رہے، خوف سے باہر نہ نکلے۔ نماز کے اوقات کا علم اس وقت ہوتا جب قبر رسول سے اذان اور اقامت کی آواز آتی۔

فائدہ: حضرت سعید بن المسیب مدینہ منورہ کے جلیل القدر رئیس التابعین بلکہ افضل التابعین ہیں۔ انہوں نے کسی اور سے روایت نہیں بلکہ اپنے اوپر گزرا ہوا واقعہ بیان کیا۔ یہ طریق تو کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سنتے نہیں یہاں سننا چھوڑ، سنانا بھی ہے اور اذان و اقامت سے نماز کا سلسلہ بھی برزخ میں جاری ہے۔ نیز بخاری میں فرمان نبوی ﷺ موجود ہے کہ میں نے موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں کھڑے نماز پڑھتے دیکھا۔ بیت المقدس میں رسول کریم ﷺ نے نماز پڑھائی، اذان ہوئی، اقامت ہوئی۔ پھر انبیاء علیہم السلام کا آپ کو سلام کہنا اور حضور ﷺ کا ان کو جواب دینا بھی مذکور ہے۔

(فتح الباری ج ۷ ص ۳۹) "وانہ ﷺ مر لجماعۃ فسلموا فقال لہ جبرائیل اردد علیھم والذین سلموا ابراھیم" "نبی کریم ﷺ ایک جماعت کے پاس سے گزرے انہوں نے آپ کو السلام علیک کہا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا آپ ﷺ سلام کا جواب دیں۔ سلام کہنے والے حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام تھے۔

فائدہ: دیکھ لیا حضرات انبیاء علیہم السلام برزخ میں بھی معطل نہیں نماز پڑھتے ہیں، جماعت ہوتی ہے، اقامت ہوتی ہے۔ پانچ اوقات محفوظ ہیں جیسا کہ حضرت سعید کے واقعے سے معلوم ہوا خدا کی مدح ثنا کہتے ہیں۔ سوال جواب کرتے ہیں جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضور اکرم ﷺ کے درمیان نماز میں کمی کرانے کے سلسلے میں ہوتے رہے۔ اسی طرح انبیاء علیہم السلام کا حضور ﷺ کو سلام کہنا۔ یہ سب حدیثوں سے واضح ہے۔ یہی مذہب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کا ثابت ہو گیا۔

(فتح الباری ج ۷ باب معراج) "فاذا فیھا آدم فقال ھذا ابوک آدم فسلم علیہ فسلمت علیہ فرد السلام ثم قال مرحبا بالابن الصالح والنبی الصالح" آسمان کے دروازہ میں داخل ہوئے تو اچانک حضرت آدم علیہ السلام ملے، جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ آپ کے والد آدم علیہ السلام ہیں۔ انہیں سلام کہیے۔ میں نے سلام کیا۔ آپ نے سلام کا جواب دیا اور مرحبا کہا اور دعا دی۔

پھر "فلما خلصت اذا یحیی وعیسی الخ الی ان قال ھذا یحیی وعیسی سلّم علیھما فسلمت فردا ثم قالا مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح" پھر اگلے آسمان پر "فلما خلصت اذا یوسف قال فسلم علیہ ثم قال مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح" پھر اگلے آسمان پر "فلما خلصت فاذا ادریس قال ھذا ادریس فسلّم علیہ فسلمت علیہ قال مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح" پھر اگلے آسمان پر "فلما خلصت فاذا ھارون قال ھذا ھارون فسلم علیہ فسلمت علیہ قال مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح" پھر اگلے آسمان پر "فلما خلصت فاذا موسیٰ قال ھذا موسیٰ فسلم علیہ فسلمت علیہ قال مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح"

فائدہ: یہ مسلمہ امر ہے کہ معراج رسول کریم ﷺ کو ہجرت سے ایک سال پہلے ہوا۔ جس کو چالیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیان کیا۔ جس کو زرقانی نے شرح مواہب (ج ۶ ص ۱۰۶) پر تحریر فرمایا: "روت قصۃ الاسراء المعراج نحو اربعین صحابیا" معراج کے قصہ کی روایت کوئی چالیس صحابہ رضی اللہ عنہم نے بیان کی۔

دوم: یہ امر بھی ظاہر باہر ہے قرآن دان پر، قرآن کریم کے سمجھنے والے کو یہ آیت جو قوم نوح، قوم صالح، قوم ہود یا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم کے متعلق نازل ہوئیں۔ جن کو یہ شرک ساز کمپنی امت محمدیہ پر چسپاں کرتی ہے اور ان سے عدم سماع موتی کا استدلال کرتی ہے۔ چلو عدم سماع موتی تو اور چیز ہے۔ جب یہاں تک انہوں نے فتویٰ دے دیا کہ یہ عقیدہ رکھنا کہ صلوٰۃ وسلام روضہ رسول ﷺ پر پڑھا جائے تو سنتے ہیں، یہ کفر شرک ہے اور ایسا کرنے

والا کافر، مشرک، مرتد ہے۔ خواہ روحانی کا قائل ہو، خواہ جسمانی کا اور جو اسے کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے اور ان آیات کے نزول کے بعد معراج ہوا اور معراج کے دوران جن انبیاء علیہم السلام سے ملاقات ہوئی وہ برزخ میں ہیں۔ دنیا میں تو نہیں۔ ان برزخ والوں سے باتیں ہوئیں۔ ان سے کلام کی، ان کی کلام سنی، انبیاء علیہم السلام کو جماعت کرائی۔ جیسا (عقیدۃ الطحاوی ص ۲۴۴) "صلی بالانبیاء اماماً" امام بن کر رسول خدا نے تمام انبیاء علیہم السلام کو نماز پڑھائی تفصیل گزر گئی۔ انبیاء علیہم السلام کے حال کی۔ ایک ہی واقعہ جس کو پوری امت نے تسلیم کیا کہ پچاس نمازوں کی پانچ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنوائیں۔ یہ سننا اور کلام کرنا نہیں تو کیا ہے۔

جیسا ابی الشکور سالمی نے (التمہید معاند کی کتاب ص ۱۹۴) "القول الخامس فی الفرق۔ اعلم بان الذین مع الجماعۃ ھم اھل السواد الاعظم" پانچویں بات فرقوں کے بارے میں، جان لے کہ دین جماعت کے ساتھ ہے اور جماعت سواد اعظم ہے۔

اور تمام سواد اعظم اس پر متفق ہیں سوائے پرویزیوں کے اور (شرح عقیدۃ الطحاوی ص ۴۳۰) پر فرمایا:

"فتتبع السنۃ والجماعۃ۔ السنۃ طریقۃ الرسول ﷺ والجماعۃ المسلمین وھم الصحابۃ والتابعون لھم باحسان الی یوم الدین" پس حق پر رہ، حق پر مرنا ہے تو سنت کا اور جماعت کا تبع ہو جا سنت نام ہے طریقہ رسول ﷺ کا اور جماعت ہے مسلمانوں کی اور وہ ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے وہ تبعین جو خلوص دل سے صحابہ کا اتباع کریں قیامت تک۔

پہلی روایت سے معلوم ہوا کہ دین اسلام نام ہی تعامل امت کا ہے یعنی جس عقیدہ اور عمل پر امت چلی آرہی ہے۔ دوم: یہ معلوم ہوا کہ حق اور دین پر صرف وہ جماعت ہے جو تبع اصحابہ ہو اور اتباع بھی احسان کے ساتھ ان سے جو دور ہوا وہ جہنمی ہے۔

(شرح عقیدۃ الطحاوی ص ۵۵۴) "وعلماء السلف من السابقین ومن بعدھم من التابعین اھل الخیر والاثر واھل الفقہ والنظر لا یذکرون الا بالجمیل ومن ذکرھم بسوء فھو علی غیر السبیل" علمائے سلف صحابہ کرام اور صحابہ کے تابع اہل خیر اور اہل اثر اور اہل علم اور اہل نظر ان سب کا ذکر اچھائی اور خوبی سے کیا جائے۔ ان کو برائی سے یاد کرنے والا یا برا کہنے والے مسلمانوں کی جماعت سے خارج ہے۔

اور پھر "یتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی ونصلہ جھنم (النساء:۱۱۵)" جو مسلمانوں کی راہ چھوڑ دے ہم اسے علیحدہ راہ پر چلائیں گے اور جہنم میں داخل کریں گے۔

فائدہ: اس پر تمام مسلمان متفق ہیں کہ روضہ اقدس پر جو درود سلام پڑھا جائے خود رسول خدا ﷺ سن کر جواب فرماتے ہیں۔ مگر یہ مین فین نیلوی پیلوی پارٹی اس عقیدہ والے کو کافر کہتے ہیں۔ اب خود فیصلہ کر لو کہ ساری امت کو گمراہ کہیں یا ان ملحدوں کو گمراہ کہیں۔

دوم: معراج پر سب مسلمانوں کا اتفاق ہے سوائے قادیانیوں کے مگر وہ مسلمان ہی کب ہیں کافروں کا اسلامی عقائد پر اتفاق کیسے ہو سکتا ہے۔

سوم: اس پر پوری امت کا اتفاق ہے کہ رسول خدا کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بار بار لوٹا کر پچاس کی پانچ نمازیں مقرر کروائیں۔

چہارم: اس پر بھی اتفاق ہے کہ نبی کریم ﷺ نے شب معراج بیت المقدس میں تمام انبیاء علیہم کی امامت کرائی اور امام الانبیاء ﷺ نے اور انبیاء علیہم سے ملاقاتیں ہوئیں اور باتیں ہوئیں۔

اب جو ان متفقہ حقائق کو نہیں مانتا وہ مسلمانوں کی جماعت کا اور امت مسلمہ کا فرد نہیں۔ اسے اور جس نام سے چاہو پکارو۔ اب تین سوال حاضر خدمت ہیں۔ سابق قانون کو یاد رکھ کر سنو اور حق کو پہچانو۔

۱...... شرک گر ٹولہ جن آیات سے عدم سماع موتی ثابت کر کے سماع موتی کے قائلین پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں۔ یہ شب معراج سے پہلے نازل ہو چکی تھیں۔

۲...... جو ان آیات کا خلاف کر کے سماع موتی کا قائل ہو وہ مشرک مرتد ہو جاتا ہے۔ اب آپ لوگ بتائیں کہ شب معراج محمد رسول اللہ ﷺ نے ان کی خلاف ورزی کیوں کی، فوت شدہ انبیاء علیہم سے کلام کیوں کی ان کے سلام کا جواب کیوں دیا خود ان کو سلام کیوں دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بار بار نماز کے متعلق مکالمہ کیوں کیا حضور اکرم ﷺ نے یہ ساری آیات خوب پڑھی ہوئی تھیں۔ ان پر عمل کیوں نہ کیا ان کی مخالفت کیوں کی۔

اس کی دو ہی صورتیں ممکن ہیں: اوّل رسول خدا ﷺ نے ان عدم سماع کی آیات کو یاد رکھتے ہوئے عمداً اللہ کی نافرمانی کی۔ (معاذ اللہ) یا ان آیات کا وہ مطلب نہیں جو شرک گر ٹولہ بیان کرتا ہے۔ بلکہ ان آیات میں مذہب مشرکین عرب و کفار کی توہین اور ان کے معبودوں کی توہین اور برائی مذہب مشرکین بیان کی ہے۔

چونکہ یہ تمام آیات مکی، مگر کوئی شاذ و نادر ان آیات کا مطلب خود رسول کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیان کر دیا۔ ان آیات کا تعلق مردوں کے سننے نہ سننے سے مطلق نہیں۔ بلکہ مردے تو سنتے ہیں۔ فعل رسول ﷺ نے ان آیات کی تفسیر کر دی۔ اگر آپ رسول کریم ﷺ کی تفسیر نہیں مانتے تو سب سے پہلے امام انبیاء علیہم پر معاذ اللہ کفر کا فتویٰ لگاؤ۔ تمہارے منہ میں لگام دینے والا کوئی نہیں تم یہ بھی کر گزرو گے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تو تمہارے فتویٰ کی زد میں آگئے بلکہ تم نے تو صاف لفظوں میں کہہ دیا۔ لہٰذا ایک قدم آگے رکھنا تمہارے لئے کون سا مشکل کام ہے۔

سوم: یہ سوال ہے، میں حیران ہوں اس ملعون مسلمان سے جس نے یہ نہ سوچا کہ سماع موتی کے قائلین پر کفر کا فتویٰ لگانے سے ان کی زد کہاں جا پڑتی ہے۔ اگر شب معراج سے پہلے کوئی آیت بھی نازل نہ ہوتی تو قبل از نبوت بھی کفر شرک بلکہ گناہ کبیرہ سے عند الجمہور معصوم ہوتا ہے کسی سے کوئی ایسا فعل ہو جائے تو نبی ہو سکتا ہی نہیں۔

پھر یہ بتاؤ کہ آپ کے نزدیک جو یہ فعل کفر شرک ہے تو رسول کریم ﷺ نے کیوں کئے۔ پھر اللہ نے بذریعہ وحی منع کیوں نہیں فرمایا۔ تف ہے تمہاری قرآن دانی پر اور حیف ہے تمہاری مسلمانی پر۔

صحاح ستہ کی ان روایات سے ثابت ہو گیا کہ فوت شدہ سے ملاقات سلام کہنا برزخ والوں کا اہل دنیا کے لئے دعا خیر کرنا اہل برزخ سے اجرائے فیض انبیاء علیہم کا برزخ میں نماز پڑھنا اسلامی عقیدہ ہے اور یہ تمام امور نبی کریم ﷺ کی قولی فعلی اور عملی سنت سے ثابت ہے۔ قحط الرجال کی وجہ سے عملاً یہ سنت مفقود ہو گئی۔ علمائے قشر رہ گئے صحیح علم ظاہری اٹھ گیا۔ علم باطنی کے ماہر عارفین ناپید ہو گئے۔ حق یہ تھا کہ علمائے ظاہر کہتے ہیں۔ ھذا طور من وراء الطور العقل و طور المقل یعلم بالکشف و الکشف یؤخذ من نور النبوۃ لا من علوم النبوۃ۔

تمت بالخیر